# میرا جینا میرا مرنا

سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے

## ❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

**اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں**

**نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں**

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# میرا جینا میرا مرنا

## سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے

قُلۡ اِنَّ صَلَا تِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِ الۡعٰلَمِیۡنَo لَا شَرِیۡکَ لَہُ
وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (الانعام : 162-163)

ترجمہ:''کہہ دو بے شک میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سب جہانوں کا رب ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اور مجھے اسی بات کے اعلان کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا اس کا فرمانبردار ہوں''۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

## تعارف

زندگی اس دنیا میں آنے کا نام اور موت دنیا سے واپسی کا نام ہے' آنے اور جانے کے درمیان ایک مختصر سا وقت جو ہم سب کو ملا ہے ہر چیز سے قیمتی ہے۔ اس وقت کا صحیح حق وہی ادا کرسکتا ہے اور اس سے حقیقی فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو اپنے آغاز اور انجام سے باخبر ہو۔

اس چندروزہ دنیا میں کامیاب وہ نہیں جو ڈھیروں مال کمالے' بڑے بڑے محلات تعمیر کرلے' یا چند دن کے لیے شہرت پالے۔ اصل کامیاب وہ ہے جو اپنے وقت کو مفید کاموں میں استعمال کرلے اور اپنے خالق کی مرضی کے مطابق خود کو اس کے لیے خالص کرلے۔

یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ۝ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ ۝ (الشعراء :89-88)

ترجمہ: ''جس روز مال اور بیٹے کام نہ آئیں گے مگر (کامیاب وہی ہے) جو اللہ کے پاس قلبِ سلیم لیے ہوئے آئے''۔

یہ زندگی تو دراصل ایک امتحان ہے اس بات کا کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ہم کس کی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہیں' رحمٰن کی یا شیطان کی۔

خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ط ..... (الملک :2)

ترجمہ: ''اس نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا کہ تمھارا امتحان لے کہ تم میں سب سے اچھے کام کون کرتا ہے''۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک کی اس تعلیم کے برعکس ہمارے معاشرے کی اکثریت جہاں اپنے اس مقصدِ حیات سے غافل ہے وہاں دنیا سے واپسی کے سفر' اس کی کیفیت اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات اور حقیقت سے بھی بے خبر ہے۔۔۔۔ اس پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔۔۔۔ اسی احساس کے پیشِ نظر یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے تاکہ قرآن پاک اور احادیث کی روشنی میں سفرِ واپسی کے مختلف مراحل کے بارے میں عوام الناس کو باخبر کیا جائے۔ شاید انجام سے باخبر ہوکر حال کی بھی کچھ اصلاح ہوجائے۔

اللہ کرے ہم سب کا سفرِ واپسی رب کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہو' تاکہ ملاقات کے وقت وہ ہم پر نظرِ کرم کرے۔۔۔۔ آمین!

اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں میں اپنی استادِ محترم ڈاکٹر فرحت نسیم ہاشمی صاحبہ اور ڈاکٹر محمد ادریس زبیر صاحب کی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر مرحلے پر میری رہنمائی کی۔۔۔۔ علاوہ ازیں جن کا بھی اس کام میں تعاون رہا ان سب کے لیے دعا گو ہوں۔

اس کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لیے
ہر قسم کے اچھے مشوروں کی منتظر

اُمِّ عثمان

راولپنڈی

اپریل 2001ء

| فہرست مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# حُسنِ صحت

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں تمام واقعات وحادثات اسی کے ارادہ وحکم سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔صحت و بیماری بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔اچھی صحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو عطا کی جانے والی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔اسے امانت سمجھ کر اس کی حفاظت اور قدر کی جائے تو دینی اور دنیاوی فرائض کی بجا آوری بآسانی ہوسکتی ہے'اس کا خیال نہ رکھنا اس نعمت کی ناشکری ہے جس کا نتیجہ اکثر بیماری و بیکاری کی صورت میں سامنے آتا ہے۔اس طرح انسان نہ دنیا کے لیے کچھ کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنی آخرت سنوارنے کے لیے خیر اور بھلائی کے کاموں میں حصہ لے سکتا ہے۔اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے اور ان کو برباد کرتے ہیں۔ایک تندرستی اور دوسری فراغت'' (صحیح بخاری)۔

تندرستی اور فراغت میں نیکی وثواب کے کام اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرلی جائے تو آخرت کے لیے بہترین سامان ہوسکتا ہے۔

## اندازِ زندگی

اسلام اعتدال پسند دین ہے یہ انسان کو سادگی اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے جو اس کی بہت سی جسمانی قوتوں' مال اور وقت کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھتی ہے۔اس عارضی دنیا میں عیش ونشاط اور تن آسانی والی زندگی گزارنا مومن کی نشانی نہیں۔

حضرت ابوامامہ ؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''سادہ زندگی گزارنا ایمان کی علامت ہے''۔ (ابوداوٗد)

ایک اور موقع پر فرمایا:

''سیدھے سادھے رہو،میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش بشاش رہو''۔ (مشکوٰۃ)

نعمتوں سے صرف عیش وآرام حاصل کرنا اور پھر ان کا اتنا عادی ہوجانا کہ کبھی یہ چھن جائیں تو آدمی سر نہ اٹھاسکے' بہت بڑی غلطی ہے۔حضرت عمرؓ کا فرمان ہے:

اِخۡشَوۡ شِنُوۡا فَاِنَّ النِّعَمَ لَا تَدُوۡمُ

ترجمہ:''سخت جان بنو پس نعمتیں ہمیشہ باقی نہیں رہتیں''۔

ضروریات زندگی کو بڑھاتے ہی چلے جانا یا وسائل کے ہوتے ہوئے بھی ان کو محدود رکھنا انسان کے اپنے اختیار کی بات ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا:

''دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی مسافر یا راہ گزر رہتا ہے''۔ (بخاری)

اور عبداللہ بن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ''جب شام کا وقت ہوجائے تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہوجائے تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی صحت کے اوقات

میں اپنی بیماری کے لیے کچھ بنالو اور اپنی زندگی میں موت کے لیے سامان پکڑلو"۔ (بخاری)

# روحانی صحت

جسمانی صحت کا انحصار روحانی صحت پر ہے اور روحانی صحت کی کنجی اطمینانِ قلب ہے۔اطمینان اور سکون اسی دل میں ہوگا جو صاف شفاف ہو۔ اسے صاف کیسے رکھا جائے؟ حدیث پاک ہے:

"دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے' جس طرح لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے" لوگوں نے کہا "یارسول اللہ ﷺ پھر ان کو کس طرح صاف کیا جائے"؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "موت کو زیادہ یاد کرو اور قرآن مجید کو بہت پڑھا کرو" (بیہقی)۔

ذہنی الجھنیں اور اخلاقی بیماریاں مثلاً غصہ، حسد، بدخواہی' تنگ نظری' تکبر وغیرہ روحانی صحت کی دشمن ہیں جبکہ قرآنی تعلیمات مومن کی روح وقلب کو خیر وخوبی کی طرف مائل کرتی ہیں۔

## قرآن اور شفا

اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام قرآن پاک اپنے اندر اور بہت سے عجائبات قدرت رکھنے کے علاوہ پڑھنے والے کے لیے جسمانی وروحانی صحت اور بیمار کے لیے شفا کا ضامن ہے۔اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ... (بنی اسرائیل:82)

ترجمہ:"اور ہم نے ایسا قرآن نازل کیا ہے جو تمام مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے"۔

قرآن پاک پڑھنے سے جو سکون اور اطمینان دل میں اترتا چلا جاتا ہے اس سے بیمار جسم میں برپا بےاعتدالیاں نارمل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ بہت سی بیماریوں کے علاج کے لیے مخصوص قرآنی آیات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کچھ آیات ایسی ہیں جنہیں "آیاتِ شفا" کہا جاتا ہے۔

(آیات شفا کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

## نماز اور صحت

پانچ اوقات کی نماز عبادت اور بے شمار دوسرے فوائد کے علاوہ بہترین ورزش بھی ہے جو انسان کے تمام روحانی اور جسمانی دکھوں کا مداوا کرتی ہے۔ تکلیف' بیماری اور رنج میں بھی مومن کا یہی سب سے بڑا سہارا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ..... (البقرہ :45)

ترجمہ:"اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو"۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ۔نماز کا وقت قریب ہوتا تو آپ ﷺ بلالؓ کو اذان کا حکم یوں فرماتے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ يَا بِلَالُ ! اَرِحْنَا بِهَا (ابوداؤد)

ترجمہ:"بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ"۔

## روزہ اور تزکیہ

سال میں ایک ماہ یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور ہر ماہ میں کچھ نہ کچھ روزے رکھنا یہ طبی اور روحانی لحاظ سے بہت فائدہ مند ہے۔ روزہ سے انسان کے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں جو اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرہ :183)

ترجمہ: ''مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو''۔

روزے سے انسان کو بہت سی برائیوں سے بچنے کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے اور یوں نہ صرف اس کا روحانی تزکیہ ہوتا ہے بلکہ جسمانی قوت بھی حاصل ہوتی ہے مثلاً روزہ معدہ کی اصلاح کر کے جسم کو بیکار اجزاء سے پاک وصاف کرتا ہے اور یوں موٹاپے اور پیٹ کی چربی کے بوجھ میں کمی کا بھی موجب بنتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہر چیز کی ایک صفائی ہوتی ہے اور جسم کی صفائی روزہ ہے''۔ (ابن ماجہ)

## صدقہ وزکوٰۃ سے تحفظ

روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ خیرات کرنا انسان کے اندر مال کی محبت کم سے کم کر کے ایثار و قربانی، احسان و ہمدردی، غم خواری و انکساری اور نرم خوئی و اخوت کی آبیاری کرتا ہے اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

(التوبہ :103)

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ! تم ان کے اموال سے زکوٰۃ لو تاکہ ان کو پاک کرو (ہر قسم کے گناہ اور رنج وغم سے) اور ان کا تزکیہ کرو اور ان (زکوٰۃ دینے والوں) کے واسطے دعائے رحمت کرو، بے شک آپ کی دعا سے ان کو سکون واطمینان حاصل ہوگا اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے''

صدقہ وخیرات کے بارے میں چند احادیث پیش ہیں۔

''صدقہ بری موت اور بلاؤں سے بچاتا ہے''۔ (مسند احمد)

''صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ صدقہ دینے سے مصیبت نہیں بڑھتی'' (رزین)۔

''بھائی کو مسکرا کر دیکھنا، علم پھیلانا، بیوی بچوں پر خرچ کرنا اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے'' (متفق علیہ)۔

## مسکراہٹ

زندگی کو زندہ دلی اور مسکراہٹ سے آراستہ کیا جائے تو نہ صرف جسمانی صحت پر خاطر خواہ اثر پڑتا ہے بلکہ سنت اور صدقہ کا بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث ؓ فرماتے ہیں۔

''میں نے نبی ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا'' (ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا:

تَبَسُّمُکَ فِیْ وَجْهِ اَخِیْکَ صَدَقَةٌ

ترجمہ: '' تمہارا اپنے بھائی کے لیے مسکرانا بھی صدقہ ہے''

## شکرگذاری

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ o(البقرہ :152)

ترجمہ: ''پس تم میرا ذکر کرو، میں تمھیں یاد کروں گا اور میری شکرگزاری کرو اور ناشکری نہ کرو''۔

ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے پہلے جنت میں بلائے جانے والے وہ لوگ ہوں گے جو خوشی اور سختی کے وقت اللہ کی تعریف کرتے تھے'' (بیہقی)۔

ہر حال میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا روحانی صحت کے لیے بہترین نسخہ ہے۔

# جسمانی صحت

''طاقتور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور محبوب ہے''۔ (سنن ابن ماجہ)

مریض اور کمزور جسم والے انسان کی زندگی بے رونق اور حسرت و یاس کا نمونہ ہوتی ہے جبکہ صحت مند اور مضبوط جسم والا انسان زندگی کے ولولوں' امنگوں اور پر مسرت لمحوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے۔ مومن کے لیے طاقتور ہونا اس لیے ضروری اور پسندیدہ سمجھا گیا ہے تا کہ وہ زندگی میں ہر وقت مجاہدانہ کارکردگی کے لیے خود کو تیار رکھ سکے اور دینی فرائض کی ادائیگی کی خاطر اپنی جسمانی قوتوں کو غیر ضروری اور بے مقصد مشغلوں میں ضائع نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بہترین زندگی اس شخص کی زندگی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے ہوئے اللہ کی راہ میں اس کو اڑاتا پھرتا ہے۔ جہاں کسی خطرے کی خبر سنی' گھوڑے کو اسی طرف دوڑا دیا۔ قتل (فی سبیل اللہ) اور موت سے ایسا بے خوف ہے گویا اس کی تلاش میں ہے''۔ (مسلم)

جسمانی صحت برقرار رکھنے اور بیماریوں سے بچنے کے لیے حفظ ماتقدم کے طور پر جو احتیاطی تدابیر اور پرہیز ہمیں آج کی سائنس بتا رہی ہے وہ چودہ سو سال پہلے سنت نبوی ﷺ کے ذریعے ہم مسلمانوں کے علم میں آ چکی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کو بھی اگر ہم عادت کے طور پر اپنا لیں تو صحت سے متعلق بہت سے مسائل حل ہو جائیں اور بیماری قریب آنے کا نام نہ لے۔

## احتیاطی تدابیر

### جسمانی صفائی

جسم' لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی کا خیال رکھنا' غسل اور طہارت کا اہتمام کرتے رہنا' دن میں پانچ بار وضو کرنا' مسواک کرنا' وضو میں انگلیوں اور داڑھی کا خلال کرنا' ناخن بڑھنے نہ دینا' بغلوں اور زیر ناف کے بالوں کو صاف کرنا وغیرہ۔

### غذائی اصول

زبان کے چٹخارے اور لذت والی خوراک کے بجائے سادہ اور متوازن غذا استعمال کرنا' بھوک لگنے پر کھانا شروع کرنا اور کچھ بھوک رہتی ہو تو کھانا چھوڑ دینا۔ اس پر ایک حدیث میں بتایا ہوا' اصول یاد رکھنا آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایک حصہ کھانا' ایک حصہ پانی' ایک حصہ سانس کے لیے خالی رکھیں''۔ (ترمذی)

اسی طرح جسمانی ضرورت مثلاً قد کاٹھ' عمر اور کام کی نوعیت کے مطابق غذا کی قسم اور مقدار کا تعین کرنا۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی تو فرمایا:

''اپنی ڈکار کم کر' اس لیے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے''۔ (ترمذی)

## مسواک

مسواک نہ صرف منہ کے تمام حصوں یعنی دانت' زبان' حلق' گلا' سانس کی نالی اور خوراک کی نالی کے ابتدائی حصوں کے امراض کے لیے بے حد مفید علاج ہے بلکہ ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''مسواک منہ کی پاکیزگی کا ایک ذریعہ ہے اور رب کی رضامندی کا بھی''۔ (متفق علیہ)

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ ذہانت میں چار چیزوں سے اضافہ ہوتا ہے۔

(1) فضول گفتگو کو چھوڑنا۔

(2) مسواک کرنا (ہر وضو سے پہلے)۔

(3) نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا۔

(4) علماء کی مجلسوں میں بیٹھنا۔

## قیلولہ اور چہل قدمی

عربی کا مشہور مقولہ ہے: تَغَدَّ تَمَدَّ تَعَشَّ تَمَشَّ

ترجمہ:''دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہوجاؤ' رات کا کھانا کھاؤ تو چہل قدمی کرو''۔

اس اصول کو عادت بنالینا' روزانہ ہلکی پھلکی ورزش اور نماز فجر کے بعد تازہ ہوا میں گہرے سانس لینا' پھیپھڑوں کی بہت سی بیماریوں سے بچاؤ کے علاوہ جسم کو چاک وچوبند رکھتا ہے۔

## اوقات نیند و بیداری

رات کو جلدی سونا اور صبح جلدی جاگنا۔ ایک عبادت گذار مسلمان لازماً اس کا خود بخود عادی ہو جاتا ہے اسی طرح ضرورت سے زیادہ سونا یا بے خوابی کا مریض ہونا پوری صحت کو متاثر کرسکتا ہے۔اس خرابی سے بچنے کا بہترین حل نبی کریم ﷺ نے یہ بتایا کہ:

''سونے سے پہلے وضو کرو'' (صحیح بخاری)۔

اس حدیث پر عمل کرنے کے علاوہ سونے سے پہلے مسنون اذکار اور دعائیں پڑھنا بھی فائدہ مند ہے۔

سونے اور جاگنے کی مسنون دعائیں اور اذکار آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

بیدار ہوتے ہی ان دعاؤں کے پڑھ لینے سے شیطان کی گانٹھ کھل جاتی ہے اور خوش مزاجی اور چستی کے ساتھ صبح ہوتی ہے۔

سونے جاگنے کے اوقات کو اپنی گرفت میں لینے کے لیے ذیل میں دیئے گئے مزید آسان اور مفید طریقے اپنا لیے جائیں تو ساری مشکل آسان ہوسکتی ہے۔

☆ سونے سے پہلے صبح فجر کی نماز ادا کرنے کا ارادہ باندھ لینا اور اس کے لیے نیت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرلینا۔

☆ سونے سے قبل مختصر کھانا تناول کرنا تاکہ نیند صبح تک گہری نہ رہے۔

☆ زیادہ نیند سے طبیعت بوجھل ہو رہی ہو تو چہرہ پر پانی چھڑکنا۔

☆ بیدار ہوتے ہی لائٹ جلادینا یا اے سی بند کردینا تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے۔

یہ تمام تدابیر سونے جاگنے کے اوقات کو منظّم کرتی ہیں۔

## کھانے پینے سے متعلق احتیاطیں

- ☆ پانی بیٹھ کر پینا۔
- ☆ تین سانس میں پینا۔
- ☆ پینے کی چیزوں میں پھونک نہ مارنا۔
- ☆ بہت زیادہ ٹھنڈا یا بہت زیادہ گرم مشروب پینے سے پرہیز کرنا خصوصاً ان دونوں کو اوپر تلے استعمال کرنے سے بچنا۔
- ☆ غیر قدرتی اجزاء و کیمیکلز سے بنے مشروبات کو عادت نہ بنانا۔
- ☆ چائے اور کافی کا غیر ضروری استعمال ترک کرنا وغیرہ۔
- ☆ وقت پر کھانا۔
- ☆ جوش ٹھنڈا ہونے پر کھانا۔
- ☆ گرم غذا کو سرد کے ساتھ اور تازہ کو باسی کے ساتھ ملا کر نہ کھانا۔
- ☆ کھانے کے بعد پانی نہ پینا۔
- ☆ نشہ آور اشیاء کھانے یا پینے سے مکمل طور پر بچنا۔
- ☆ مٹی کھانے سے پرہیز کرنا۔
- ☆ کھانے کے برتن ڈھانپ کر رکھنا وغیرہ۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے' نہ پانی پیئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے'' (مشکوٰۃ)

## سونے سے متعلق احتیاطیں

- ☆ کھانے کے فوراً بعد سونے سے پرہیز کرنا۔
- ☆ نماز عشاء کے بعد سونے میں تاخیر نہ کرنا (عشاء کی نماز کے بعد ذکر الٰہی اور علمی مذاکرہ کے لیے' نیز گھر والوں سے ضروری بات کے لیے جاگا جا سکتا ہے)۔
- ☆ سونے سے قبل آگ وغیرہ بجھا دینا (خصوصاً سردی کے موسم میں گیس کے ہیٹر وغیرہ بند کر کے سونا)۔
- ☆ ایسی جگہ سونے سے پرہیز کرنا جہاں تازہ ہوا نہ پہنچتی ہو۔
- ☆ بستر جھاڑ کر سونا۔
- ☆ زیادہ آرام دہ بستر استعمال نہ کرنا۔
- ☆ دائیں کروٹ سونا اور دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سونا۔ اس کے بعد سوتے میں بائیں کروٹ بدل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔
- ☆ پیٹ کے بل یعنی الٹا ہو کر نہ لیٹنا۔

☆ منہ لپیٹ کر نہ سونا۔

☆ سونے کے فوراً بعد اٹھ کر ہاتھ دھو لینا وغیرہ۔

جسمانی صحت کے لیے یہ سب معمولی مگر حفظ ماتقدم کے طور پر اہم احتیاطی تدابیر ہیں جو ہمیں ہمارے دین نے موجودہ سائنسی تحقیق سے کئی سو سال پہلے ہی بتا دی ہیں۔

## پرہیز

''پرہیز علاج سے بہتر ہے'' اس اصول پر غور کرتے ہوئے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کرنا بہت سودمند ہے۔

## دوائیوں سے پرہیز

وقتی اور معمولی جسمانی تکالیف میں دواؤں کو عادت نہ بنانا ورنہ تکلیف کی زیادتی میں پھر یہی دوائیں بے اثر ثابت ہونے لگتی ہیں۔

## موسموں کے اثرات

سخت سردی اور سخت گرمی کے منفی اثرات سے بچنے کے لیے ہر ممکن احتیاط اور پرہیز کرنا یعنی گھر' لباس' خوراک وغیرہ تمام موسم کے تقاضے اور ضروریات کے مطابق ہوں۔

## وبائی و متعدی امراض

امراض پھیلنے کے مخصوص موسموں (برسات اور گرمی) میں خصوصی حفاظتی تدابیر کرنا مثلاً پانی کے ذخائر صاف رکھنا' رہائشی علاقوں کے آس پاس مچھروں' مکھیوں' اور دیگر کیڑے مکوڑوں کی امکانی افزائش کی روک تھام کے لیے ادویات وغیرہ چھڑکنے کا انتظام کرنا اور اپنے تمام گردوپیش کو حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ڈھالنا، گلے سڑے یا پہلے سے کاٹ کر رکھے ہوئے پھل یا سبزیاں کھانے سے پرہیز کرنا۔

## حفاظتی ٹیکے

بیماریاں پھیلنے کے موسموں میں حفاظتی ٹیکے لگوانے کی سہولت سے فائدہ اٹھانا۔اسی طرح والدین کو اپنی خصوصی ذمہ داری سمجھتے ہوئے چھوٹے بچوں کو لگائے جانے والے حفاظتی ٹیکوں کا کورس مقررہ وقت پر مکمل کرانا۔

## مریضوں کو الگ رکھنا

کوئی وبائی مرض پھوٹ پڑنے پر صحت مند انسانوں کو ایسے علاقے میں جانے سے روکا گیا ہے اور ایسا مریض جسے چھونے سے دوسرے کو بیماری لگ سکتی ہو اسے الگ تھلگ رکھنے کو کہا گیا ہے۔

وضاحت: اس سے مراد مریض سے نفرت نہیں بلکہ اس بیماری سے بچاؤ اور احتیاط کا تقاضا پورا کرنا ہے۔

### طاعون

طاعون کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھیل جائے اور تم اس میں ہو تو اس سے نہ نکلو اور اگر تم اس علاقہ میں نہیں ہو تو وہاں نہ جاؤ'' (ترمذی)۔

## جذام

اسی طرح حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ وفد ثقیف میں ایک شخص جذام کے مرض میں مبتلا تھا رسول اللہ ﷺ نے کہلا بھیجا کہ: ''تم واپس جاؤ ہم نے تمھیں بیعت کرلیا ہے'' (مسلم)

ایک اور موقع پر فرمایا:

''جذامی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو'' (بخاری)۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جذامی کی طرف زیادہ دیر تک مت دیکھو'' (ابن ماجہ)۔

## علاج معالجہ

حسب استطاعت تمام تر احتیاطی تدابیر اور پرہیز کے باوجود اگر بیماری آ ہی جائے تو اس پر صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ضرورت پڑنے پر مباح اور حلال ادویہ کے ساتھ علاج کروانے کا بھی حکم ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے جتنی بیماریاں اتاری ہیں انکا علاج بھی اتارا ہے پس علاج کرو''۔ (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے مختلف بیماریوں میں مبتلا لوگوں کو ان قدرتی طریقوں سے بھی علاج بتائے جو آج کل ''دیسی طریقے'' کہلاتے ہیں۔

## قدرتی غذاؤں سے علاج

### شہد

اللہ تعالیٰ شہد کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ..... (النحل :69)

ترجمہ: ''اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے''۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مہینے میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹے وہ ہر بڑی بیماری سے محفوظ رہے گا'' (سنن ابن ماجہ)۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

''دو صحت دینے والی چیزوں کو تھام لو (اپنی زندگی کا حصہ بنالو) ایک شہد اور دوسرا قرآن'' (سنن ابن ماجہ)۔

جسمانی اور روحانی بیماریوں کے لیے ان دونوں میں مکمل شفا ہے۔

### کھجور

قرآن پاک میں سورۃ مریم میں ذکر ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کو دردِ زہ کے وقت کھجور کھانے کی ہدایت فرمائی۔کھجور توانائی بہم پہنچانے والے حراروں سے بھرپور زود ہضم اور مقوی غذا ہے۔یہ انسان کی بھوک مٹانے کے علاوہ بہت سی بیماریوں اور جسمانی کمزوریوں میں بھی اکسیر کا درجہ رکھتی

ہے۔کھجور کے اندر دوسرے فائدہ مند اجزاء کے علاوہ اس قسم کے ہارمونز بھی پائے جاتے ہیں جو نہ صرف بچہ کی ولادت کے وقت عورت کی تکلیف میں کمی کرتے ہیں بلکہ ولادت کے عمل کو بھی آسان بناتے ہیں۔ مزید فائدہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ کے لیے ماں کا دودھ بھی جلد اور وافر اتر آتا ہے۔دل کے امراض میں نیز جادو اور زہر کے علاج کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے عجوہ کھجور (کھجور کی ایک خاص قسم) مع گٹھلی تجویز فرمائی۔

## زیتون

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتون کی تعریف فرمائی ہے اس لیے ہر مریض کو روزانہ کم از کم ایک انجیر اور ایک زیتون کھانا چاہیے یا خالص زیتون کے تیل کا ایک چمچہ پینا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''زیتون کا تیل کھاؤ اور لگاؤ یہ ایک مبارک درخت ہے اور اس میں ستر (70) بیماریوں سے شفاء ہے'' (ترمذی وابن ماجہ)۔

جسمانی توانائی اور سر کے لیے زیتون کے تیل کی مالش فائدہ مند ہے۔

## کلونجی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

''سیاہ دانے (کلونجی) میں سام (موت) کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے'' (متفق علیہ)۔

## آبِ زمزم

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''زمزم بھوکے کے لیے کھانا اور بیمار کے لیے شفا ہے'' (طبرانی)۔

آب زم زم کے علاوہ عام استعمال کا پانی بھی بہت سی تکالیف میں فائدہ مند ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''بخار دوزخ کی بھاپ ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو'' (صحیح بخاری)۔

اسی طرح وضو کے بچے ہوئے پانی سے بے ہوش کو ہوش میں لانا بھی مسنون ہے۔ (بحوالہ صحیح بخاری)

## مہندی

نبی اکرم ﷺ کی خادمہ حضرت سلمیٰؓ کہتی ہیں:

''جب کبھی رسول اللہ ﷺ کو کوئی زخم یا پتھر کی چوٹ وغیرہ آتی تو مجھے اس جگہ مہندی رکھنے کا حکم فرماتے'' (ترمذی)۔

## سینگی اور پچھنے سے علاج

جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے مقنع بن سنان (تابعی) کی عیادت کی پھر کہا ''میں تیرے پاس سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک تو پچھنی نہ لگائے کیونکہ میں نے آنحضور ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے:

''پچھنی میں شفا ہے'' (صحیح بخاری)۔

رسول اللہ ﷺ نے آدھے سر کے درد (شقیقہ) اور پورے سر کے درد میں سر پر پچھنی لگوائی (صحیح بخاری)۔

رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں پچھنی لگوائی (یعنی سفر میں) (صحیح بخاری)۔

رسول اللہ ﷺ نے روزے میں پچھنے لگوائے (یعنی دن کا وقت تھا) (صحیح بخاری)۔

ابوموسیٰ اشعریؓ نے رات کو پچھنے لگوائے (صحیح بخاری)۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تمھاری دواؤں میں کوئی دوا مفید ہے تو وہ شہد کا پینا اور پچھنے لگانا ہے یا آگ سے داغ لگانا اور مجھ کو آگ سے داغ لگانا پسند نہیں ہے'' (صحیح بخاری)۔

اس حدیث پر غور کیا جائے تو علاج کی تینوں صورتیں موجودہ زمانہ کے طریقہ علاج سے مماثلت رکھتی ہیں۔

☆ شہد پینا۔۔۔دوا سے علاج

☆ پچھنے لگوانا۔۔۔آپریشن سے علاج

☆ آگ سے داغ دینا ۔۔۔لیزر شعاعوں اور الیکٹرک شاک سے علاج

اس قسم کے اور بہت سے مسنون علاج کی تفصیلات ہمیں طبِ نبوی ﷺ کی کتابوں میں مل سکتی ہیں۔

## قرآنی ومسنون دعاؤں اور مسنون دم سے علاج

مختلف بیماریوں میں قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں سے دم کرنا اور کرانا جائز ہے۔حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں ''ہم زمانہ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے وہ دم پڑھ کر سناؤ'' (سننے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے دم میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو'' (مسلم)۔

آیات شفا کے نام سے معروف قرآنی آیات کسی بھی بیماری میں شفاء کے لیے دم کی جاسکتی ہیں۔

(مسنون دعائیں اور مسنون دم کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)۔

## شرکیہ علاج

### تعویذ گنڈے

شرکیہ تعویذ اور طلسمی منتر پڑھتے ہوئے گرہ لگائے گئے دھاگے وغیرہ بغرض علاج پہننے کی ہمارے دین میں کوئی گنجائش و اجازت نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے تمیمہ (شرکیہ تعویذ) گلے میں ڈالا اس نے شرک کیا'' (مسند احمد)۔

### گلے کے منکے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو منکے گلے میں ڈالے اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جو کوئی کوڑیا سیپیاں گلے میں ڈالے اس کو اللہ آرام نہ دے'' (مسند احمد)۔

### پیتل کے کڑے

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو پیتل کا کڑا ہاتھ میں ڈالے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

''اسے اتار دے یہ تیری کمزوری اور زیادہ کرے گا اور اگر تو اس حال میں مرگیا تو کبھی کامیاب نہیں ہوگا'' (مسند احمد)۔

## گھوڑے کی نعل

جادو، نظر بد، بیماری یا حادثات وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لیے گاڑی، مکان یا دکان وغیرہ پر گھوڑے کی نعل لٹکانا یا کالے دھاگے وغیرہ باندھنا اللہ تعالیٰ پر عدم اعتماد کا اظہار ہے جو بالکل غلط ہے۔

## امام ضامن

مشکلات اور تکالیف سے بچنے کے لیے نیز دنیاوی مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے بازو پر امام ضامن باندھنا بھی انتہائی شرکیہ فعل ہے۔

## پیدائشی پتھر

مختلف پتھروں کو اپنی پیدائش کی تاریخوں سے منسوب کرنا اور اسی طرح انہیں مختلف بیماریوں کے علاج اور اچھے شگون کے طور پر انگوٹھی وغیرہ میں جڑوا کر پہننا بھی سنت سے ثابت نہیں۔ یہ سب شرک اصغر کی مختلف صورتیں ہیں۔

### حدیث قدسی

نذر کرنے یا منت ماننے سے تقدیر نہیں پلٹ سکتی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ''آدمی کو منت ماننے سے وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو میں نے اس کے مقدر نہیں کی بلکہ (منت ماننا) بھی اس کی تقدیر میں اس لیے لکھ دیا جاتا ہے کہ میں تقدیر میں منت ماننا لکھ کر بخیل سے پیسہ نکلواتا ہوں'' (بخاری)۔

### مسنون دعا

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (مشکوۃ)

''اے اللہ! نہیں کوئی روک سکتا جو آپ عطا کریں اور نہیں کوئی دے سکتا جو چیز آپ روکنا چاہیں اور نہیں فائدہ دے سکتی کسی دولتمند کو آپ کے عذاب کے مقابلے میں دولت''

# عیادت

## عیادت کیا ہے؟

صحت مند انسان کا بیمار کے پاس بطور ہمدردی وغم خواری جانا' اسے تسلی وتشفی دینا نیز اللہ کی رضا کی خاطر اسے تعاون و مدد کی پیشکش کرنا ''عیادت'' کہلاتا ہے۔عیادت کرنا یا بیمار پرسی کرنا حقوق العباد میں سے ایک ہے،حدیث مبارک میں ہے۔

''مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں۔سلام کا جواب دینا' مریض کی عیادت کرنا' جنازے کے ساتھ جانا' دعوت قبول کرنا' چھینک کا جواب دینا'' (متفق علیہ)۔

## فضیلت

عیادت کرنے سے اللہ تعالیٰ سے محبت اور تعلق بھی بڑھتا ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی کیوں نہ کی؟'' ابن آدم عرض کرے گا ''اے میرے رب! تو رب العالمین ہے تیری بیمار پرسی کا کیا مطلب؟'' اللہ رب العزت فرمائے گا ''کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے؟ لیکن تو نے اس کی عیادت نہ کی اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے (یعنی میری رضا ورحمت کو) اس بیمار بندے کے پاس پاتا'' (مسلم)۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی صبح کے وقت میں عیادت کرتا ہے شام تک ستر (70) ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔اور جو شام کو عیادت کرتا ہے صبح تک ستر (70) ہزار فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں تروتازہ اور پکے ہوئے پھل ہیں''۔

(احمد' ابن ماجہ' ترمذی)

یہ عیادت بقدر ہمت واستطاعت ایک مسلمان مندرجہ ذیل طریقوں سے کرسکتا ہے۔

## ہمدردی وتیمارداری

مریض کے پاس مختصر وقت کے لیے جاکر اس کی طبیعت اور (بیماری کی موجودہ کیفیت کے متعلق) مزاج پوچھا جائے۔ اس سے دل جوئی اور حوصلہ افزائی کی باتیں کی جائیں۔رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس پہنچتے تو تسلی دیتے ہوئے فرماتے۔

لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰہُ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں' اللہ نے چاہا تو یہ مرض جاتا رہے گا اور یہ گناہوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا''۔

زبانی ہمدردی کے علاوہ مریض اگر آپ کا قریبی دوست یا عزیز ہے تو آپ اس کی خدمت بھی کرسکتے ہیں مثلاً اگر وہ تنہا رہتا ہے یا اس کے گھر والے دوسرے کاموں میں مصروف ہیں تو اس کے بالوں میں کنگھی کردیں اس کی ضرورت کی اشیاء درست کردیں' اس کا بستر ٹھیک کردیں' دوا کا وقت ہو تو اسے دوا پلا دیں' خود اس سے بھی دریافت کرلیں کہ اسے کسی چیز یا خدمت کی ضرورت تو نہیں؟ ان چھوٹی چھوٹی خدمات سے اس کا دل خوش ہوگا اور وہ بیمار پرسی کے لیے آپ کے آنے کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ یہی وہ لمحات ہونگے جب آپ کو اللہ کی رضا ورحمت اس بیمار بندے کے پاس ملے گی۔

## بیمار کو صبر کی تلقین

بعض اوقات مریض پر بیماری کی سختی یا لمبا عرصہ تک بیمار رہنے کی وجہ سے بے صبری کی سی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے ایسے میں بیمار پرسی کرنے والے کو چاہیے کہ اسے صبر اور اس پر ملنے والے اجر کے بارے میں یاد دہانی کرائے اور اس سلسلے میں احادیث نبوی ﷺ کے حوالے سے کچھ واقعات سنائے مثلاً:

حضرت زید بن ارقمؓ کی ایک بار آنکھیں دکھنے لگیں تو نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کو تشریف لائے اور فرمانے لگے:

''زیدؓ تمھاری آنکھ میں یہ جو تکلیف ہے تو تم کیا کرتے ہو؟'' زیدؓ نے عرض کیا کہ صبر و برداشت کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم نے آنکھوں کی اس تکلیف میں صبر و برداشت سے کام لیا تو تمھیں اس کے صلے میں جنت نصیب ہوگی''۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ام السائب (ایک بوڑھی خاتون) کی عیادت کو تشریف لائے۔ ام السائب بخار کی شدت سے کانپ رہی تھی۔ پوچھا: ''کیا حال ہے؟'' خاتون نے کہا ''اللہ اس بخار کو سمجھے اس نے گھیر رکھا ہے'' یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو برا بھلا نہ کہو یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے''۔ (الادب المفرد)

ایک اور حدیث پاک میں حضرت عطاء بن رباحؒ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے پاس حضرت ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ 'تمہیں ایک جنتی خاتون دکھاؤں'؟ میں نے کہا 'ضرور دکھایئے' کہا 'دیکھو یہ جو کالی کلوٹی عورت ہے یہ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی 'یارسول اللہ! مجھے مرگی کا ایسا دورہ پڑتا ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور میں اس حالت میں بے پردہ ہو جاتی ہوں' یارسول اللہ ﷺ میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اس تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہو تو اللہ تمھیں جنت سے نوازے گا اور اگر چاہو تو میں دعا کر دوں کہ اللہ تمھیں اچھا کر دے'' یہ سن کر وہ خاتون بولی 'یارسول اللہ ﷺ میں اس تکلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی البتہ یہ دعا فرما دیجئے کہ میں اس حالت میں بے پردہ نہ ہو جایا کروں' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت عطاؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس دراز قد خاتون ام زفر کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا۔ (صحیح بخاری)

تکالیف پر صبر کرنے اور اس صبر پر اجر ملنے کے سلسلے میں ایک اور خوبصورت اور قابل ذکر حدیث ہے۔

''جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیت' جسمانی تکلیف اور بیماری' کوئی رنج و غم اور دکھ پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

ان تمام احادیث کو باتوں ہی باتوں میں مریض کے سامنے بیان کرنے سے اس کا ذہن آخرت کے اجر و ثواب کی طرف متوجہ ہوگا اور بیماری کی شدت و بے چینی کی وجہ سے شکوہ و شکایت کا کوئی کلمہ اس کی زبان پر نہ آئے گا۔

## دعا کرنا

بیماری اللہ ہی کی طرف سے ہے اور بیماریوں سے بچانے والی بھی اللہ ہی کی ذات ہے اس لیے عیادت کے لیے آنے والا صدق و اخلاص سے مریض کی صحت یابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے ویسے بھی ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لیے کی جانے والی دعا جلد قبولیت کے درجہ کو پہنچتی ہے لہٰذا اس موقع پر مریض کی تکلیف کو دل کی نرمی سے محسوس کر کے خصوصی تاثیر و برکت رکھنے والی مسنون دعائیں کی جائیں۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی کرے اور سات مرتبہ یہ کلمات کہے۔

اَسْئَلُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

ترجمہ: ''میں عرش عظیم کے مالک بزرگ و برتر اللہ سے تیرے لیے شفا کا سوال کرتا ہوں''۔

تو اسے شفا دے دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس کی موت کا وقت نہ ہو‘‘ (ابوداؤد، ترمذی)۔

عیادت کے موقع پر احادیث رسول ﷺ سے دعا کا جو طریقہ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ مریض کی پیشانی‘ پیٹ یا سینہ جس جگہ بھی تکلیف ہوتی وہاں اپنا دایاں دست مبارک رکھتے یا پھیرتے پھر دعا فرماتے‘ اس طریقے کو ’’دم کرنا‘‘ بھی کہتے ہیں۔

(مسنون دم اور دعائیں کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)۔

## بیمار کی دعا

بیماری کے دوران خود بیمار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’پانچ (آدمیوں کی) دعائیں قبول کی جاتیں ہیں۔

(1) مظلوم کی دعا یہاں تک کہ بدلہ لے لے۔

(2) حاجی کی دعا یہاں تک کہ (گھر) واپس لوٹے۔

(3) مجاہد کی دعا یہاں تک کہ وہ جہاد سے فارغ ہو جائے۔

(4) مریض کی دعا یہاں تک کہ ٹھیک ہو جائے۔

(5) بھائی کی بھائی کے لیے غائبانہ دعا‘‘ (بیہقی)۔

## اپنے لیے دعا کروانا

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو مریض کی دعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دعا‘‘ (یعنی قبول ہونے والی) (ابن ماجہ)۔

## تعاون و مدد

اچھے مسلمان عام حالات میں بھی ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں‘ بیمار پرسی کے وقت بھی اگر مریض کو مالی مدد یا ایسی خدمت کی ضرورت ہے جیسے معالج کے پاس لے جانا یا کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے وہ اپنا حال بیان نہ کر سکتا ہو تو گھر والوں سے پوچھ کر معالج سے دوا وغیرہ لا دینا‘ ضرورت ہو تو اسے ہسپتال داخل کروا دینا‘ اس کے اہل خانہ کے لیے سودا سلف لا دینا یا اپنے گھر سے کھانا پکوا کر ان کے ہاں بھجوانا نیز دوسری ضروریات و سہولیات بہم پہنچانا۔ ان میں سے کسی کام کے لیے بھی مناسب ہو اپنی خدمات پیش کر سکتے ہیں۔
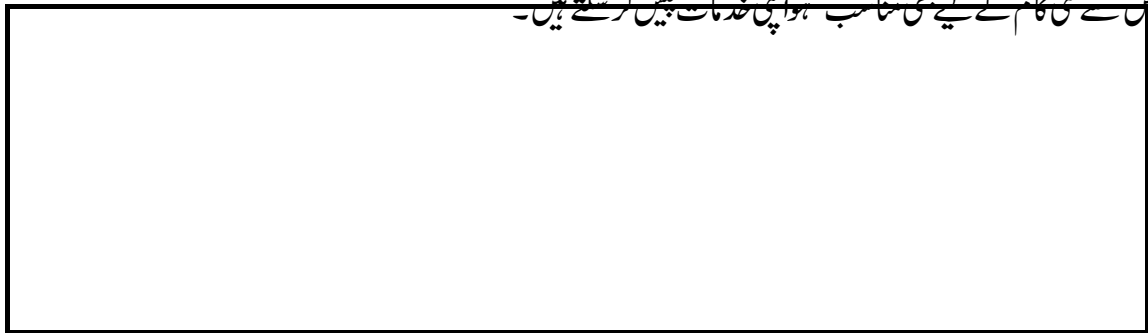
## مفید باتیں

عیادت کے سلسلہ میں چند اور مفید باتیں جاننا ضروری ہیں۔

☆ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھا جائے اور نہ ہی زیادہ باتیں اور شور کیا جائے۔

☆ اگر مریض بے تکلف دوست یا عزیز ہو اور آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو پھر ضرور اس کی خوشی پوری کی جائے۔

☆ ممکن ہو تو مزاج پرسی کو جاتے ہوئے مریض کے لیے کچھ پھول یا پھل ہمراہ لے لیے جائیں اس سے باہم الفت بڑھتی ہے اور مریض کا دل بھی خوش ہو جاتا ہے۔

☆ مریض کے گھر پہنچ کر ادھر ادھر تانک جھانک سے پرہیز کیا جائے تاکہ گھر کی پردہ دار خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔

☆ غیر مسلم مریض کی عیادت کو جانا بھی مسنون ہے، بیماری میں انسان کا دھیان دین کی طرف نسبتاً زیادہ ہوتا ہے ممکن ہے کہ اسے اس موقع پر دین حق کی دعوت دی جائے اور وہ اسے قبول کر لے۔

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک بار وہ بیمار پڑا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اس کے سرہانے بیٹھے تو اس کو اسلام کی دعوت دی' لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا جو پاس ہی موجود تھا (کہ باپ کا کیا خیال ہے) باپ نے لڑکے سے کہا' (بیٹے) ابوالقاسم کی بات مان لو' چنانچہ لڑکا مسلمان ہو گیا، اب نبی ﷺ اس کے یہاں سے یہ فرماتے ہوئے باہر آئے ''شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچالیا'' (صحیح بخاری)

☆ ایسے نافرمان لوگ جو اعلانیہ اور دانستہ گناہوں پر جمے ہوں اور نہایت دلیری سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مقرر کی ہوئی حدود کی پامالی کر رہے ہوں ان کی عیادت کو نہ جانا ہی بہتر ہے۔

اعلان کرنے والا پکارے گا: (اے جنت والو) اب تم یہاں ہمیشہ صحت مند رہو گے' کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ ہمیشہ زندہ رہو گے' کبھی موت نہیں آئے گی' ہمیشہ جوان رہو گے' کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا' ہمیشہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو گے' کبھی محرومی نہیں دیکھو گے''۔ (الاعراف:34)

# حُسنِ وصیت

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے ابن آدم ! دو چیزیں تیرے پاس نہیں تھیں، میں نے تیری موت کے وقت تجھے تیرے مال میں سے ایک حصّہ دیا، تا کہ تجھے پاک اور صاف کروں یعنی تو نے جاتے جاتے اچھی وصیت کر دی اور (یوں) موت کے بعد اپنے بندوں کی یعنی وارثوں کی تیرے حق میں دعائیں تجھے دی ہیں''۔

(رواہ عبد بن حمید فی المسند)

(وصیت میں نیکی کے کاموں پر خرچ کی تلقین کرنے سے گناہوں سے پاک و صاف ہونے کا اور غیر وارث قرابت داروں کو مال پہنچانے سے ان کی دعاؤں کا فائدہ حاصل ہوا)۔

## آخری حق

آخرت کی کامیابی ہی دراصل وہ تابناک اور روشن مستقبل ہے جس کے لیے مومن دنیا میں کوشش اور جدو جہد کرتا رہتا ہے یہ کوشش فرائض و حقوق کی درست ادائیگی کا نام بھی ہے جو انجام کار اِسی کو فائدہ دے جاتی ہے۔انھی میں سے ایک آخری حق وصیت کا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان وصیت کرنا چاہتا ہے وہ دوراتیں بھی نہ گزارے **اِلّا** یہ کہ اس کے پاس وصیت لکھی ہوئی ہو''۔ (متفق علیہ)

## یاد رکھنے والی گرہ

قابل وصیت چیزوں کا حساب رکھے بغیر دوراتیں بھی نہ سونے کی تلقین اس لیے کی گئی تا کہ انسان کو یاد رہے کہ بھیجنے والے مالک کی طرف سے کسی وقت بھی واپسی کا بلاوا آ سکتا ہے۔لہٰذا اچانک فوت ہونے کی صورت میں کسی بھی انسان سے لوگوں کے اموال اور امانتیں ضائع نہ ہو جائیں، جن کا وہ سرپرست یا امین رہا تھا اور قیامت کے دن وہ اس ذمہ داری کی باز پرس سے بچ جائے۔اس کے علاوہ یہ وصیت لکھ کر رکھنا ایسا ہی ہے جیسے بعض سیدھے سادھے لوگ کوئی بات یاد رکھنے کے لیے کپڑے میں گرہ لگا لیا کرتے ہیں۔ وصیت بھی ایک گرہ ہے، جو ہر دم یاد دلاتی رہتی ہے کہ ملاقات کی تیاری رکھو۔ جتنا یہ ملاقات کا دن یاد رہے گا اتنی ہی تیاری کے لیے قوت پیدا ہو گی۔

## وصیت کیا ہے؟

اپنے مال کا ایک تہائی حصہ مرنے کے بعد کسی کو دینے کا حکم دینا، یہ وصیت کہلاتی ہے۔اس کے درست ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱۔ تحریری ثبوت ہو یا دو مسلمان گواہ ہوں۔

۲۔ تہائی سے زائد نہ ہو (بقیہ ترکہ وارثوں میں آیت میراث کے مطابق تقسیم ہو گا)۔

۳۔ وارث کے حق میں نہ ہو۔

اسی فیصلہ یا تحریری ہدایت کو ''وصیت'' کہتے ہیں، قرآن مجید میں اس کی تاکید یوں ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةُ الۡمَوۡتِ‌ؕ ..... (المائدہ :106)

ترجمہ:''اے ایمان والو! تمھارے آپس میں دو اشخاص کا وصی (گواہ) ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں اور اگر دو مسلمان نہ ملیں تو دو غیر مسلم ہی سہی (بشرطیکہ ان کی گواہی شک کے موقع پر قابل اعتماد ہو)''۔

## وصیت کی مستحب مقدار

مسلمان کو اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کا حق ہے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں البتہ اس سے کم پسندیدہ اور افضل ہے۔حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سخت بیمار ہوئے تو آپ ﷺ سے وصیت کی بابت مشورہ طلب کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

''تہائی کی اجازت ہے اور تہائی بھی بہت ہے''۔ پھر فرمایا:

''اے سعد! تم اپنے ورثاء کو خوشحال رہنے دو' یہ تمھارے لیے بہتر ہے اس کی بجائے کہ انہیں تنگدست چھوڑ و اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔اے سعد! اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تم جو بھی خرچ کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی اہلیہ کے منہ میں دو' (متفق علیہ)۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا قول ہے کہ:

''مجھے یہ پسند ہے کہ لوگ تہائی کی بجائے چوتھائی کی وصیت کیا کریں کیونکہ آپ ﷺ نے تہائی کو زیادہ قرار دیا ہے'' (متفق علیہ)۔

## وصیت، میراث کے حقدار کے لیے نہیں

والدین اور قریبی رشتہ داروں (جو میراث کے شرعاً حقدار ہیں) کے حق میں مال کے تہائی کی وصیت نہیں کی جا سکتی، رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے لہٰذا کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں'' (ابوداؤد)۔

## نا قابل قبول وصیت

☆ ایسی وصیت جو شریعت (شرعی احکامات) سے ٹکراتی ہو اس پر عمل ہی نہیں کیا جائے گا۔

☆ ایسی وصیت جس سے کسی کی حق تلفی ہوتی ہو خصوصاً جب وہ کسی وارث کے حق میں محرومی یا زیادتی کا سبب بنتی ہو وہ بھی نا قابل قبول اور باطل قرار دی جائے گی۔(ایسی وصیت جس سے مستحق رشتہ داروں کے حقوق تلف ہوں ''ضرر رساں وصیت'' کہلاتی ہے)۔

☆ حرام اور غیر دینی کاموں یا بدعت کے کاموں پر خرچ کرنے کے لیے وصیت کی جائے تو وہ نافذ ہی نہیں ہو گی۔

## وصیت کی اقسام

وصیت کی درج ذیل اقسام ہیں

(1) وصیت برائے مال واسباب

(2) وصیت برائے حقوق وواجبات

(3) وصیت برائے نصیحت و تزکیہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''وصیت میں نقصان رسانی بڑے گناہوں میں سے ہے''۔

''آدمی تمام عمر اہل جنت کے سے کام کرتا رہتا ہے، مگر مرتے وقت وصیت میں ضرر رسانی کر کے اپنی کتابِ زندگی کو ایسے عمل پر ختم کر جاتا ہے جو اسے دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے'' (بحوالہ تفہیم القرآن جلدا)

## (1) وصیت برائے مال و اسباب

مال واسباب خواہ کچھ بھی ہو، زیور، کرنسی، بینک اکاؤنٹ، سرٹیفکیٹ، منقولہ غیر منقولہ جائیداد وغیرہ سب اس میں شامل ہے۔ قریب المرگ چاہے تو اپنے بعد چھوڑے جانے والے مال کا تہائی غیر وارث قرابت داروں کے لیے وصیت میں مختص کر سکتا ہے اور چاہے تو اپنا یہ اختیار نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کے لیے یا کسی بھی صورت میں خیرات اور فی سبیل اللہ کاموں کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ ایسی وصیت میں (1/3 مال کے معاملے میں) حکمت سے کیا ہوا فیصلہ اس کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بن سکتا ہے۔

## (2) وصیت برائے حقوق و واجبات

قریب المرگ ایک تہائی کی وصیت کے لیے یہ بھی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کے اس طرح کے واجبات اس مد میں سے ادا کر دیئے جائیں مثلاً

- ☆ ادھار، قرض وغیرہ۔
- ☆ جو روزے نہ رکھ سکا ان کا فدیہ۔
- ☆ زکوٰۃ اگر دینے والا تھا اور نہیں دے سکا۔
- ☆ فرض حج کی نیت کی تھی اور موت نے کرنے کی مہلت نہ دی۔
- ☆ کوئی جائز نذر مانی تھی مگر پوری نہ کر سکا وغیرہ۔
- ☆ اسی طرح کوئی مرد اگر کسی وجہ سے بوقت نکاح بیوی کا حق مہر ادا نہیں کر سکا تو وہ اس تہائی میں سے ادا کر دیئے جانے کی وصیت کر سکتا ہے۔

## (3) وصیت برائے نصیحت و تزکیہ

وصیت مال کے علاوہ ان ہدایات وانتظامات سے متعلق بھی ہوسکتی ہے جو قریب المرگ اپنے متعلقین کے ذمے لگا جاتا ہے۔ مثلاً نابالغ اولاد کی دیکھ بھال، اس کے چھوڑے ہوئے علمی کتب خانہ، شفاء خانہ یا وقف کیے ہوئے کسی ادارے کی دیکھ بھال وانتظام اور لوگوں کی امانتوں کو لوٹانا وغیرہ۔ اس کے علاوہ یہ وصیت علمی وعملی ہدایات کے بارے میں بھی ہوسکتی ہے مثلاً قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا، حقوق اللہ کی پابندی کرنا، نہی عن المنکر کی تاکید اور حلال اور مباح امور میں خاندانی روایات کی پاسداری کرنا وغیرہ۔ اس قسم کی وصیت نہ صرف خاندان والوں کے لیے سودمند ثابت ہوسکتی ہے بلکہ آنے والی نسلیں اور معاشرہ کے دوسرے لوگ بھی اس سے مستفید ہوسکتے ہیں اور اس طرح یہ وصیت بھی صدقہ جاریہ بن سکتی ہے۔

اس کی ایک مثال مرحوم خرم مرادؒ کی کتاب ''آخری وصیت'' ہے جو انھوں نے اپنے اہل خانہ کے لیے لکھی۔

## نبیوں کی وصیت

ایسی وصیت جو وارثوں کی دینی اصلاح کے لیے ہو بہترین وصیت ہے۔ نبیوں کی وراثت وہ پیغام حق ہوتا ہے جو تا قیامت تمام نسلوں تک منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت وراثت میں چھوڑی اور فرمایا:

''اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب قرآن ہے اور دوسری میری سنت'' (موطا امام مالک)۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند کو جو وصیتیں فرمائیں ان کے بارے میں قرآن پاک میں ذکر ہوتا ہے:

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ o يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ ..... (لقمان :17 & 13)

ترجمہ ''میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے، اے بیٹے! نماز قائم کر، اچھائی کا حکم دے، برائی سے روک اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر''۔

فوت ہونے سے قبل جنازہ، تجہیز وتکفین اور تدفین وغیرہ کے بارے میں وصیت کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے اور خاص طور پر جنازہ سے متعلق بدعات کے بارے میں اہل خاندان کو زوردار طریقے سے منع کرنا، اسی طرح مرنے والا اہل وعیال کو وصیت میں سختی سے مندرجہ ذیل امور کے بارے میں تنبیہ کرسکتا ہے۔

- ☆ ''میری وفات پر واویلا نہ کرنا، چہرے پر طمانچے نہ مارنا، حیا باختہ نہ ہونا، کپڑے نہ پھاڑنا، منہ سے خلاف اسلام کوئی بات نہ کہنا''۔
- ☆ ''میرا جنازہ، غسل، تجہیز وتکفین، نماز جنازہ، تدفین وغیرہ سب سنت کے مطابق ہوں''۔ (کوئی خلاف سنت کرے گا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں)
- ☆ ''میری قبر سادہ اور کچی ہو غیر اسلامی تعمیرات، سنگ مرمر کا استعمال، مزار کی تعمیر وغیرہ یہ سب غیر اسلامی ہیں، یہ میرے لیے نہ کرنا''۔
- ☆ ''میرا مال فی سبیل اللہ خرچ ہو مگر ایسے میوزیم جہاں بت یادگار کے طور پر رکھے ہوں یا آرٹ گیلریوں اور غیر اسلامی ویلفیئر کے پروگراموں پر خرچ نہ کرنا''۔

صحابی رسول ﷺ حضرت حذیفہؓ بن یمان کی یہ وصیت کتنی حیرت انگیز ہے' فرماتے ہیں:

''جب میں مرجاؤں تو کسی کو اطلاع نہ دینا' ممکن ہے یہ 'نعی' میں شمار ہو اور رسول اللہ ﷺ نے نعی سے منع فرمایا ہے' اور یہ بات میں نے خود سنی ہے''۔

(سنن ترمذی)

نوٹ: 'نعی' کسی کی وفات کا اعلان کرنا، یہ بغرض شہرت ہو تب ناجائز ہے۔

سیدنا بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قاضی تین قسم کے ہیں' ایک جنت میں' دو آگ میں۔

جنتی وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا' البتہ جس نے حق کو پہچاننے کے باوجود فیصلے میں ظلم کیا وہ آگ میں ہوگا' اور جو آدمی جہالت پر (جاہل آدمی) لوگوں کے فیصلے کرتا ہے وہ بھی آگ میں جائے گا'' (ابوداؤد و ترمذی)

# خاتمہ

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ o (السجدہ :11)

ترجمہ: ''کہہ دو کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمھاری روحیں قبض کر لیتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاتے ہو''۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ..... (العنکبوت :57)

ترجمہ: ''ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔

اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ o (الانعام :61)

ترجمہ: ''جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے' اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے''۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o (المنافقون :11)

ترجمہ: ''اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ بخوبی باخبر ہے''۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِىَ o وَقِيْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ o وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ o وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ o اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ o (القیمہ :30-26)

ترجمہ: ''ہرگز نہیں جب روح ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور اس نے جان لیا کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی''

## "کلمہ توحید پر مرنے" کی تیاری رکھنا

حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ پر اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے بھی کہا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ** اس کا رب اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتا ہے:

"میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں" اور جب وہ کہتا ہے:

**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ** تو آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے سوا کوئی معبود نہیں' میں اکیلا ہوں' میرا کوئی شریک نہیں" اور جب بندہ کہتا ہے' **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے سوا کوئی معبود نہیں' میرے لیے ہی تعریف ہے اور میری ہی بادشاہی ہے" اور جب وہ بندہ پھر کہتا ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میرے سوا کوئی معبود نہیں گناہ سے پھیرنا اور نیکی کرنے کی ہمت دینا بھی صرف میرا کام ہے"۔ اور نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"جو شخص مذکورہ کلمات اپنی بیماری میں پڑھے' پھر وہ اُسی میں مرجائے تو اسے جہنم کی آگ نہیں کھائے گی (یعنی وہ جہنم میں نہیں جائے گا)

(سنن ترمذی)۔

## موت کی یاد اور تقویٰ

موت کو کثرت سے یاد کرنا مسلمان کو تقوی کے قریب کرتا ہے اور اس طرح موت کے بعد اعمال کی جوابدہی کے خوف سے وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اسی لیے رسول اللہؐ نے فرمایا:

"لذتوں کو مٹانے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو" (سنن ترمذی)۔

## موت کی آرزو اور توبہ

تکلیف خواہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو مسلمان کو موت کی آرزو کرنے سے روکا گیا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنا دامن زیادہ سے زیادہ نیکیوں سے بھرلے اور اگر بدعمل ہے تو شاید اسے توبہ کی توفیق مل جائے اور اس طرح عمر کا اضافہ اس کے لیے خیر کا باعث ہو کیونکہ موت عمل اور توبہ دونوں کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف یا مرض کی وجہ سے جو اسے پہنچے تنگ آ کر موت کی آرزو ہرگز نہ کرے اگر اس نے ضروری ہی کرنی ہے تو یہ الفاظ کہے"

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّىْ وَتَوَفَّنِىْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّىْ (متفق علیه)

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے اور مجھے موت اس وقت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو"۔

## اللہ کے بارے میں اچھا گمان

بیماری اس قدر شدت اختیار کر جائے کہ انسان خود کو قریب الموت محسوس کرنے لگے تو اس وقت بھی بحیثیت مسلمان بندے کا اپنے رب کے بارے میں گمان اچھا ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تمھارے ایک کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو" (مسلم)۔

## خوف اور امید ایک ساتھ

موت کی بے چینیوں میں بھی مسلمان کو خوف اور امید کی درمیانی کیفیت میں رہنا چاہیے یعنی اگر اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ کی سزا سے ڈر رہا ہے تو اس کے ساتھ اپنے رب کی رحمت کا امیدوار بھی رہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیسے ہو؟'' اس نے عرض کیا'' بخدا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایسے موقع پر کسی بندے کے دل میں جب یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی امید کے مطابق دے دیتا ہے اور جس بات کا اسے اندیشہ ہو اس سے محفوظ کر دیتا ہے'' (سنن ترمذی)۔

## موت کا مقام

کس کو کس مقام پر موت آئے گی؟ اللہ تعالیٰ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ م بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ o (لقمان :34)

ترجمہ: ''کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا باخبر ہے'' ۔

جہاں موت آ جائے گی وہاں سے بچنا محال ہے۔ قرآن پاک میں ایک اور جگہ فرمایا:

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ..... (النساء :78)

ترجمہ: ''تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تمھیں آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو''۔

## پردیس میں وفات

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص مدینہ میں فوت ہوا جو مدینہ ہی کی پیدائش تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر فرمایا: ''کاش وہ دوسرے ملک میں مرتا'' ایک شخص نے عرض کیا'' ''کیوں یا رسول اللہ؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنی پیدائش کے مقام کے سوا دوسرے ملک میں مرے تو اس کی پیدائش کے مقام سے لے کر موت کے مقام تک اس کو جگہ دی جائے گی جنت میں'' (ابن ماجہ)۔

## بابرکت مقام پر موت

ایسی آرزو رکھنا کہ کسی بابرکت سرزمین یا مقدس مقام جیسے بیت المقدس کے قریب، حرمین شریفین یا ریاض الجنہ میں موت آئے یا جنت البقیع اور جنت المعلٰی میں سے کہیں دفن ہوں، درست ہے (صحیح بخاری)۔

## موت کا وقت

اللہ رب العزت کے سوا کوئی نہیں جانتا کس کو کب موت آئے گی اور جب آ جائے گی پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکے گا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط...... (ال عمران :145)

ترجمہ: ''بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کوئی جاندار نہیں مر سکتا، مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے''۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَo (النحل :61)

ترجمہ: ''جب وہ وقت آ جائے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے اور نہ آ گے بڑھ سکتے ہیں''۔

موت کا وقت اللہ کے ہاں کب مقرر کیا جاتا ہے؟ اس پر ایک حدیث مبارک ہے حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رحم (شکم مادر) پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوتا ہے وہ پروردگار سے (سب حال) عرض کرتا رہتا ہے' پروردگار! ابھی نطفہ ہے' اب پھٹکی ہوا ہے' اب گوشت کا لوتھڑا ہو گیا ہے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ بچے کی پیدائش پوری کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے پروردگار! یہ مرد ہوگا یا عورت' بد بخت ہوگا یا نیک بخت اور اس کی روزی کیا ہے' اس کی عمر کیا ہے؟ پھر (جیسا اللہ تعالیٰ کا حکم ہو) سب کچھ ماں کے پیٹ میں ہوتے ہوئے ہی بچے کے لیے لکھ دیا جاتا ہے'' (صحیح بخاری)

## آخری دعائیں

دعا کی انسان کو زندگی بھر ضرورت رہتی ہے۔ مرنے کے قریب بھی مسلمان اپنی جان اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہوئے مندرجہ ذیل دعاؤں کے ذریعے مدد اور فضل طلب کر سکتا ہے۔ ان مسنون دعاؤں کو روزمرہ کے اذکار کا حصہ بنا لیا جائے تو زندگی کے آخری لمحات میں بھی زبان پر جاری ہو جانے کی امید کی جا سکتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ (سنن الترمذی)

ترجمہ: ''اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں پر میری مدد فرما''۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ o (المؤمنون :118)

ترجمہ: ''اے میرے رب! بخش دے اور رحم کر تو ہی بخشنے میں بہترین ہے''۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مسلم)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں''۔
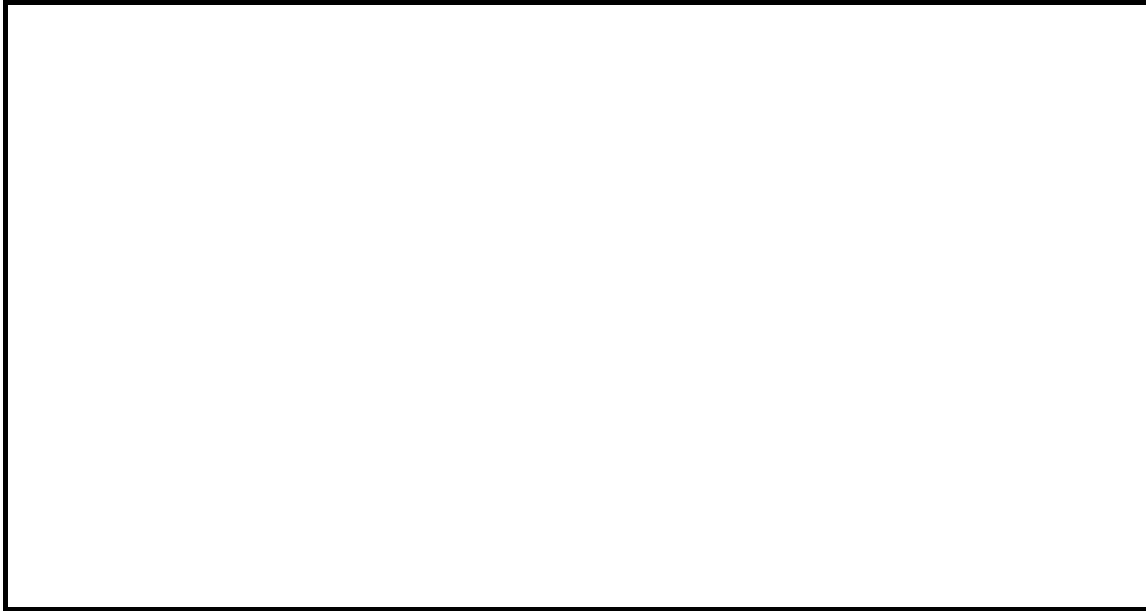
# آخری سفر کی تیاری

وفات سے پہلے قریب المرگ کے پاس موجود حاضرین پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے مرض الموت کی کیفیات کے حوالے سے ان ذمہ داریوں کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے۔

## قریب ترین عزیز کا قرب

قریب المرگ انسان کے پاس موجود لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے وقت اس کے نزدیک اس شخص کو رہنے کا موقع دیں جس کی رفاقت اسے زندگی میں زیادہ محبوب رہی ہو اور جسے وہ اپنے حق میں زیادہ پرُخلوص سمجھتا ہو، تاکہ آخری لمحوں میں وہ وصیت کے متعلق کچھ مزید ہدایات دینا چاہتا ہو یا کوئی بھی اور ضروری بات کہنا چاہتا ہو تو بسہولت اپنے اس ساتھی سے بیان کر سکے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے وفات سے پہلے آخری ہفتہ اپنی محبوب بیوی حضرت عائشہؓ کے مکان میں قیام فرمایا اور حضرت عائشہؓ ہی آخری لمحوں تک آپ ﷺ کے قریب ترین رہیں۔

## وصیت سے متعلق یاددہانی

ایسے موقع پر قریب المرگ کا ساتھی خود بھی اُسے یاد دلاسکتا ہے کہ اس کے ذمہ کسی کا کچھ لین دین یا حقوق العباد میں سے کوئی کمی بیشی ہو تو وصیت کے طور پر بیان کردے اور دوسرے موجود لوگ اسے تحریر بھی کر سکتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے وفات سے پانچ دن پہلے کچھ وصیتیں فرمائیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی مار کہ انھوں نے اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا'' (صحیح بخاری و دیگر کتب احادیث)۔

ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''تم لوگ میری قبر کو بت نہ بنالینا کہ اس کی پوجا کی جائے'' (موطا امام مالک)۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے آپ کو قصاص کے لیے پیش کیا اور فرما ''میں نے کسی کی پیٹھ پر کوڑا مارا ہو تو یہ میری پیٹھ حاضر ہے وہ بدلہ لے لے اور

کسی کی بے آبروئی کی ہوتو یہ میری آبرو حاضر ہے وہ بدلہ لے لے''۔

پھر آپ ﷺ نے عداوت وغیرہ سے متعلق اپنی پچھلی باتیں دہرائیں۔ایک شخص نے کہا' آپ ﷺ کے ذمہ میرے تین درہم باقی ہیں' آپ ﷺ نے ان کی ادائیگی فرمادی۔ (الرحیق المختوم)

## شور اور ہنگامے سے پرہیز

حاضرین کو چاہیے کہ قریب المرگ کے پاس شور و ہنگامہ نہ کریں۔اس سے اُس کی تکلیف میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے اور اگر وہ کچھ کہنا چاہتا ہو تو نقاہت کی وجہ سے اس کی کمزور آواز کسی کو سنائی نہیں دے گی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات سے چار روز پہلے کسی اختلافی مسئلے پر جب لوگوں کا شور ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میرے پاس سے اٹھ جاؤ'' (متفق علیہ)۔

پھر اسی روز آپ ﷺ نے تین اور باتوں کی وصیت فرمائی:

''ایک اس بات کی وصیت کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا' دوسرے یہ کہ وفود کی اسی طرح نوازش کرنا جس طرح آپ ﷺ کیا کرتے تھے' تیسرے یہ کہ کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا'' (الرحیق المختوم)۔

## حاضرین کیا کہیں؟

مرض الموت کی شدت بڑھتے دیکھ کر قریب المرگ کے پاس کوئی ایسی بات نہ کہیں جس سے وہ مایوسی اور دنیا کو چھوڑنے کی حسرت میں مبتلا ہو' بلکہ اُس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی وسعت کا ذکر کیا جائے۔حدیث مبارک ہے:

''جب تم کسی مریض یا مرنے والے کے پاس موجود ہو تو صرف اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں'' (صحیح مسلم)۔

لہٰذا اس وقت قریب المرگ کے نزدیک ایسے کلمات کہے جائیں جو قبولیت کی گھڑی ہونے کی وجہ سے مریض کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوں۔

## آخری عبادت

قریب المرگ زندگی کی آخری گھڑیوں میں اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت مثلاً نماز ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کو وضو کرانے میں یا پہلو کے بل کروٹ دلانے میں یا اگر وہ اٹھ کر نماز پڑھنے کی ہمت پاتا ہے تو اٹھانے میں حاضرین کو اس کی مدد کرنا چاہیے۔

وفات سے ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے اپنی طبیعت (مرض کی تیرہ یا چودہ دن کی مدت) میں قدرے بہتری محسوس کی' چنانچہ دو آدمیوں کے سہارے چل کر ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے اس وقت سیدنا ابوبکرؓ صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھا رہے تھے وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے' آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور لانے والوں سے فرمایا: کہ مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو' چنانچہ آپ ﷺ کو ابوبکرؓ کے پاس بائیں طرف بٹھایا گیا اس کے بعد ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے' اور صحابہ کرامؓ کو تکبیر سنا رہے تھے۔ (صحیح بخاری)

## آخری دم

اگر حالت زیادہ بگڑنے کی وجہ سے قریب المرگ کو خود پڑھنے کی ہمت نہ ہو تو اس کے قریبی عزیز کو اس پر ہاتھ پھیرتے ہوئے معوذات اور مسنون دعائیں پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔ (مسنون دعائیں آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل انہیں اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اور

رسول اللہ ﷺ سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی جاتی تھیں اور برکت کی امید میں آپ ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پھیرتی جاتی تھیں۔

## آخری عمل

اللہ کے رسول ﷺ کو صفائی اور پاکیزگی کا حالت نزع میں بھی اتنا ہی خیال تھا جتنا حیات مبارک میں ہوا کرتا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے وفات سے قبل اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے کے علاوہ جو آخری عمل فرمایا وہ مسواک کرنا تھا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

''میں رسول اللہ ﷺ کو ان کی بیماری کی سختی میں اپنے اوپر ٹیک دیئے ہوئے تھی کہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ (حضرت عائشہؓ کے بھائی) ایک تازہ مسواک لیے ہوئے آئے' میں نے دیکھا آپ ﷺ مسواک کو تک رہے ہیں اور مجھ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ مسواک کو پسند فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا'' کیا یہ مسواک آپ ﷺ کے لیے لے لوں؟'' آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا'' ہاں'' میں نے وہ مسواک لے کر آپ ﷺ کے لیے تراش کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور پانی سے صاف کر کے آنحضور ﷺ کو دی۔ آپ ﷺ نے بہت اچھی طرح سے اس کو دانتوں پر پھیرا'' (صحیح بخاری)۔

## آخری کلام

نزع کے وقت مسلمان کے پاس دوسرا مسلمان اسے کلمہ طیبہ کی تلقین اس طرح کرے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ورد اس کے سامنے شروع کر دے، تا کہ اسے یاد آجائے جب وہ خود اپنی زبان سے کہہ دے تو پھر مزید تلقین سے رک جائے اور اگر اس کے بعد اس نے کوئی اور بات کہہ دی تو پھر کلمہ اس کے سامنے پڑھنا شروع کرے تا کہ اس کی زبان پر آخری بات یعنی کلمہ ہی جاری ہو اور وہ انشاءاللہ جنت کا حقدار بن جائے' حدیث مبارک ہے:

''اپنے مرنے والوں کو کی تلقین کیا کرو اگر اس نے کہہ دیا تو بالآخر جنت میں چلا جائے گا خواہ اس سے پہلے کتنی ہی سزا ملے'' (صحیح مسلم)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانی کا ایک کٹورا رکھا تھا' آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور منہ پر پھیرتے اور فرماتے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ

ترجمہ:''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں''۔

آخر میں آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى (متفق علیه)

ترجمہ:''اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ (یعنی اپنے ساتھ) ملا دے''۔

یہی آپ ﷺ کا آخری کلام تھا۔

## کاش ہمارا آخری کلام بھی اللہ کا نام ہی ہو

روز مرہ زندگی میں خصوصاً ہسپتالوں میں جہاں مریضوں میں سے کئی ہماری آنکھوں کے سامنے چل بستے ہیں۔ہمیں شہادتیں ملتی ہیں کہ مختلف انسان مرنے سے پہلے مختلف قسم کے رویوں کا اظہار کرتے ہیں یا آخری کلمات کے طور پر کچھ ایسے الفاظ بولتے ہیں جس سے ان کی گزری ہوئی زندگی میں کسی خصوصی میلان اور دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔

مسلمان کو آخری کلام تو کلمہ توحید ہی نصیب ہونا چاہئے' مگر آج وہ دنیا کی لذتوں اور رنگینیوں میں اس قدر محو ہے کہ سکرات کے وقت بھی نفس اُسی کی طلب اور اُسی کا ذکر کر رہا ہوتا ہے مثلاً زیادہ گانا بجانا سننے والے کے منہ سے مرتے وقت بھی گانے کی آواز اور اشعار سنے گئے۔بیہودہ اور اخلاق بگاڑنے والے سٹیج اور ٹی وی ڈرامے اور دوسرے پروگرام دیکھنے کا شوقین آخری سانسوں کے ساتھ گالیاں بک رہا تھا۔ایک شرابی مرتے وقت شراب ہی طلب کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک بزرگ تاجر جنہوں نے زندگی بھر مال کمانے اور سمیٹنے میں بہت دل لگایا ہوا تھا مرتے ہوئے نیم بے ہوشی کے عالم میں اپنے اکاؤنٹس گنوار ہے تھے مگر افسوس! کلمہ طیبہ کا ورد نہ کر سکے۔

# علاماتِ حُسنِ خاتمہ

زندگی پلک جھپکتے گذر جاتی ہے کوئی سوسال بھی جیئے تو بالآخر اسے جانا ہی ہے اس حقیقت سے کسی کو فرار نہیں۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ (الجمعه :8)

ترجمہ: ''کہہ دیجیے! کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ تو تمھیں پہنچ کر رہے گی پھر تم سب چھپے کھلے کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے' اور وہ تمھیں تمہارے کیے ہوئے تمام کام بتلا دے گا''

پھر آخر وہ دن آ پہنچتا ہے جس کو آنا ہی تھا۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ ٥ ( قٓ :19)

ترجمہ: ''آ پہنچی موت کی سختی حق کے ساتھ' یہی ہے جس سے تو بھاگتا تھا''۔

بے شک موت تو برحق ہے لیکن خوش نصیب ہے وہ جسے ایمان پر موت آئے موت کی سختیوں پر صبر کرنا' ایمان والوں کی نشانی ہے تا کہ وہ آخری کامیابی بھی نصیب ہو جائے جو ایک مسلمان کے لیے زندگی بھر کے مشن کی ضامن بن جائے۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے ساحرانِ فرعون نے ایمان لانے کے بعد فرعون کی طرف سے موت کی دھمکیوں کے موقع پر ایک دعا مانگی تھی:

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ٥ (الاعراف :126)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! فیضان کر ہم پر صبر کا اور دنیا سے اٹھا تو ہمیں اس حال میں کہ ہم تیرے فرمانبردار ہوں''۔

ایک فرمانبردار مسلمان کی اہم ترین تمناؤں میں سے ایک تمنا یہ بھی ہونی چاہیے کہ بالآخر اس کا ایمان پر خاتمہ ہو اور وہ اس دنیا سے جب رخصت ہو تو اس کا رب اس سے راضی ہو۔ یہ بات صرف تمنا ہی کی حد تک نہیں بلکہ اس کے لیے دعا بھی کرتے رہنا چاہیے اور صرف دعا ہی پر اکتفا نہیں بلکہ اچھی زندگی گذارنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے کیونکہ ''حسن خاتمہ'' کی بنیاد احسن عمل ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

''جیسی تمھاری زندگی ہوگی ویسی تمھاری موت اور جیسی تمھاری موت ویسے ہی اٹھائے جاؤ گے'' (تفسیر مظہری و معارف القرآن جلد ۲)۔

اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور اطاعت گذار مومن بندوں پر موت کے وقت کچھ ایسی علامات ظاہر فرما دیتا ہے جنہیں دیکھ کر ان کا خاتمہ خیر پر ہونے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے بتائی گئی ان نشانیوں یا علامات کے علاوہ کسی قسم کی نشانی سے کوئی اندازہ لگانا یا کوئی حتمی رائے قائم کر لینا ہمارے لیے جائز نہیں۔

# علامات

## کلمہ توحید کی توفیق مل جانا

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مرتے وقت جس کی زبان پر آخری الفاظ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوں گے وہ جنت میں داخل ہوگا'' (ابوداؤد)۔

## پیشانی پر پسینہ آنا

حضرت بریدۃ بن الخصیبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''وہ خراسان میں تھے کہ اپنے بیمار بھائی کی عیادت کو گئے وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا دیکھا تو اس کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی' آپؓ نے کہا: اللہ اکبر' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ:

''مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ ہوتا ہے'' (مسند امام احمد)۔

## جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن موت آنا

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو' اللہ اسے قبر کے فتنہ سے بچالے گا'' (مسند امام احمد)

## گواہی یا قیاس

علامات سے ہٹ کر بظاہر اچھے اعمال کرنے والے مسلمان کے لیے بھی یہ قیاس کرنیکی اجازت نہیں کہ اللہ نے اس کے ساتھ اچھا ہی معاملہ کیا ہوگا۔ اُم علاء جو ایک انصاری عورت تھیں اور انھوں نے آنحضور ﷺ سے بیعت کی تھی بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے قرعہ ڈال کر مہاجرین کو بانٹ دیا ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون (مہاجر) آئے ہم نے ان کو اپنے گھر میں اتارا۔ وہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انھوں وفات پائی جب ان کی وفات ہوگئی اور غسل اور کفن سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے میری زبان سے یہ نکل گیا' 'ابوالسائب (یہ عثمان بن مظعون کی کنیت تھی) اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو (آخرت میں) عزت دی' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو عزت دی''؟ میں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان پھر اور کن لوگوں کو اللہ عزت دے گا؟'۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خدا کی قسم عثمان کی موت تو آن پہنچی ہے اور میں تو ان کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں (لیکن یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا) خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں' لیکن مجھ کو بھی معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا''۔

ایک حدیث مبارک ہے:

''جو مسلمان بھی مرے اور چار قریبی پڑوسی اس کے حق میں بھلائی کی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میں نے تمہاری بات مان لی اور جو تم نہیں جانتے اسے بھی معاف کر دیا'' (مسند احمد)۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا' اچھے عمل کی گواہی دینا بجا ہے' مگر اس اچھے عمل پر اللہ تعالیٰ نے کس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ اس پر زندوں کی طرف سے قیاس آرائی کرنا منع ہے بعض اوقات بظاہر تمام زندگی اچھے عمل کرنے والے انسان کا آخری عمل اس کے لیے بدبختی کا سبب بن سکتا ہے۔

بُری موت سے پناہ کے لیے مسنون دعائیں آخری صفحات پر دیکھئے۔

## مردے کے بارے میں قیاس آرائی کرنا

بعض اوقات مرتے ہوئے شخص کو حالتِ نزع میں مبتلا دیکھ کر اس کے جنتی یا جہنمی ہونے پر قیاس کر لیا جاتا ہے یہ سراسر لغو طرزِ عمل ہے۔ جان کنی برحق ہے اور یہ سختی کسی نہ کسی حد تک ہر ایک پر طاری ہوتی ہے۔ آنحضور ﷺ پر بھی نزع کی کیفیت طاری ہوئی تھی آپ ﷺ شدید تکلیف کے عالم میں فرماتے جاتے تھے:

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، موت کے لیے سختیاں برحق ہیں'' (صحیح بخاری)۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

''نبی ﷺ میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے، بوقت وفات آپؐ کی تکلیف دیکھنے کے بعد میں نے کبھی کسی کے بارے میں تکلیف کم ہونے کا تصور نہیں کیا'' (صحیح بخاری)۔

# وفات کے بعد

## لواحقین کی ذمہ داریاں

☆ مسلمان کی جب روح نکل جائے تو اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہؓ کے پاس تشریف لائے جبکہ (قبضِ روح کے بعد) ان کی آنکھیں اوپر کو کھلی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں، پھر فرمایا۔

"بے شک جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں"۔ (مسلم)

☆ میت کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں۔

☆ ایک چوڑی سی پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر باندھ دی جائے تاکہ منہ کھلا نہ رہے۔

☆ ایک اور پٹی سے پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر دونوں پاؤں ہلکے سے باندھ دیئے جائیں، بعد میں غسل کے وقت یہ پٹیاں کھول دی جائیں۔

☆ اب میت کو چادر یا کسی بھی کپڑے سے ڈھانپنا ضروری ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کی روح اطہر پرواز کر گئی تو آپ ﷺ کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ (صحیح بخاری)

## میت کی اور اپنی بھلائی کے لیے

☆ قریبی عزیزوں کا اس موقع پر غمزدہ ہو جانا اور اپنے عزیز کی جدائی پر رونا فطری عمل ہے مگر چیخنا، چلانا اور زبان سے واویلا کرنا سخت منع ہے۔ اس کے بجائے میت کے حق میں دعا کی جائے ابو سلمہؓ کی وفات پر ان کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ چیخ کر رونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم اپنی جانوں کے لیے بھلائی کی دعا کرو، اس لیے کہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں"۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلْمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقَبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ

ترجمہ: "اے اللہ! ابو سلمہؓ کو بخش دے اور اس کے درجے ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند فرما اور اس کے بعد اس کے پسماندگان کی حفاظت فرما، یا رب العالمین ہمیں بھی بخش دے اور اسے بھی بخش دے اور اس کی قبر کشادہ کر دے اور اسے نور سے روشن کر دے" (مسلم)۔

(میت کے حق میں یہ دعا کرتے وقت حدیث میں ابو سلمہؓ کے الفاظ کی جگہ میت کا نام لیا جائے)۔

## خوبیوں کا تذکرہ

☆ مرنے والے کی خوبیوں اور نیکیوں کا ذکر کرنا چاہیئے اس کی برائیوں کا ذکر کرنا منع ہے۔ (سنن ابی داوٗد)

☆ جس مسلمان میت پر دو یا دو سے زیادہ مسلمان گواہی دیں یعنی تعریف کریں کہ یہ اچھا آدمی تھا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا تھا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس میت پر رحم فرماتے ہیں (بحوالہ صحیح بخاری)۔

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا:

''جو مسلمان بھی مرے اور چار قریبی پڑوسی اس کے حق میں بھلائی کی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے تمھاری بات مان لی، اور جو تم نہیں جانتے، اسے بھی معاف کر دیا'' (مسند امام احمد)۔

## میت کو بوسہ دینا

☆ میت کو بوسہ دینا جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کی میت کو روتے ہوئے بوسہ دیا تھا اور اشک مبارک حضرت عثمانؓ کے چہرے پر گر رہے تھے (ابوداؤد و ترمذی)۔

حضرت ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اُن کے پاس پہنچے، چہرے سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر رو دیئے (بحوالہ صحیح بخاری)۔

## موت کی خبر دینا

موت کی خبر یا اطلاع مرحوم کے رشتہ داروں، دوستوں اور نیک لوگوں کو کرنا مسنون و مستحب ہے تا کہ وہ اس کے جنازہ میں شریک ہو جائیں۔ تاہم اس اطلاع کو اعلان کی شکل دینا اور اہم مقامات پر اس کی تشہیر کرنا منع ہے اور یہ ''نعی'' میں شمار ہوتا ہے۔ (زمانہ جاہلیت میں کسی کی وفات پر کچھ ایسے لوگ مقرر کر لیے جاتے تھے جو آبادیوں میں جا کر نوحہ و بین کے ساتھ وفات کا اعلان کرتے اس عمل کو ''نعی'' کہا جاتا تھا)۔

صحابی رسول ﷺ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اس بارے میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ جب ان کا کوئی عزیز وفات پا جاتا تو کہتے: کسی کو اطلاع نہ کرنا مجھے خدشہ ہے کہ یہ ''نعی'' میں شمار نہ ہو جائے کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ''نعی'' سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (مسند امام احمد)

کسی جاہلانہ رسم کے بغیر کسی کی وفات کی خبر دی جائے تو اطلاع دینے والا ساتھ درخواست کرے کہ مرنے والے کے حق میں دعا کریں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی اطلاع کے بعد فرمایا:

''اپنے بھائی کے حق میں استغفار کرو''۔ (مسند امام احمد)

نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے علاوہ زیدؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت کی اطلاع بھی مسلمانوں کو دی۔ (صحیح بخاری)

## موت کی خبر سننے والا کیا کہے؟

اطلاع سننے والے کے لیے ضروری ہے کہ یہ الفاظ کہے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (البقرہ :156)

ایک حدیث پاک میں بھی مرنے کی اطلاع پر یہی الفاظ بتائے گئے۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب کوئی مسلمان مصیبت کے وقت یہ دعا مانگے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے تو اللہ اس مسلمان کو پہلے سے بہتر بدلہ عطا فرمائے گا''۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا (مسلم)

ترجمہ: ''ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور ہم سب کو اسی کی طرف پلٹنا ہے، یا اللہ! مجھے میری مصیبت کے عوض بہتر اجر دے اور اس سے بہتر بدلہ عطا فرما''

# میت کے قرض کی ادائیگی

وفات کے بعد میت کے پاس حاضر عزیز و اقارب کا ذمہ ہے کہ مرنے والا اگر مقروض مرا تو اس کے مال سے فوراً قرض ادا کرنے کا بندوبست کریں' خواہ سارا مال ختم ہو جائے اور اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو حکومت اس کا قرض ادا کرے بشرطیکہ اس نے قرض ادا کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہو اور اگر حکومت ادا نہ کرے تو جو مسلمان بھی احساناً ادا کر دے گا صحیح ہوگا۔

## قرض کیا ہے؟

کسی ضرورت مند کو اس کے مطالبہ پر خاص و مقررہ مدت کے لیے مال، سامان یا جانور دینا کہ لینے والا اسے واپس بھی کر دے ''قرض'' کہلاتا ہے۔ جس قرض کو قرض خواہ اس احسان کے ساتھ دے کہ واپسی کے وقت اس پر کچھ فائدہ نہ لے گا اس کو ''قرض حسنہ'' کہتے ہیں۔

## ضرورتاً

مجبوراً اور ضرورتاً قرض لینے میں کوئی حرج نہیں' بلاضرورت قرض لینے اور اس کے وقت پر ادا نہ کرنے کی بڑی مذمت آئی ہے۔

## آسان قرض

قرض کی مقدار اور واپسی کی مدت اتنی مناسب ہو کہ دینے والا بھی تنگی میں پڑ کر مطالبہ نہ شروع کر دے اور لینے والا بھی اپنی زندگی ہی میں بسہولت ادا کر جائے

## تحریری حساب

مسلمان کو زندگی میں جب بھی ضرورتاً قرض لینا پڑے تو اس کا حساب ہمیشہ لکھ کر پاس رکھے کیونکہ اس قسم کے امور پر لکھت پڑھت کا شرعاً حکم ہے۔

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ○ (البقرہ :282)

ترجمہ: ''اور (قرض کو) جس کی مدت مقرر ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو لکھنے میں کاہلی نہ کرو''۔

علاوہ ازیں امانت، ادھار، واجب الادا حقوق جیسے حق مہر یا زکوٰۃ اگر وقت پر ادا نہیں کر سکا یا قضا روزے یا شرعی نذر وغیرہ اگر مانی ہو' ان تمام کا حساب اگر لکھ نہیں سکا تو کم از کم اہل خانہ سے یا قریبی عزیزوں سے تذکرہ کرتا رہے۔

## میت کا قرض

اگر کوئی مسلمان مقروض حالت میں وفات پا جائے تو اس کے مال میں سے گور و کفن کا خرچ پورا کر کے قرض کی ادائیگی کی جائے گی پھر قابل وصیت 1/3 حصہ ادا کر کے بقایا مال وراثت کی تقسیم کے لیے چھوڑا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ○ (النساء :11)

ترجمہ: ''اس وصیت (کی تکمیل) کے بعد جو مرنے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد''

اس آیت پاک میں وصیت یا ادائے قرض' کا حکم ایک ساتھ ملتا ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ اس کے بارے میں یوں لکھتے ہیں: ''علمائے جدید وقدیم نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ قرضہ وصیت پر مقدم ہے''۔

## جلد ادائیگی

میت کے قرض کی ادائیگی جلد از جلد کردی جائے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''مومن کی روح قرض کی ادائیگی تک قرض کے ساتھ معلق رہتی ہے''۔ (صحیح بخاری)

## کسی کو رعایت نہیں

شہادت جیسا رتبہ حاصل کرنے والے کو بھی اس سے بری الذمہ نہیں سمجھا گیا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''شہادت کی وجہ سے شہید کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر قرض جب تک ادا نہیں ہوگا تو نہیں معاف ہوگا''۔ (مسلم)

## نماز جنازہ پڑھانے سے انکار

اللہ کے رسول ﷺ کسی مقروض میت پر قرض کی ادائیگی تک نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے اس کی دلیل میں یہ حدیث پاک ملتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے پاس نماز پڑھانے کے لیے ایک جنازہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس پر کوئی قرض ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا ''جی ہاں'' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا' ''کیا قرض ادا کرنے کے لیے اس نے کوئی مال چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا ''جی نہیں'' تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ خود ہی اس کی نماز جنازہ پڑھ لو' حضرت علیؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! اس کا قرضہ میں ادا کردوں گا'' تب آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھی (رواہ فی شرح السنۃ)۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات نصیب فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں دنیا و آخرت میں مومنین کی اپنی ذات پر بھی مقدم ہوں۔ اگر پسند کرو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو:

النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۝ (الاحزاب :6)

ترجمہ: ''نبی تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے''۔

''لہٰذا جو مقروض وفات پا جائے اور برائے ادائیگی مال بھی نہ چھوڑے تو ادائیگی کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور جو مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے ورثا کا ہے''

لہٰذا کوئی مقروض میت اگر اتنا مال نہ چھوڑ کر مرے کہ اس میں سے قرض ادا کیا جا سکے اور اس کے غنی ورثاء' عزیز و اقارب یا موقع پر موجود حاضرین میں سے کوئی اور یہ ادائیگی بخوشی کردے تو قرض ادا ہوجائے گا۔

## قرض معافی کی درخواست

مقروض کا قرض ادا کروانے میں اس کی مدد کرنے کے علاوہ، قرض دینے والے سے مقروض کے حق میں معاف کروانے کی درخواست کرنا بھی قابل اجر نیکی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

''جو شخص اپنے بھائی سے دنیا کا غم و تکلیف دور کرتا ہے، اللہ قیامت کے روز اس کے غم اور تکلیف کو دور کرے گا''۔ (مسلم)

## قرض معافی یا مہلت

اسی طرح اگر کوئی قرض خواہ مقروض کی مالی کمزوری کی وجہ سے اس کا قرض معاف کردے یا اسے مہلت دے تو اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

’’جو کسی تنگدست کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا اور قیامت کے دن اللہ اس کی بے چینیوں کو دور فرما دے گا‘‘۔ (مسلم)

## احسن ادائیگی

قرض لے کر اس کی بہتر طریقے سے ادائیگی (واپسی) کرنا پسندیدہ عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (الحدید :18)

ترجمہ: ’’بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں ان کے لیے اس کا کئی گنا (زیادہ ہے) اور ان کے لیے اجر و ثواب ہے‘‘۔

اس سنت کی پیروی ہمیں اللہ کے محبوب رسول ﷺ کی زندگی میں بھی نظر آتی ہے آپ ﷺ نے ایک مرتبہ قرض کے طور پر ایک اونٹ لیا اور اس سے اچھا اور عمر میں اس سے بڑا اونٹ واپس کیا اور فرمایا:

’’اچھا انسان وہ ہے، جو ادائیگی اچھی کرے‘‘ (صحیح بخاری)۔

نوٹ: اپنی خوشی سے اور بغیر شرط طے کیے ادائیگی میں بہتری اور زیادتی اختیار کرنا سود نہیں ہوتا۔

میت کی طرف سے قرض کی واپسی کرانی پڑے تو اس میں اپنے متوفی بھائی کی عزت کا خیال رکھا جائے اور احسن طریقے سے ادائیگی کی جائے۔

حضرت ثوبان ؓ بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو آدمی اس حال میں فوت ہو کہ وہ تکبر، مالِ غنیمت کی خیانت اور قرض سے پاک ہو سیدھا جنت میں جائے گا‘‘

(ترمذی)

# غسل میت

اسلامی تہذیب میں مسلمان کے جسم کو زندگی کے اختتام پر بھی احترام کے قابل سمجھا جاتا ہے اسی لیے اُسے غسل دلا کر، اجلا لباس (کفن) پہنا کر، خوشبوؤں میں بسا کر باعزت طریقے سے کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے اور اجتماعی نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے نماز کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لیے مغفرت طلب کی جاتی ہے اور پھر نہایت باوقار طریقے سے اسے سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔

## غسل کے سامان کی فہرست

1- بیری کے پتے، صابن یا شیمپو
2- کافور/ عطر / صندل کا پاؤڈر
3- روئی
4- کپڑے کے دستانے / کپڑے کے ٹکڑے
5- جسم خشک کرنے کے لیے تولیہ یا کوئی سا صاف کپڑا
6- چادریں جو میت پر پردہ کے لیے یا اسے اٹھانے کے لیے استعمال ہوں گی۔

## غسل کون کون کرائے

اخلاص نیت سے رضائے الٰہی کے لیے اور اپنے گناہوں کی مغفرت حاصل کرنے کی غرض سے میت کو غسل دیا جائے۔
غسل کرانے کی ذمہ داری اٹھانے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ

**(1)** قریبی عزیز یا رشتہ دار ہوں۔

''رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے والے حضرات میں حضرت علیؓ غسل دے رہے تھے غسل میں مدد کرانے والے حضرات میں حضرت عباسؓ، فضلؓ اور قثمؓ (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت شقرانؓ اور حضرت اسامہؓ پانی بہا رہے تھے، حضرت اوسؓ نے آپ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک دے رکھی تھی'' (الرحیق المختوم)۔

مرد اپنی بیوی کی میت کو اور اسی طرح بیوی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کو ان کی زوجہ حضرت اسماءؓ نے غسل دیا تھا (الموطا)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع سے ایک جنازہ پڑھ کر میرے ہاں تشریف لائے۔ میرے سر میں درد تھا اور میں کہہ رہی تھی ''ہائے میرا سر'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ میرا سر، اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاؤ تو میں خود تمہیں غسل دوں، خود تمہیں کفن پہناؤں اور خود تمہاری نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کروں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں'' (مسند احمد)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس حدیث پاک کو یاد کر کے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں: ''جو بات مجھے اب معلوم ہوئی، اگر پہلے میں غور کر لیتی تو رسول اللہ ﷺ کو ازدواجِ مطہراتؓ ہی غسل دیتیں'' (سنن ابی داؤد)۔

**(2)** دین کا علم رکھنے کی وجہ سے آدابِ غسل سے واقف ہو، آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''میت کو وہی شخص غسل دے، جو اس کا سب سے زیادہ قریبی ہو اور علم (دین) رکھتا ہو، اگر قریبی عزیز عالم نہ ہو تو پھر جسے تم عالم اور پرہیزگار سمجھو وہ غسل دے'' (خواہ وہ قرابت دار نہ بھی ہو) (مسند احمد)۔

(3) میت میں کوئی عیب یا ناپسندیدہ بات نظر آئے تو پردہ پوشی اور راز رکھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو غسل دینے میں حق امانت ادا کیا اور اس کا راز نہ کھولا، وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہوا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے'' (مسند احمد)۔

ایک دوسری حدیث مبارک میں یوں ارشاد ہوتا ہے فرمایا:

''جس نے کسی مسلمان کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپا لیا، اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرما دیتا ہے۔ جس نے قبر کھود کر دفن کیا، اسے اتنا اجر ہے جیسے کسی کو تا قیامت رہائش فراہم کر دی، اور جس نے کفن پہنایا اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت جنت کے عمدہ ریشمی کپڑے اور کمخواب سے آراستہ فرمائیں گے'' (مستدرک حاکم)۔

## غسل کی جگہ

میت کو نہلانے کی جگہ ایسی ہونی چاہیے جہاں پردے کا انتظام ہو۔ گھر میں غسل خانہ اگر اتنا بڑا نہیں تو کوئی الگ کمرہ یا کسی برآمدے وغیرہ میں عارضی طور پر چادریں وغیرہ تان کر یا خیمہ لگا کر پردے کا بندوبست کر لیا جائے یہ عارضی انتظام اوپر سے بھی ڈھانپا ہونا ضروری ہے۔

## غسل کا پانی

غسل کا پانی پاک اور صاف ہونا ضروری ہے، بہتر ہے اسے نیم گرم کر لیا جائے الگ سے تھوڑے پانی میں بیری کے پتوں کو جوش دلا کر یہ پانی غسل کے پانی میں ملا دیا جائے (یہ پتے آسانی سے نہ مل سکیں تو کوئی بھی خوشبودار پتے یا پھول یا کوئی بھی صابن یا شیمپو استعمال کر سکتے ہیں) (بحوالہ صحیح بخاری)۔

## مدد کرانے والے

☆ غسل دینے والے کے پاس صرف وہی افراد موجود ہونے چاہئیں جو اس کو مدد دیں کسی دوسرے کی موجودگی مکروہ ہے۔

☆ میت کے کپڑے اگر آسانی سے نہ اتر سکیں تو قینچی کے ساتھ احتیاط سے کاٹ لیے جائیں۔ (کپڑے اُتارتے وقت میت پر چادر ہونی چاہئے)۔

☆ میت کو غسل دیتے وقت اس پر رنگ دار اور گہرے پرنٹ کا کپڑا ڈال لیا جائے، تاکہ گیلا ہونے پر بھی پردہ رہے اور میت کو کپڑے کے نیچے سے ہاتھ پھیر کر غسل دیا جائے۔ (سنن ابی داؤد)

☆ میت کو نہلانے والا تختہ سر والی جانب سے قدرے اونچا ہو تاکہ استعمال شدہ پانی بہتا جائے۔

## طریقہ غسل

☆ نہلانے والے سب سے پہلے میت کا سر اٹھا کر آہستگی سے اسے بیٹھا ہونے کے قریب کر دیں۔ پھر اس کے پیٹ کو اطراف سے نرمی سے دبایا جائے تاکہ جو کچھ نکلنے کے قریب ہو وہ نکل جائے۔ اس موقع پر کثرت سے پانی بہایا جائے تاکہ جو کچھ نکلا ہو پانی اسے بہا کر لے جائے۔

☆ غسل دینے والا اب اپنے ہاتھ پر ایک کپڑا باندھ کر یا کپڑے کی تھیلی یا ربڑ کے دستانے چڑھا کر میت کی طہارت (استنجا) کرے اور جو بھی نجاست وغیرہ رہ گئی ہو اسے اچھی طرح میت کے جسم پر سے صاف کر دے۔ یہ کپڑا یا دستانہ اب اتار دیا جائے۔

☆ اب دوسری صاف تھیلی یا دستانہ چڑھا لیا جائے اور نہلانے والا میت کی طرف سے غسل کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھ لے۔

☆ میت خاتون ہو تو غسل سے پہلے سر کے بندھے ہوئے بال کھول دیے جائیں۔

☆ دائیں طرف سے شروع کرتے ہوئے نماز کے وضو کی طرح کا وضو کرایا جائے۔ نہ کلی کرائی جائے گی اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے گا۔ اس کی بجائے کپڑا یا روئی تر کر کے اس سے میت کے دانتوں اور اس کے نتھنوں کو صاف کر دینا کافی ہے۔ (بحوالہ صحیح بخاری)

☆ اب دونوں کانوں اور ناک میں صاف روئی لگا دی جائے تا کہ غسل کے دوران پانی اندر داخل نہ ہو' بعد میں اس روئی کو نکال دیا جائے۔

☆ صابن کے جھاگ یا شیمپو سے سر کے بال اور داڑھی کو آہستہ آہستہ انگلیاں پھیر کر دھویا جائے۔

☆ تمام غسل کپڑے کے نیچے سے ہاتھ ڈال کر دیا جائے۔ مستحب یہ ہے کہ ہاتھ پر کپڑے کا لفافہ پہنا ہو' خاص طور پر حدودِ ستر پر نہ کسی کی نظر پڑنی چاہیے اور نہ ہی ہاتھ سے مس ہونا چاہیے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے علی! اپنی ران ننگی نہ کرو' نہ ہی کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران دیکھو'' (ابوداؤد)۔

☆ پہلے میت کے جسم کے سامنے والے حصوں کو دھویا جائے' گردن کے دائیں طرف سے لے کر دائیں پاؤں تک اور پھر بائیں پہلو کے بل ہلکی سی کروٹ موڑ کر دائیں طرف کا پچھلا تمام حصہ دھویا جائے۔ یہی عمل بائیں طرف سے سامنے اور پھر کروٹ دلا کر پچھلا بایاں تمام حصہ دھولیا جائے۔

☆ غسل طاق مرتبہ دیا جائے آخری بار غسل دینے کے لیے پانی میں کافور ڈالنا مسنون ہے' کافور نہ ملے تو کوئی بھی خوشبو پانی میں ملا سکتے ہیں (بحوالہ بخاری ومسلم)۔

☆ خاتون کی میت ہو تو غسل کے بعد بالوں کی تین چوٹیاں/لٹیں بنا کر پیچھے ڈال دی جائیں' کنگھی بھی کی جا سکتی ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث مبارک سے میت کے غسل سے متعلق چند احکامات ثابت ہیں۔

حضرت ام عطیہؓ بیان کرتیں ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' اس وقت ہم آپ ﷺ کی بیٹی زینبؓ کو غسل دے رہے تھے' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تین بار' پانچ بار' سات بار اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ بار غسل دو'' حضرت ام عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' طاق عدد میں؟' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور آخری بار کچھ کافور بھی ملا دینا' پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا'' جب ہم فارغ ہو گئیں تو آپ ﷺ کو اطلاع کی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینک کر فرمایا ''یہ اندر (اس کے بدن پر) لپیٹ دو' وہ بیان کرتیں ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کو تین حصے کر کے کنگھی کی اور پیچھے ڈال دیئے''۔ (صحیح بخاری)

ایسے حالات میں جب میت کو غسل دینا ممکن نہ ہو تو میت کو تیمّم کرایا جائے (سنن ابوداؤد)۔

(یہ صورت حال اس وقت پیش آسکتی ہے جب میت کا جسم زیادہ جل گیا ہو' یا پانی میں یا کسی کیمیکل میں ڈوبنے سے گل سڑ گیا ہو یا کسی ایسی جلدی بیماری سے وفات ہوئی ہو کہ غسل کرانے سے جسم مزید پھٹنے کا اندیشہ ہو)۔

''جب کوئی آدمی تم سے بات کرے' اور اِدھر اُدھر مڑ کر دیکھے تو اس کی یہ بات بھی تمھارے پاس امانت ہے''۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو آدمی یہ پسند کرتا ہو کہ اسے آگ سے دور کر کے جنت میں داخل کر دیا جائے تو پھر اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرے جس برتاؤ کی خود اپنے لیے ان سے توقع رکھتا ہو''۔ (صحیح مسلم)

# کفن

## (آخری لباس)

### کپڑا

کفن کے لیے صاف ستھرا سفید کپڑا استعمال کرنا افضل ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''سفید لباس پہنا کرو، یہ تمھارا بہترین لباس ہے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو'' (ترمذی)

### مقدار

کفن کے لیے کپڑے کی مقدار یا پیمائش اتنی ہو کہ آسانی سے میت کا تمام جسم ڈھانپا جا سکے، نامکمل اور ناکافی کفن (علاوہ کسی مجبوری یا عذر کے) ناپسندیدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے ایک صحابیؓ کا تذکرہ فرمایا جسے وفات کے بعد ناکافی کفن پہنایا گیا اور رات کو دفن کر دیا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا کہ: ''کسی کو رات کو دفن نہ کیا جائے حتٰی کہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے الا یہ کہ انسان مجبور ہو'' مزید فرمایا: ''جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو کفن دے تو اگر ممکن ہو تو اچھا کفن دے'' (صحیح مسلم)۔

''اچھے کفن'' سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرا ہو، موٹا ہو، سارے بدن کو چھپانے والا ہو، اور درمیانی قسم کا ہو (اچھے سے مراد ضرورت سے زیادہ مہنگا اور نفیس نہیں ہے) ضروری نہیں کہ وہ نیا ہو، پرانا مگر دھلا ہوا صاف کپڑا کفن کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ سے کفن کے انتخاب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا:

''نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق زندہ ہے، میرے لیے بس یہ پرانے ہی کافی ہیں''۔ (صحیح بخاری)

### اجزائے کفن

### مرد میت کے لیے کفن

کفن میں مرد کے لیے تین کپڑے استعمال ہوتے ہیں۔ ازار یا تہہ بند' چادر جو قمیض کی شکل میں اوپر آئے گی' لفافہ یا اوپری چادر۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین دھوئی ہوئی سفید سوتی سحولی چادروں (یمن کی بنی ہوئی ہلکی دھاری دار چادر) میں کفن دیا گیا' اس میں نہ قمیض تھی اور نہ پگڑی، (مردوں کے لیے انھی تین کپڑوں کا حکم ہے) (صحیح بخاری)۔

اگر ہو سکے تو ایک ہلکی دھاری دار چادر کفن میں شامل کر لی جائے اور یوں آخری سفر کے آخری لباس میں بھی سنت کا ثواب حاصل کر لیا جائے حدیث پاک ہے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے، اگر مل سکے تو کفن میں ایک دھاری دار چادر شامل کر لی جائے'' (سنن ابی داؤد)

### عورت میت کے لیے

عورت کے لیے کفن میں پانچ کپڑے استعمال ہوتے ہیں اس کا چوتھا کپڑا سر کا رومال اور پانچواں کپڑا وہ ہے جو قمیض کے نیچے ہوگا اور اس سے عورت کا ستر اور رانوں کا حصہ باندھا جائے گا (پہنایا نہیں جائے گا) یہ سینہ بند اور تہہ بند کے طور پر الگ بھی ہو سکتا ہے۔

لیلٰی بنت قانفؓ بیان کرتی ہیں کہ'' میں بھی ان عورتوں میں تھی جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو غسل دیا پہلے

آنحضور ﷺ نے کفن کے لیے تہ بند دیا پھر کرتہ پھر اوڑھنی یعنی سر بندھن پھر چادر پھر وہ لفافہ میں لپیٹ دی گئیں" (احمد، ابوداؤد)۔

لہٰذا مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں کسی ایسے حالات میں جب یہ تعداد میسر نہ ہو تو اس سے کم یہاں تک کہ ایک کپڑا بھی کافی ہے۔

## کپڑا کم میتیں زیادہ

کسی ہنگامی حالت کی وجہ سے مثلاً حالت جنگ یا سفر کی حالت میں میتیں زیادہ اور کفن ناکافی ہوں تو کئی میتوں کو ایک ہی کپڑے میں بھی دفنایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ شہدائے احد کے ساتھ کیا گیا۔ اسی طرح اگر کسی وجہ سے کپڑا اتنا ناکافی ہے کہ سر یا پاؤں میں سے کسی ایک ہی کو ڈھانپا جاسکتا ہے تو سر ڈھانپا جائے اور پاؤں کو گھاس وغیرہ سے چھپا دیا جائے جیسا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ کیا گیا تھا (بحوالہ صحیح بخاری)۔

کفن میں لپیٹنے سے پہلے میت کا گیلا جسم صاف کپڑے سے خشک کرلیا جائے۔

## خوشبو

میت کو تین مرتبہ خوشبو کی دھونی دی جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میت کو خوشبو کی دھونی دو تو تین مرتبہ دو" (مسند امام احمد)۔

"دھونی دینا ممکن نہ ہو تو میت کو کفن میں لپیٹنے سے پہلے عطر وغیرہ لگایا جاسکتا ہے"۔

## مُحرِم کے لیے احکامات

خوشبو والے حکم میں مُحرِم (احرام والا) شامل نہیں ہے۔ حالت احرام میں یعنی حج اور عمرہ ادا کرنے کے دوران فوت ہونے والے محرم کے لیے احکامات اس حدیث مبارک سے ثابت ہیں۔

"ایک صحابیؓ میدان عرفات میں اچانک اپنی سواری سے گر گئے، اونٹنی نے ان کی گردن توڑ دی اور وہ وہیں وفات پا گئے، چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں کفن دو (دوسری روایت میں ہے اسی کے دونوں کپڑوں یعنی احرام میں) خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر اور چہرہ چھپاؤ، یہ روزِ قیامت تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا" (صحیح بخاری)۔

## غسل دینے والے کے لیے غسل کرنا بہتر ہے

میت کو غسل و کفن دینے والے کے لیے بعد میں خود غسل کرنا مستحب اور بہتر ہے، واجب نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو کسی میت کو غسل دے وہ خود غسل کرلے اور جو اس کو اٹھائے وہ وضو کرلے"۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے کہ:

"ہم میت کو غسل دیا کرتے تھے، پھر ہم میں سے کوئی غسل کرلیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا" (سنن الدارقطنی)

## حکمت

میت کو غسل کرانے کے دوران نجاست والے چھینٹے یا جس بیماری سے اس کی وفات ہوئی اس کے جراثیم وغیرہ غسل دینے والے پر لگے ہوں گے تو بعد میں خود اس کے غسل کرلینے سے طہارت حاصل ہوجائے گی، متعدی یا وبائی امراض سے وفات پانے والی میت کو اٹھانے میں مدد کرانے یا نہانے کے تختہ

تک یا تختہ سے چار پائی پر ڈالنے میں مدد کرانے والے پر وضو کرنے کی حکمت مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہو جاتی ہے۔

وضاحت: مومن مر کر نجس یا ناپاک نہیں ہو جاتا بلکہ بعض اوقات موت کی سختیوں کی وجہ سے پسینہ یا پیشاب کا اخراج ہو جاتا ہے' اسی لیے میت کو غسل، بدن کو صاف ستھرا اور پاک کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔

## کفن کے اجزاء کی تفصیل

### تین پٹیاں

چوڑائی میں تقریباً پانچ انچ اور لمبائی حسب ضرورت اتنی ہوگی کہ میت کو کفن سمیت باندھنے کے بعد گرہ لگائی جا سکے۔

### بڑی چادر

آخر میں لپیٹی جانے والی اس اوپری چادر کا کپڑا چوڑائی میں اتنا ہوگا کہ لپیٹتے ہوئے اس کے دونوں پلڑے ایک دوسرے کے اوپر آتے ہوں اور لمبائی میں اتنا ہوگا کہ میت کے سر اور پاؤں ڈھانپنے کے بعد کپڑا اکٹھا کر کے یا تہہ موڑ کر پٹی کے ساتھ ہی باندھا جا سکے۔

### قمیض

اس کی لمبائی کندھے سے تقریباً گھٹنوں تک ہوگی اور آگے پیچھے کی دونوں اطراف کے لیے یہ کپڑا دوگنی لمبائی میں کاٹا جائے گا۔ پھر اس کپڑے کو دہرا کر کے تہہ کی جگہ پر گلے کے لیے درمیان سے یوں کٹ لگایا جائے گا کہ میت کے سر سے یہ گزارہ جا سکے۔

### تہہ بند

اس کی چوڑائی دوسرے لپیٹے جانے والے کپڑوں کے جتنی ہوگی۔ لمبائی میں یہ کپڑا ناف سے ٹخنوں تک ہوگا۔

### سینہ بند

خاتون میت کے لیے یہ چوتھا زائد کپڑا سینہ بند ہے۔ اس کی چوڑائی دوسرے کپڑوں جتنی ہی ہوگی اور لمبائی بغل سے تقریباً پسلیاں ختم ہونے تک (دوسری صورت یہ بھی ہے کہ تہبند کی لمبائی ہی اتنی ہو کہ اوپر سینہ تک جاتی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے لیے تہبند دیا اور فرمایا تھا اسے اندر جسم کے ساتھ لپیٹ دینا' صرف ٹانگوں کا ذکر نہ تھا)۔

### سر بند

خاتون میت کے لیے یہ پانچواں زائد کپڑا چوکور رومال کی شکل میں کاٹا جائے گا۔ جسے مخالف کونوں پر دہرا کر کے تکون کی شکل میں سر پر اس طرح باندھا جائے گا کہ سامنے پورے ماتھے اور کانوں کو ڈھانپتے ہوئے پیچھے کو جائے اور ان دونوں کونوں سے وہ تیسرا کونہ' جو سر کے اوپر سے ہو کر پیچھے گردن کی طرف جا رہا ہے' باندھا جائے گا۔

نوٹ: آج کل تیار شدہ کفن مع سلی ہوئی ان تھیلیوں کے، جو غسل
کرانے والا ہاتھ پر پہنتا ہے، مارکیٹ سے دستیاب ہیں۔

## چند احتیاطیں

☆ ہر لپیٹا جانے والا کپڑا قدرے مضبوطی سے لپیٹا جائے گا اور خوب پیچھے تک جائے گا تاکہ تدفین کے وقت کھل نہ جائے۔

☆ کفن لپیٹتے وقت ہر کپڑے کا بایاں حصہ اندر اور دایاں اوپر آئے گا۔

☆ میت کو غسل کے تختے سے کفن بچھے کھاٹ پر ڈالنے کے لیے اور اس سے پہلے بستر سے اٹھا کر غسل کے تختے پر لٹانے کے لیے چادر سمیت (چادر کے کونے پکڑ کر) اٹھایا جائے گا۔ کوشش کی جائے کہ میت کے جسم کو کم سے کم ہاتھ مَس ہوں۔

☆ چادر سمیت تختے یا کھاٹ پر لٹا کر چادر نکال دینے کا طریقہ یوں ہے کہ میت کو پہلے ایک پہلو کے بل موڑا جائے اور چادر تہہ کر کے اس کے جتنا نیچے ہو سکے، کر دی جائے۔ اسی طرح میت کو دوسرے رخ موڑ کر پوری چادر کو آہستگی سے نکال لیا جائے۔

☆ غسل دلانے کے بعد اوپر والی گیلی چادر نکالنے اور جسم خشک کرنے کا سارا عمل اوپر خشک چادر تان کر کیا جائے گا تاکہ پردہ رہے۔

☆ جسم خشک کرنے کے بعد میت کو اٹھانے سے پہلے اسی طریقے سے نیچے چادر بچھائی جائے گی جس طریقے سے پہلے نکالی گئی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دو چیزوں کو آدمی ناپسند کرتا ہے، پہلی چیز موت ہے حالانکہ موت مومن کے لیے فتنوں کے مقابلے میں بہتر ہے، دوسری چیز مال کی کمی ہے حالانکہ مال کی کمی (قیامت کے روز) آسان حساب کا سبب بنے گی"۔ (مسلم)

# حُسنِ وداع

## آہ!۔۔۔ روانگی کا وقت آ گیا

اب سفر واپسی ہے اسی مطلوبِ حقیقی کی طرف جس نے اپنے بندے کو کچھ عرصہ کے لیے یہاں امتحان گاہ میں بھیجا تھا' تاکہ وہ ایک بہتر اور روشن مستقبل (آخرت) حاصل کرنے کے لیے اپنے حال (دنیا) کی اصلاح کر لے' اب اس کو اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اپنی زندگی بھر کی کارگزاری پیش کرنی ہے' اپنے مالک سے ملاقات کرنی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے' جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا'' (متفق علیہ)۔

جس بندے نے بھی اس کے ساتھ ملاقات کو یاد رکھا اور اس ملاقات کو مقصد زندگی بنایا وہ اب کامیابی کے ساتھ وداع ہو رہا ہے' کتنا تھوڑا قیام تھا اور کیا خوب نبھایا! اس کے برعکس وہ جو منصب، عہدے اور جاہ وجلال کے ساتھ دنیا میں رہنے کے انتظامات کی فکر میں لگا رہا' دنیا کے مشاغل نے سوچنے ہی نہ دیا کہ اتنا تھوڑا قیام اور اتنی زبردست تیاری' بغیر ایئر کنڈیشنڈ گاڑی کے گھر سے نہ نکلنے والا بھی آج اسی کھاٹ پر سوار ہو کر نکل رہا ہے اور ان گاڑیوں کو حسرت سے دیکھنے والے کی بھی آج وہی سواری ہے۔

## جنازہ لے جانا

### رخصتی اور امتحان

انتہائی ناخوشگوار' کٹھن اور غم سے بوجھل ترین گھڑی وہ ہوتی ہے جب جنازہ گھر سے اٹھایا جاتا ہے' آپ کے لیے یہ وقت خصوصاً صبر' برداشت اور ایمان کی پختگی کے امتحان کا ہے اس میں کامیاب ہونے کی کوشش کریں اور بے قابو جذبات کی سمت بدل کر اپنے خاندان کے فرد کو دعاؤں کے تحفے دے کر رخصت کریں تو دونوں کے لیے اجر ہی اجر ہے۔

### دیر نہ کریں

جنازہ لے جانے میں غیر ضروری تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جنازہ لے جانے میں جلدی کرو' اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو وہ ایک بھلائی ہے' جس کی طرف تم اسے آگے بڑھاؤ گے اور اگر وہ اس کے برعکس ہے تو وہ ایک برائی ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار کر رکھ دو گے'' (متفق علیہ)۔

### رفتار

حضرت ابن مسعودؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

''یا رسول اللہ ﷺ! جنازے کو کس رفتار سے لے جایا کریں'' فرمایا: ''جلدی جلدی دوڑنے کی رفتار سے کچھ کم'' (سنن ابی داؤد)۔

## کندھا دینا

جنازہ کے ساتھ جانا اور کندھا دینا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس نے تین بار جنازہ کو اٹھایا اس نے میت کا حق ادا کر دیا پھر جس قدر اسے زیادہ اٹھائے گا زیادہ ثواب کمائے گا'' (سنن ترمذی)۔

## ساتھ چلنا

جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلا' پھر نماز جنازہ اور دفن تک اس کے ساتھ رہا تو وہ دو قیراط ثواب کے ساتھ واپس آیا (جبکہ) ایک قیراط احد پہاڑ کے مثل ہے' جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھ کر دفن سے قبل ہی لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط ثواب کے ساتھ واپس آیا'' (صحیح بخاری)۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''بیمار کی عیادت کرو اور جنازہ کے ساتھ چلو یہ عمل تمھیں آخرت یاد کرائے گا''۔ (صحیح مسلم)

## عورتیں نہ جائیں

جنازہ کے ساتھ رہنے اور دفنانے تک کا یہ اجر صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں۔ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ نہ جانا افضل ہے۔

حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ:

''ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا ہے' لیکن تاکید سے منع نہیں ہوا'' (یعنی نبی اکرم ﷺ نے ہم عورتوں پر سختی نہیں فرمائی) (صحیح بخاری)۔

## پیدل اور سوار کا حکم

پیدل جنازے کے قریب رہتے ہوئے آگے پیچھے' دائیں بائیں چل سکتا ہے البتہ پیچھے چلنا افضل ہے اور سوار کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیے' تاہم بلا عذر سواری پر جانا مکروہ ہے۔ (سنن ابی داؤد)

## خاموشی

جنازہ کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں' بات چیت کرنا' دعا یا کلمہ شہادت کی صدا لگانا اور تلاوت قرآن بلند آواز سے کرتے ہوئے جانا کسی حدیث سے ثابت نہیں' اسی طرح جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے روتے ہوئے چلنا بھی جنازہ کے احترام کے خلاف ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرامؓ جنازوں کے پاس بلند آواز ناپسند فرماتے تھے (بیہقی)۔

کیونکہ انھوں نے آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد سن رکھا تھا:

''جنازہ کے ساتھ راگ (آواز) اور آگ نہ جائے'' (سنن ابی داؤد)۔

(آگ خواہ دھونی کی شکل میں ہو یا چراغوں اور مشعلوں کی صورت میں ہر طرح منع ہے)۔

## احترام

جب کسی کا جنازہ آتے دیکھیں تو کھڑے ہو جائیں، پھر اگر اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کے کچھ آگے نکل جانے تک کھڑے رہیں (صحیح بخاری)۔

## تعریف کرنا

اگر جنازہ کسی ایسے مسلمان کا ہے جو زندگی میں اپنے رب کا تابع فرمان بن کر رہا تو اس کی تعریف کرنا اس کے لیے فائدہ مند ہے، حالانکہ یہی تعریف زندہ انسان کو تکبر میں مبتلا کر دینے کے امکان کے پیش نظر منع کی گئی ہے۔ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کچھ صحابہ کرامؓ نے ایک جنازہ کی تعریف کی آنحضور ﷺ نے فرمایا "واجب ہوگئی" پھر ایک اور جنازے پر سے گذرے تو اس کی بُرائی کی، آنحضور ﷺ نے پھر فرمایا: "واجب ہوگئی" حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا چیز واجب ہوگئی"؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لیے بہشت واجب ہوگئی، پھر دوسرے کی تم نے برائی کی تو اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی، تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو" (صحیح بخاری)۔

دوسرے جنازہ کی برائی صحابہ کرامؓ نے کی تو اس کے فاسق، فاجر اور کھلم کھلا بدعتی ہونے کی وجہ سے کہ جو اس کی بدعملی کی وجہ سے جائز ہے۔

(یاد رہے وہ صحابہ کرامؓ تھے، ایسی ہستیاں کہ ان کی بات میں جھوٹ یا مبالغہ کی آمیزش نہ ہوتی۔ آج اگر ایک مسلمان کسی ذاتی دشمنی یا مسلمان میت کی زندگی میں اس سے مفاد حاصل نہ ہو سکنے کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے تو یہ جائز نہیں)۔

## راحت ونجات

ابوقتادہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا آپ ﷺ نے فرمایا:

"آرام پانے والا ہے یا آرام دینے والا ہے" (یعنی نیک بخت تھا یا بد بخت) صحابہ کرامؓ نے پوچھا، آرام پانے والا یا آرام دینے والا کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا: "ایماندار بندہ تو مرکر دنیا کی تکالیف اور مصیبتوں سے نجات پاکر اللہ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور بے ایمان بدکار کے مرنے سے دوسرے بندے، شہر، درخت اور چوپائے جانور سب آرام پاتے ہیں" (صحیح بخاری)

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا:

"آج تم میں سے کون روزے سے ہے"؟ آج تم میں سے جنازے کے ساتھ کون گیا"؟ آج تم میں سے کون مریض کی تیمارداری کے لیے گیا"؟ ہر بار حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں کہا 'میں' اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس آدمی میں یہ خوبیاں جمع ہوں وہ جنت میں داخل ہوگا" (مسلم)۔

# نماز جنازہ

## (مسلمان کا حق)

### فرض کفایہ

غسل، کفن اور دفن کی طرح مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا بھی فرض کفایہ ہے۔ (علاقہ کے کچھ لوگ اسے ادا کر دیں تو فرض پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار رہوتے ہیں)۔

### دعائے مغفرت

نماز جنازہ دراصل مرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کے ساتھ ساتھ ایک سفارش اور ایک گواہی بھی ہے' اور اس طرح یہ زندوں پر میت کا ایک اہم اور آخری حق ہے' جسے یہ سوچ کر ہی ادا کر لینا چاہیے کہ آج اس کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے کل ہم بھی اس کی جگہ پر بے بس پڑے دوسروں کی دعاؤں کے محتاج ہونگے' رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جنازے کی نماز پڑھا کرو شاید کہ اس نماز سے تم پر غم طاری ہو' غمگین آدمی اللہ کے سائے میں رہتا ہے اور غمگین آدمی ہر نیک کام کا استقبال کرتا ہے'' (حاکم)۔

### کہاں پڑھیں

نماز جنازہ مسجد سے ملحق عیدگاہ میں یا بارش ہونے یا نہ ہونے کی صورت میں مسجد کے اندر بھی پڑھی جا سکتی ہے' یہ مسجد اسی رہائشی علاقہ کی بھی ہو سکتی ہے یا آج کل کے قبرستانوں سے ملحقہ بھی (رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء اور اس کے بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھائی) (مسلم)۔

### قبرستان میں نمازِ جنازہ

قبرستان میں کسی بھی قسم کی نماز نہیں پڑھی جا سکتی' لیکن کسی میت کو اگر کسی وجہ سے نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا تھا یا کوئی عزیز اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکا تھا یا صرف شک ہے کہ نماز نہیں پڑھی گئی اور بعد میں اس کی قبر معلوم ہو جائے تو پھر اس وقت وہاں یہ نماز پڑھی جا سکتی ہے' ورنہ عام حالات میں قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے' حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

'' ایک حبشی عورت مسجدِ نبوی ﷺ میں جھاڑو دیا کرتی تھی اور آنحضور ﷺ کو اس کے مرنے کی خبر نہ ہو سکی ایک روز آپ ﷺ نے اس کو یاد فرمایا اور پوچھا ''وہ کہاں ہے (یا اس کا کیا حال ہے)'' لوگوں نے اس کے مرنے کا قصہ بیان کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر کی نشاندہی کرو'' پھر آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی۔ (صحیح بخاری)

اس سلسلے میں ایک اور حدیث پاک حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

''ایک آدمی وفات پا گیا جس کی رسول اللہ ﷺ عیادت فرمایا کرتے تھے' صحابہ کرامؓ نے اسے رات ہی میں دفن کر دیا اور صبح کو آپ ﷺ کو اطلاع کی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھے رات کو اطلاع کیوں نہ کی؟'' صحابہؓ نے عرض کیا: ''رات تھی اندھیرا تھا' ہم نے آپ ﷺ کو تکلیف دینا پسند نہ کیا'' آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ ادا فرمائی' آپ ﷺ نے امامت فرمائی ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھیں' میں خود بھی موجود تھا' آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں'' (ابن ماجہ)۔

## غائبانہ نماز جنازہ

ایسا غیر مسلم علاقہ جہاں کوئی مسلمان وفات پائے اور اس کی نماز جنازہ ادا کرنے والا کوئی نہ ہو اس صورت میں کسی اور اسلامی ریاست میں چند مسلمان اس کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کر سکتے ہیں' جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ ادا فرمائی' صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام سے بھی غائبانہ نمازِ جنازہ کے شواہد ملتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ اپنے دو طرح کے بندوں کو قیامت کے دن اٹھائے گا جنہیں اس نے مال اور اولاد کی کثرت سے نوازا تھا' ان میں سے ایک سے کہے گا:

''کیا میں نے تجھ کو مال اور اولاد کی کثرت سے نہیں نوازا تھا''؟ وہ کہے گا' ہاں! اے میرے رب! تو نے مجھے بہت زیادہ مال اور اولاد سے نوازا تھا' اللہ تعالیٰ پوچھے گا:

''میری نعمتوں کو پا کر تو نے کس طرح کے کام کیے۔ وہ کہے گا' میں نے اپنا سارا مال اپنی اولاد کے لیے چھوڑا تا کہ وہ غربت اور تنگدستی میں مبتلا نہ ہو' اللہ فرمائے گا:

''اگر تجھے حقیقت حال کا علم ہو جاتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ' سن! جس چیز کا اپنی اولاد کے بارے میں تجھے اندیشہ تھا وہی چیز ان پر مسلط کر دی ہے (یعنی غربت اور تنگدستی)''۔

پھر اللہ تعالیٰ دوسری طرح کے بندے سے بھی یہی پوچھے گا وہ جواب میں کہے گا' اے میرے رب! میں نے تیرا بخشا ہوا مال تیری اطاعت میں لگایا' اور اپنی اولاد کے سلسلے میں میں نے تجھ پر اور تیری رحمت پر بھروسہ کیا' اللہ فرمائے گا:

''اگر تمھیں حقائق کا علم ہوتا تو دنیا میں تم ہنستے بہت اور روتے کم' سنو! اپنی اولاد کے سلسلے میں تو نے جس بات پر اعتماد کیا میں نے انہیں وہی چیز دی ہے (خوشحالی اور تونگری)'' (بحوالہ طبرانی)

# طریقہ نماز

## صف بندی

☆ دوسری نمازوں کی طرح نماز جنازہ کے لیے بھی باوضو اور قبلہ رخ ہونا شرط ہے۔

☆ اس نماز میں صفوں کی تعداد طاق رکھی جائے گی' تین صفیں بنانا افضل ہے اگر لوگوں کی تعداد زیادہ ہو تو تین سے زائد صفیں بنائی جاسکتی ہیں' البتہ لوگ تھوڑے ہوں تو ایک یا دو صفیں ہی کافی ہیں (بحوالہ صحیح بخاری)۔

حضرت مالک بن ھبیرہؓ کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''جب کوئی فوت ہو اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے'' (سنن ابی دوٗد)۔

☆ نمازِ جنازہ کی جماعت بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے دیگر فرض نمازوں کی جماعت ضروری ہے (بحوالہ صحیح بخاری)۔

☆ جماعت کم از کم تین آدمیوں سے بھی ہوسکتی ہے (بحوالہ مستدرک للحاکم)۔

☆ امام کے ساتھ اگر صرف ایک ہی آدمی ہو تو وہ عام نمازوں کی طرح امام کے پہلو میں نہیں کھڑا ہوگا بلکہ امام کے پیچھے کھڑا ہوگا (بحوالہ مستدرک للحاکم)۔

☆ نمازِ جنازہ کے لیے حاضری جتنی زیادہ ہو میت کے لیے اتنا ہی اچھا ہے۔

''جس میت کے حق میں مسلمان جماعت میں سے سو آدمی سفارش کریں گے تو ان کی سفارش قبول ہوگی'' دوسری روایت میں ہے:''اس کی (میت کی) بخشش ہو جائے گی'' (صحیح مسلم)۔

''جو مسلمان وفات پا جائے اس کے جنازے میں چالیس ایسے آدمی شریک ہوں جو شرک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش قبول فرمالیتا ہے'' (صحیح مسلم)۔

## امامت

☆ امام کو مرد میت کے سر کے مقابل اور عورت میت کے وسط کے مقابل کھڑا ہونا چاہیئے نمازِ جنازہ اگر مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی وقت میں ہو تو مرد کی میت امام کے قریب اور عورت کی میت قبلہ کی طرف رکھی جائے گی (مسند احمد)۔

☆ بہت سی میتوں پر ایک ہی نماز جنازہ پڑھنا درست ہے اور ہر جنازے پر علیحدہ نماز ادا کرنا بھی جائز ہے (سنن النسائی)۔

☆ نماز جنازہ سے قبل نہ اذان ہے اور نہ ہی اقامت (صحیح بخاری)۔

☆ اس نماز میں رکوع ہے نہ سجدہ بلکہ صرف قیام ہے (صحیح بخاری)۔

☆ نمازِ جنازہ سِرّی طور پر (خاموشی سے دل میں) پڑھنا مستحب ہے (بحوالہ سنن النسائی)۔

☆ جہری نمازِ جنازہ بھی پڑھی جا سکتی ہے جس کے شواہد صحابہ کرامؓ سے ملتے ہیں۔

## تکبیرات

☆ سفر ہو یا حضر، دن ہو یا رات اس نماز میں چار تکبیریں پڑھنا ہی مسنون ہے۔ (صحیح بخاری)

☆ تکبیرات قدرے بلند آواز میں کہی جائیں گی تاکہ پچھلی صفوں والے بھی سن لیں۔

☆ ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھانا (رفع یدین کرنا) یا صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانا دونوں طرح درست ہے۔

☆ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ (کوئی دوسری سورۃ ملانا بھی جائز ہے)۔

☆ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف (نماز والا درود شریف جسے تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے)۔

☆ تیسری تکبیر کے بعد میت کی بخشش کے واسطے مسنون دعائیں۔

(آخری صفحات پر دیکھئے)

☆ چوتھی تکبیر کے بعد آہستہ سلام پھیرنا سنت ہے۔

نمازِ جنازہ دو سلام کہہ کر ختم کرنا یا ایک ہی سلام پر ختم کرنا دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں۔

## خواتین کیا کریں؟

جس مسجد یا جنازہ گاہ میں خواتین کے لیے نماز پڑھنے کا علیحدہ اور مناسب انتظام ہو وہاں وہ نماز جنازہ میں شریک ہو سکتی ہیں جیسے حرمین شریفین میں، تاہم میت کے گھر میں فارغ بیٹھنے اور دنیا کی گفتگو کرنے سے بہتر ہے کہ وہ بھی یہی مسنون دعائیں پڑھتی رہیں۔

## دفنانے کے اوقات

☆ مندرجہ ذیل اوقات میں نماز پڑھنے اور میت دفن کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(1) جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔

(2) جب عین دوپہر ہو، حتیٰ کہ سورج ڈھلنے لگے۔

(3) جب سورج غروب ہو رہا ہو، یہاں تک کہ پوری طرح غروب ہو جائے (مسلم)۔

☆ دن کے اوقات میں دفنانا مستحب اور مجبوری میں رات کے وقت دفنانا جائز ہے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

☆ قبرستان پہنچ کر جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جائے، تب تک بیٹھنا منع ہے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

# مسافر کی منزل

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
طے کر رہا ہے جو تو، دو دن کا یہ سفر ہے
دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

جب سے بنی ہے دنیا، لاکھوں کروڑوں آئے
باقی رہا نہ کوئی، مٹی میں سب سمائے
اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے
دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

یہ عالیشان بنگلے کسی کام کے نہیں ہیں
محلوں میں سونے والے، مٹی میں سو رہے ہیں
دو گز زمین کا ٹکڑا، چھوٹا سا تیرا گھر ہے
دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے

آنکھوں سے تو نے اپنی، دیکھے کئی جنازے
ہاتھوں سے تو نے اپنے دفنائے کتنے مردے
انجام سے تو اپنے، کیوں اتنا بے خبر ہے
دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے
(ماخوذ)

# قبر

قبر دنیا کا آخری گھر اور آخرت کے گھر کا دروازہ ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کے آزاد کردہ غلام ہانی کا بیان ہے کہ عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کر لیتے' ان سے پوچھا گیا کہ: ''جنت اور جہنم کے ذکر پر آپ نہیں روتے قبر کو یاد کر کے کیوں رونے لگتے ہیں؟'' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ: ''قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے' اگر یہاں آدمی نجات پا گیا تو بعد کا مسئلہ آسان ہے اور اگر یہاں چھٹکارا نہیں ملا تو بعد کے مراحل سخت تر آئیں گے''۔

نیز میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''قبر سے زیادہ ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا''۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝

ترجمہ: ''پھر اس کو موت دی اور قبر میں دفن کرایا''

ہانی کہتے ہیں کہ ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر حضرت عثمانؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

فَاِنْ تَنْجُ مِنهَا تَنْجُ مِنْ ذِیْ عَظِیْمَةٍ وَاِلَّا فَاِنِّیْ لَآ اَخَالُکَ نَاجِیًا

ترجمہ: ''اگر تو قبر کی مصیبت سے نجات پا جائے تو پھر بہت بڑی مصیبت سے نجات پا جائے گا ورنہ میرا خیال یہ ہے کہ پھر تجھے نجات نہیں ملے گی''۔

حقیقت یہ ہے کہ یہاں بھی انسان کو اس کا چھوڑا ہوا عمل ہی فائدہ یا نقصان دے گا۔

''مرنے والے کا اچھا عمل اچھی انسانی صورت میں قبر میں اس کے ساتھ رہے گا اور برا عمل بری انسانی شکل میں اس کے پاس رہ کر اس کے لیے مزید اذیت کا سبب بنے گا''۔ (بحوالہ کنزا لعمال)

یہ ساتھی دفن کے وقت سے قیامت برپا ہونے کے دن تک ساتھ نبھائے گا۔ ایک اور حدیث پاک کے مطابق:

''تین چیزیں انسان کی ساتھی ہیں' پہلا ساتھی یعنی مال و اسباب جو مرتے ہی اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے' دوسرا ساتھی اس کا کنبہ اور حلقہ احباب جو تدفین تک ساتھ نبھانے آتا ہے اور پھر واپس چل دیتا ہے' تیسرا ساتھی یعنی عمل جو باقی رہ جاتا ہے وہ قبر میں داخل ہونے اور وہاں سے اٹھنے تک ساتھ نبھاتا ہے' تینوں ساتھیوں میں سے یہی میت کا سچا دوست ہے (بحوالہ کنز)۔

## دفن کرنے کا اسلامی طریقہ

قرآن پاک میں جہاں رسول اللہ ﷺ کو حضرت آدمؑ کے ان دو بیٹوں کا قصہ پڑھ کر سنانے کا حکم دیا گیا ہے جو روئے زمین پر پہلے قاتل اور مقتول کی حیثیت سے متعارف ہوئے، وہیں دفن کرنے کے طریقے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ○ (المائدہ: 31-30)

ترجمہ: ''اس کے نفس نے (اسے) اپنے بھائی کے قتل پر ابھارا، پھر اس نے اسے قتل کر ڈالا تو خود ہی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کرید (کھود) رہا تھا تا کہ وہ اسے (قاتل) کو دکھا دے (وہ طریقہ) جس سے وہ اپنے بھائی کی لاش چھپا سکے، کہنے لگا افسوس میں اس کوے کی طرح ہونے سے بھی گیا گزرا ہوا کہ اپنے بھائی کی لاش تو چھپا دیتا (غرض) پھر وہ پچھتانے لگا''۔

مٹی میں دفنانے کا یہ طریقہ رب العزت نے انسانوں کے لیے خود تجویز فرمایا تھا، اس وقت سے مسلمان اپنی میتوں کو اسی طرح دفن کرتے چلے آ رہے ہیں، لیکن دنیا میں مختلف قومیں اس کے علاوہ بھی دوسرے مختلف طریقوں سے اپنی میتیں دفن کرتی ہیں۔

## قبر کھودنے والا

انسانیت کی خدمت کا یہ شعبہ بھی اسلام میں اجر و ثواب سے محروم نہیں رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو قبر کھودے گا اللہ اس کے بدلے میں اس کے لیے جنت میں محل تیار کرے گا''۔ (طبرانی)

## قبر کی اقسام

قبر دو قسم کی ہوتی ہے، ایک ''لحد'' یعنی بغلی اور دوسری ''شق'' کے انداز کی یعنی صندوقی۔ ''شق'' کے انداز کی قبر بھی (ضرورتاً) جائز ہے، لیکن افضل ''لحد'' ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''لحد'' ہمارے لیے اور ''شق'' ہمارے غیروں کے لیے ہے (احمد، ابوداؤد، ترمذی)۔

## ''لحد''

لحد یعنی بغلی قبر وہ ہے کہ لمبائی میں شمالاً جنوباً اور گہرائی میں سیدھا کھودنے کے بعد اس کی لمبائی میں نیچے دائیں جانب یعنی مغرب کی طرف ایک گڑھا کھود کر اس میں میت کو رکھا جائے اور کچی اینٹوں کی دیوار سے اس لحد کو بند کر کے وہی مٹی جو اس میں سے نکالی گئی تھی اس جگہ کو بھرنے کے لیے استعمال کی جائے یہ طریقہ سنتِ رسول ﷺ کے موافق ہے۔ (بحوالہ مستدرک حاکم)

## ’’شق‘‘

جہاں زمین قدرے نرم ہو وہاں شق طرز کی یعنی ’صندوقی قبر‘ کھودنا بہتر ہے‘ اس میں قبر کی لمبائی میں ایک گڑھا نہر کی صورت میں درمیان قبر کھودا جائے اور اس میں میت کو رکھ کر اوپر تختہ لگایا جائے اور پھر مٹی ڈالی جائے‘ اس میں بھی مٹی وہی استعمال ہو گی جو اس میں سے نکالی گئی تھی۔

## اندرونی پیمائش

گہرائی: قبر گہری اور صاف ستھری ہونی چاہیے، کم از کم گہرائی عام قد کے آدمی کے سینے تک ہو گی اس سے زیادہ یعنی پورے قد کی جتنی گہری ہو تو زیادہ افضل ہے۔ (بحوالہ مسند احمد‘ سنن النسائی)

چوڑائی: کم از کم چوڑائی بقدر آدھا قد ہونی چاہیے۔

لمبائی: قبر میت کے قد و قامت سے کچھ لمبی کھودی جائے۔

## قبر میں اتارنا

☆ میت کو قبر میں اتارنے والے حضرات مضبوط اور پرہیز گار ہوں۔

☆ میت ہلکی ہو تو دو آدمی اتارنے کے لیے کافی ہیں ورنہ حسب ضرورت تین یا چار آدمی بھی اتار سکتے ہیں۔

☆ عورت کی تدفین کے وقت پردے کا انتظام کرنا ضروری ہے۔

☆ مرد اپنی بیوی کی میت قبر میں اتار سکتا ہے۔

☆ میت کو پائنتی کی طرف سے قبر میں اتارا جائے گا (بحوالہ سنن ابی داوٗد)۔

☆ میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رخ کر کے لٹایا جائے گا (بحوالہ سنن ابی داوٗد)۔

☆ اب کفن کے بندھن کی گرہیں کھول دی جائیں گی اور یہ مسنون الفاظ کہے جائیں گے:

بِسۡمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر (ہم اسے رکھ رہے ہیں)۔

## مٹی ڈالنا

قبر بند ہونے کے بعد تدفین کے وقت جتنے بھی حاضرین ہوں‘ سب دونوں ہاتھوں میں اکٹھے مٹی بھر بھر کر قبر پر سر کی جانب سے ڈالیں گے ایسا تین مرتبہ کرنا مسنون ہے۔ (بحوالہ سنن ابن ماجہ)

## بیرونی ساخت

☆ قبر کی شکل کوہان نما ہو اور اونچائی نہ زیادہ بلند‘ نہ زمین کے برابر ہو۔ (بحوالہ صحیح بخاری‘ سنن ابی داوٗد)

☆ مٹی ڈالنے کے بعد تھوڑا پانی بھی چھڑک دینا چاہیے (بحوالہ بیہقی)۔

☆ قبر کے سر کی طرف علامت کے طور پر پتھر رکھا جا سکتا ہے (بحوالہ سنن ابی داوٗد)۔

☆ قبر پکی بنانا‘ اس پر چبوترا بنانا یا مزار‘ مسجد اور کسی بھی قسم کی تعمیر کرنا مسلمانوں کو منع ہے۔ (بحوالہ صحیح بخاری)

☆ قبر پر کتبہ لگانا اور اس پر نام، تاریخ پیدائش اور وفات، شجرہ یا کسی بھی قسم کی کوئی تحریر لکھنا جائز نہیں (بحوالہ سنن ترمذی)۔

## دورانِ تدفین حاضرین کی ذمہ داری

تدفین کے دوران کسی عالم دین کو لوگوں کے درمیان بیٹھ کر نصیحت کے طور پر آخرت کا تذکرہ کرنا چاہیے، نیز موت کی تعریف اور اس کی حقیقت کو دین کے حوالے سے بیان کرنا چاہیے، حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں:

''ایک انصاری کے جنازے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ (قبلہ رو ہوکر) بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد یوں بیٹھ گئے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں، آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی، جس سے وہ زمین کرید رہے تھے (رسول اللہ ﷺ کبھی آسمان اور کبھی زمین کی طرف دیکھتے، اسی حالت میں آپ ﷺ نے نگاہ کو تین مرتبہ اوپر نیچے کیا) پھر دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ چاہو!'' پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۤ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ: ''اے اللہ! میں عذابِ قبر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں''۔

پھر فرمایا:

جب مومن بندہ اس دنیا سے رخصت ہوکر آخرت کو سدھار رہا ہوتا ہے تو آسمان سے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، روشن چہرے گویا کہ سورج۔ ان کے پاس جنت سے لایا ہوا کفن ہوتا ہے اور جنت ہی کی خوشبو، حدِ نگاہ تک وہ آ کر بیٹھ جاتے ہیں، آخر میں ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر فرماتے ہیں:

''اے پاکیزہ روح! (دوسری روایت میں: مطمئن روح) اپنے پروردگار کی مغفرت وعنایت کے پاس پہنچ''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پھر وہ اس طرح نکلتی ہے جیسے پانی کا قطرہ مشکیزے کے منہ سے ٹپکتا ہے''۔

چنانچہ وہ فرشتہ (ملک الموت علیہ السلام) اسے لے لیتا ہے (ایک دوسری روایت میں ہے: جب وہ روح نکل جاتی ہے تو زمین وآسمان کے درمیان ہر فرشتہ اس کے حق میں دعائے رحمت کرتا ہے اور آسمان کے تمام فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ اس کے استقبال کے لئے آسمان کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں، تمام دروازوں کے نگران اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ اسے ہمارے پاس سے گزارا جائے) جب ملک الموت لے لیتا ہے تو دوسرے فرشتے آنکھ جھپکنے سے پہلے اس سے وصول کر لیتے ہیں، پھر اسے جنتی کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ (الانعام :61)

ترجمہ: ''ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی جان نکال لیتے ہیں اور اپنا فرض ادا کرنے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتے''۔

اس سے دنیا کی بہترین خوشبو کے لپکے اٹھتے ہیں، پھر جب فرشتے اسے لے کر اوپر جاتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ دریافت کرتے ہیں: یہ کس کی اتنی پاکیزہ روح ہے؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں:

''یہ صاحب فلاں بن فلاں ہیں''۔

اس کے خوبصورت ترین نام سے یاد کرتے ہوئے جس سے وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا، اسی طرح وہ فرشتے اسے لے کر آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں، جب

اس کی خاطر دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں تو وہ کھول دیا جاتا ہے' پھر اگلے آسمان تک اس آسمان کے مقرب ترین فرشتے اسے الوداع کہہ کر آتے ہیں' یہی معاملہ ساتویں آسمان تک چلتا ہے۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''میرے بندے کا نامہ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں رکھ دو''۔

وَمَآ اَدْرَاکَ مَا عِلِّیُّوْنَ o کِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ o یَشْھَدُہُ الْمُقَرَّبُوْنَ o (المطففین :21-19)

ترجمہ: ''اور آپ کو کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس کی نگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں''۔

اس کا اعمال نامہ بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں رکھ دیا جاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اسے زمین تک واپس پہنچا دو' میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ میں نے ان کو اسی زمین سے پیدا کیا' اسی میں واپس کروں گا اور اسی سے میں ان کو دوبارہ اٹھاؤں گا''۔

پھر اسے زمین میں واپس کر دیا جاتا ہے' اس کی روح دوبارہ جسم میں ڈال دی جاتی ہے (جب اس کے ساتھی واپس ہو رہے ہوتے ہیں تو یہ ان کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے) اس کے پاس دو (سخت لب ولہجہ والے) فرشتے آتے ہیں وہ اسے سخت انداز میں حکم دے کر بٹھا دیتے ہیں' پھر دونوں اس طرح سوال جواب کرتے ہیں:

وہ سوال کرتے ہیں: مَنْ رَّبُّکَ (تیرا رب کون ہے؟) وہ جواب دیتا ہے: رَبِّیَ اللّٰہُ (میرا رب اللہ ہے) وہ سوال کرتے ہیں: مَادِیْنُکَ (تیرا دین کیا ہے؟) وہ جواب دیتا ہے: دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ (میرا دین اسلام ہے) وہ سوال کرتے ہیں: مَا ھٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ (جو آدمی تمھاری طرف مبعوث کر کے بھیجا گیا' اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟) وہ جواب دیتا ہے: ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (وہ اللہ کا رسول ہے)' وہ سوال کرتے ہیں: وَمَا عِلْمُکَ (تیری معلومات کیا ہیں؟) وہ جواب دیتا ہے: قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَصَدَّقْتُ میں اللہ کی کتاب پڑھ کر ایمان لایا، اور تصدیق کی۔

ایک دوسری روایت کے مطابق: فرشتہ اسے جھنجوڑ کر کہتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ یہ آخری آزمائش ہے جو کسی مومن کو پیش آتی ہے، اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ..... (ابراھیم :27)

ترجمہ: ''ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے' دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی''۔

چنانچہ وہ آدمی جواب میں کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے' میرا دین اسلام ہے' میرے نبی محمد ﷺ ہیں' پھر ایک منادی کرنے والا آسمان میں اعلان کرتا ہے:

''میرے بندے نے سچ کہا' اس کا ٹھکانہ جنت میں بنا دو' اسے جنت کا لباس پہنا دو' اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو''۔

چنانچہ جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اس کے پاس آنے لگتی ہیں' اس کی قبر حدِ نگاہ تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''اور اس کے پاس ایک خوش شکل آدمی آتا ہے' جس کے کپڑے بھی خوبصورت اور خوشبو بھی عمدہ' وہ آ کر کہتا ہے: تجھے خوش کن خبر کی بشارت دیتا ہوں (اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خوشخبری اور ایسے باغات کی خوشخبری جس کی نعمتیں ہمیشہ رہیں گی) اسی دن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا' چنانچہ وہ بھی جواباً کہے گا: اللہ تعالیٰ تجھے بھی خوش وخرم رکھے' تم ہو کون؟ تمھارا چہرہ تو کوئی اچھی خبر ہی لا سکتا ہے' وہ جواب دیتا ہے: میں تیرا نیک عمل ہوں' (بخدا میں تو اتنا ہی تجھے جانتا ہوں کہ تم اللہ کی اطاعت میں جلدی کرنے والے اور اس کی نافرمانی میں بہت سُست واقع ہوئے ہو' اللہ تعالیٰ تجھے بہتر بدلہ دے گا) پھر اس کے

سامنے جنت اور دوزخ کا دروازہ کھل جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے اگر تم اللہ کی نافرمانی کرتے تو تمھارا یہ مقام ہوتا (دوزخ والا) اس کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اب یہ (جنت والا مقام) تمھیں دے دیا ہے''۔

وہ جب جنت کی نعمتوں کو دیکھتا ہے تو درخواست کرتا ہے: اے رب قیامت جلد بپا کردے تاکہ میں اپنے اہل و مال تک پہنچ سکوں' اسے جواب ملتا ہے ''ابھی آرام کرو''۔

اور جب کافر (دوسری روایت میں بدکار) اس دنیا سے رخصت ہوکر آخرت کو سدھار رہا ہوتا ہے تو آسمان سے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں (بڑے سخت اور طاقتور) ان کے چہرے کالے ہوتے ہیں' ان کے پاس جہنمی ٹاٹ ہوتے ہیں، حدِ نگاہ تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں' آخر میں ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں' اس کے سر کے پاس بیٹھ کر کہتے ہیں: اے خبیث روح' اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصے کے پاس پہنچو' پھر اس کے جسم میں داخل ہوکر اس کی روح نکالتے ہیں' جیسے نوک دار سیخ بھیگی اون سے نکالی جائے' اس کی وجہ سے رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں' (زمین و آسمان کے درمیان اور آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت بھیجتا ہے' آسمان کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں' ہر دروازے کا نگران اللہ تعالیٰ سے استدعا کرتا ہے کہ یہ روح یہاں سے نہ گزاری جائے) ملک الموت اسے نکال لیتا ہے' آنکھ جھپکنے سے پہلے دوسرے فرشتے اس کے ہاتھ سے لیکر اس ٹاٹ میں رکھ لیتے ہیں' اس ٹاٹ سے ایسی بدبو آتی ہے جیسے زمینی سڑے گلے مردار کی ہو' فرشتے اس روح کو لے کر اوپر جاتے ہیں' فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ کس کی خبیث روح ہے؟ فرشتے اس کا بدترین قسم کا دنیاوی نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے' اس طرح وہ آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتے ہیں' جب اس کی خاطر دروازہ کھولنے کی درخواست کی جاتی ہے تو کھولا نہیں جاتا' اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ۝ (الاعراف: 40)

ترجمہ: ''ان کے لیے آسمان کے دروازے ہرگز نہ کھولے جائیں گے اور ان کا جنت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا''۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اس کا نامۂ اعمال قید خانے کے دفتر میں رکھ دو، جو کہ سب سے نچلی زمین میں ہے پھر فرمایا جاتا ہے: میرے بندے کو زمین میں واپس کردو' میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اسی سے انھیں پیدا کروں گا' اسی میں واپس کروں گا اور یہیں سے دوبارہ اٹھاؤں گا' چنانچہ برے طریقے سے اس کی روح کو آسمان سے نیچے پھینک دیا جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ اس کے جسم پر آکر گرتی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۝ (الحج :31)

ترجمہ: ''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے' تو گویا وہ آسمان سے گر گیا' اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جاکر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے''۔

''اس کی روح واپس کردی جاتی ہے' (فرمایا: جب اس کے ساتھی واپس ہورہے ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے' اس کے پاس دو (سخت مزاج) فرشتے آتے ہیں' پھر اسے (جھنجوڑ کر) بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں' ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ جواب میں انتہائی پریشانی سے ''مجھے نہیں معلوم'' کہتا ہے' پھر وہ پوچھتے ہیں ''تیرا دین کیا ہے؟'' وہ پھر پریشانی کے ساتھ کہتا ہے ''مجھے خبر نہیں'' وہ پھر پوچھتے ہیں کہ جو آدمی تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو اسے نام کا بھی نہیں پتہ ہوتا' جب بتایا جاتا ہے کہ ''محمد'' ﷺ ہیں تو وہ پریشانی کے عالم میں کہتا ہے' مجھے تو خبر نہیں (البتہ لوگوں کو ایسا کہتے سنا ہے' اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو خود پہچان سکا اور نہ تو نے کسی کی پیروی کی) آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس کے لیے آگ کا بستر لگا دو اور آگ کی طرف اس کا دروازہ کھول دو' چنانچہ اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لو آتی ہے' اس کی قبر اس حد تک

تنگ ہوجاتی ہے کہ اس کی پسلیاں باہم پھنس جاتی ہیں' اس کے پاس بدنما چہرے کا آدمی آتا ہے' جس کے کپڑے بھی بہت گندے ہوتے ہیں' سڑاند اٹھ رہی ہوتی ہے' وہ آکر کہتا ہے ایک تکلیف دہ خبر ہے' یہ وہی دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا' اور یہ اسے کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تجھے بھی تکلیف دہ خبر سے دوچار کرے' تم ہوکون؟ ایسا چہرہ تو کوئی بری خبر ہی لاسکتا ہے' وہ جواباً کہتا ہے: میں تیرا خبیث عمل ہوں ''بخدا میری معلومات میں تُو نیکی میں بڑا سُست اور برائی کے معاملے میں بڑا چست تھا'' چنانچہ اللہ تعالیٰ تجھے برا ہی بدلہ دے گا' پھر اس کے اوپر ایک اندھا' گونگا' بہرا داروغہ مقرر کردیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کی ایسی سلاخ ہوتی ہے کہ اگر پہاڑ پر بھی ماری جائے تو اس کو ریزہ ریزہ کردے' پھر وہ ایک ایسی کاری ضرب لگاتا ہے جس سے وہ ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ سابقہ حالت میں کردیتا ہے' پھر وہ دوبارہ ایک اور ضرب لگاتا ہے جس کی تکلیف سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن وانس کے علاوہ ہر جاندار سنتا ہے' اس کے لیے آگ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور آگ کا ہی بچھونا ہوتا ہے، (ایسے تکلیف دہ عذاب میں ہونے کے باوجود) وہ استدعا کرتا ہے: اے پروردگار قیامت بپا نہ ہو'' (سنن ابی داؤد' النسائی' ابن ماجہ)۔

☆ تدفین کے بعد کچھ دیر وہیں ٹھہرے رہنا' اور میت کے لیے استغفار اور منکر ونکیر کے سوال جواب پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرنا مسنون ہے دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابَتِ کَمَا ثَبَّتَهُ فِیْ الدُّنْیَا

ترجمہ: ''اے اللہ! اسے ثابت قدم رکھیں' قول ثابت پر جیسا کہ اسے دنیا میں ثابت قدم رکھا ہے'' (بحوالہ سنن ابی داؤد)۔

## متفرق احکامات

☆ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ مرنے سے پہلے اپنی قبر تیار کروالے' البتہ اپنے علاقے کے اندر کسی جگہ پر دفنائے جانے کے متعلق وصیت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بقیع کے قبرستان میں اور حضرت عمرؓ نے آخر وقت میں حجرہ عائشہؓ میں رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں دفن کیے جانے کی تمنا کی تھی۔

☆ مومن میت کے اعضاء وغیرہ توڑنا یا کاٹنا منع ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مومن میت کی ہڈی توڑنے (کا گناہ) زندہ مومن کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے''۔ (سنن ابی داؤد)

☆ میت کو حنوط کرنے یا جلانے کی اسلام میں اجازت نہیں ہے۔

☆ سمندر کے سفر میں اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور خشکی کا مقام اتنی مدت کی مسافت پر ہو کہ میت کے گلنے سڑنے کا امکان ہو' تو غسل وکفن اور نماز جنازہ پڑھنے کے بعد اس کو وزنی چیز سے باندھ کر سمندر میں ڈال دیا جائے۔

☆ اسی طرح خشکی کے علاقوں میں بھی دور دراز کے ملک سے میت کو اپنے ملک لاکر دفن کرنا یا آبائی گاؤں لے کر جانے کے لیے دشوار گزار پہاڑی یا میدانی علاقوں میں دفنانے لے جانا غلط ہے۔

حضرت عائشہؓ کے بھائی کی حبشہ میں وفات ہوگئی وہاں سے ان کی میت آئی تو بڑے افسوس سے فرمانے لگیں: ''مجھے صرف اس بات کا غم ہے کہ میرے بھائی کو اس کے مرنے والی جگہ پر ہی کیوں نہ دفن کیا گیا'' (بیہقی)۔

فقہائے کرام نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر مرنے والا اپنے بارے میں یہ وصیت بھی کرے کہ 'میری میت کو میرے ملک یا میرے شہر میں لے جاکر دفنایا جائے' تو اس پر عمل نہ کیا جائے' کیونکہ نقلِ جسد 'جنازہ لے جانے میں جلدی کرو' والے حکم کے خلاف ہے (الاذکار نووی 150)۔

☆ مسلمان کو کافر کے ساتھ اور کافر کو مسلمان کے ساتھ دفن نہ کیا جائے' بلکہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے قبرستان الگ الگ ہونے چاہئیں'

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے ہی ایسا ہوتا چلا آیا ہے‘ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ ایک صحابی ابن الخصاصیہ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے جب مشرکوں کے قبرستان کے قریب سے گذرے تو فرمایا: ’’یہ لوگ بہت ساری خیر سے محروم رہے ہیں‘‘ تین مرتبہ یہ جملہ فرمایا‘ بعد میں آپ ﷺ مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا: ’’ان لوگوں کو بہت بھلائی مل گئی ہے‘‘ یہ جملہ بھی تین مرتبہ دہرایا (بحوالہ سنن النسائی)۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| زندگی | : | غیر مومن کے لیے جینے کا پُر لطف موقع | مومن کے لیے ابتلا و آزمائش کی یلغار |
| موت | : | غیر مومن کے لیے خسارہ عظیم | مومن کے لیے رب سے شرفِ ملاقات |
| دنیا | : | غیر مومن کے لیے عیاشی کا گھر | مومن کے لیے کٹھن امتحان گاہ |
| آخرت | : | غیر مومن کے لیے خیالِ خام | مومن کے لیے لافانی منزلِ مراد |

# قبر کا قیام

قبر میں مدفون میت سے فرشتوں کے سوالات اور قبر کا عذاب و آرام برحق اور سچ ہیں۔ انسان جو روح اور جسم سے مل کر وجود میں آیا۔ اس کی زندگی کا آخری اور لافانی دور تو وہی ہے جو یوم حساب کے فیصلوں کے بعد شروع ہوگا' اس دور کے علاوہ اس کی زندگی جن مختلف ابتدائی ادوار سے گزرتی ہے وہ سب نہ صرف فانی ہیں بلکہ آگے کو رواں دواں ہونے کی صفت کی وجہ سے ان کے واپس پلٹنے کی گنجائش نہیں' خالق نے جسم بنایا' روح ڈالی وہ روح جو عالم امر میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کر رکھی تھی۔ قرآن پاک میں اس کا تذکرہ اللہ رب العزت یوں فرماتے ہیں:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ ۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰی ۚ

شَھِدْنَا...... (ابراھیم :172)

ترجمہ: ''اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے ان ہی کی جانوں کے بارے میں اقرار لیا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں ہم سب اس پر گواہ ہیں''۔

جسم بنایا گیا' روح ڈالی گئی' پہلا دور -- بے بس بچہ -- پھر بھاگتا دوڑتا بچہ -- بچپن بھی گزر گیا' جوان ہوا -- پھر جوانی گذر گئی' بوڑھا ہوا -- اور پھر بڑھاپا فنا کی اس دہلیز پر لے آیا جہاں سے ایک اور اگلی منزل (عالم برزخ) میں داخل ہونا ہے' یہ بھی عارضی دور ہے لیکن یہاں روح نے بدن کا غلاف اُتار پھینکا' روح کے محسوسات ختم نہیں ہوئے لیکن ان کا اظہار کرنے والا جسم خالق کے اگلے حکم تک کے لیے ختم ہو گیا۔

وہ انسان جو جسم پر اپنا اختیار رکھتا تھا' مرضی سے اسے جہاں چاہے لیے پھرتا تھا' اب اس اختیار سے محروم کر دیا گیا ہے' اسے اب اپنی مرضی سے اُس عالم سے نکلنے کی اجازت نہیں جہاں وہ اب پہنچا دیا گیا ہے' اب اس کا گذشتہ عمل اس کی قید یا رہائی کا سبب بنے گا' اگر عمل برا تھا تو قیدِ سجین اور عمل احسن تھا تو علیّین کی مراعات حاصل کرنے کا حقدار بن گیا۔

## قبر میں راحت یا تکلیف

جو لوگ مرنے کے بعد ایک اور قسم کی زندگی یا اس کے محسوسات کو سمجھنے سے قاصر ہیں ان کے لیے دعوت غور و فکر ہے کہ اچھے برے خواب' جادو کے اثرات' نظر بد کا لگ جانا یہ سب کیا کوئی مادی حیثیت رکھتے ہیں' یا صرف روح ان سے متاثر ہوتی ہے؟ اگر ہم ان کو بلا تامل مان لیتے ہیں تو پھر موت کے بعد قبر کی جزا' سزا اور روح کا ان سب کو محسوس کرنا' (کیونکہ موت جسم کی ہے روح کی نہیں) ان سب کو بھی مان لینا چاہیے اور اسے مسلمان کے عقیدہ و ایمان کا حصّہ ہونا چاہیے جبکہ قرآنی آیات کے علاوہ بہت سی احادیث بھی اس پر استدلال کے لیے موجود ہیں۔

## قرآنی آیات اوراحادیث سے حوالے

قرآنی آیات اوراحادیث کے حوالے سے اس موضوع کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(1) فرشتوں کے سوالات

(2) عذاب قبر

(3) عمدہ میزبانی

## (1) فرشتوں کے سوالات

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ..... (ابراھیم :27)

ترجمہ:''ایمان والوں کواللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے' دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی''۔

اور پھر قرآن پاک ہی میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حم السجدہ :30)

ترجمہ:''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو''۔

آ یئے ہم اس قول ثابت کو یاد کرلیں۔

رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ

ترجمہ:''میرا رب اللہ ہے' میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں' میں اللہ کی کتاب پڑھ کر ایمان لایا اور میں نے تصدیق کی''۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب میت دفن کرنے سے فارغ ہوجاتے تو فرماتے:

''اپنے بھائی کے لیے بخشش اور (سوال وجواب میں) ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جارہا ہے'' (سنن ابی داوٗد)۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب میت دفن کی جاتی ہے' تو اس کے پاس دو سیاہ آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نکیر ہے، دونوں اس سے پوچھتے ہیں:''تم اس آدمی محمد ﷺ کے بارے کیا کہتے ہو؟'' وہ کہتا ہے کہ''محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں' دونوں فرشتے جواب میں کہتے ہیں''ہم سمجھتے تھے کہ تم یہی جواب دوگے'' پھر اس کی قبر ستر درستر ہاتھ فراخ کردی جاتی ہے اور اسے روشن کردیا جاتا ہے' پھر بندے سے کہا جاتا ہے'سوجاؤ' وہ کہتا ہے:'میں اپنے اہل وعیال میں واپس جا کر انھیں (اپنی مغفرت کی) خبر دینا چاہتا ہوں' فرشتے جواب میں کہتے ہیں (یہ ممکن نہیں بلکہ اب تم) دلہن کی نیند جیسی (پرسکون) نیند سوجاؤ' جسے اس کے محبوب کے علاوہ کوئی نہیں جگاتا (چنانچہ وہ سوجاتا ہے)'' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اسے اس کی قبر سے اٹھائے گا' اگر مرنے والا منافق ہو،تو وہ فرشتوں کے سوال وجواب میں کہتا ہے:'محمد ﷺ کے بارے میں میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا (اس کے علاوہ) میں کچھ نہیں جانتا' دونوں فرشتے کہتے ہیں'ہمیں معلوم تھا تم یہی جواب دوگے' پھر زمین کو حکم دیا جاتا ہے''تنگ ہوجا'' چنانچہ وہ تنگ ہوجاتی ہے اور

اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں' منافق اپنی قبر میں قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہے''۔ (سنن ترمذی)

پچھلے صفحات پر حضرت براء بن عازب کی روایت کردہ حدیث پاک میں تفصیلاً اس حوالے سے ذکر ہو چکا ہے۔

معلوم ہوا یومِ حساب (اعمال نامے کھلنے) سے بہت پہلے ہی قبر میں منکر نکیر کے سوالات ایک طرح کی ''زبانی جانچ پڑتال'' کا امتحان ہے اور چونکہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے' اس لیے جو پہلی منزل پر اس ہلکے سے انٹرویو نما ٹیسٹ میں کامیاب ہو گیا تو اسے اگلی ''یونیورسٹی'' میں آسانی سے داخلہ مل جائے گا اور اسی انٹرویو کی بنیاد پر قیامت سے پہلے تک کے قیام کے لیے عِلِّیِّین یا سِجِّیْن کی کلاس کے ساتھ شامل کیے جانے کا اہل ہو گا۔

## عذابِ قبر

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ o اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۖ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ o (المؤمن :46-45)

ترجمہ:''اور آ گھیرا آل فرعون کو بدترین عذاب نے' وہ دوزخ کی آگ ہے' جس پر پیش کیے جاتے ہیں وہ صبح و شام اور جس دن برپا ہوگی قیامت کی گھڑی (حکم ہوگا) داخل کرو آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں''۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ o (التوبہ :101)

ترجمہ:''ہم ان کو دوبار سزا دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے''۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ o ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ o (الانفال :51-50)

ترجمہ:''اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو جب فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ان کے چہرے اور پہلوؤں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ اب عذاب آتش (کا مزہ) چکھو' یہ اس (بدکرداری) کی وجہ سے ہے جسے تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے''۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ .... (الانعام :93)

ترجمہ:''اور کاش تم اس وقت دیکھو جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے' اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے' کہ ہاں اپنی جانیں نکالو' آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی''۔

وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ o ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۚ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ o الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۖ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ ۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ o (النحل :29-28-27-26)

ترجمہ:''اور ان کے پاس عذاب وہاں سے آ گیا جہاں کا انھیں وہم و گمان بھی نہ تھا پھر قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ انھیں رسوا کرے گا' اور فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے تھے' جنہیں علم دیا گیا تھا وہ پکار اٹھیں گے کہ آج تو کافروں کو رسوائی اور برائی چمٹ گئی' وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں' فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں اس وقت وہ جھک جاتے ہیں کہ ہم برائی نہیں کرتے تھے کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے، پس اب تو ہمیشگی کے طور پر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ''۔

## آگ یا باغ

فرعون اوراس کی آل کو صبح وشام آگ پر پیش کیے جانے والی آیت مبارک سے مماثلت رکھتی ہوئی ایک حدیث پاک ہے کہ: ''مرنے والے کو صبح و شام اس کا ٹھکانہ دوزخ یا بہشت دکھا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی'' (بحوالہ بخاری ومسلم)۔

نیز یہ کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے'' (سنن ترمذی)۔

اوپر ذکر کی گئی آیات میں ''کاش تم دیکھو'' سے بات اسی لیے شروع کی گئی ہے کہ قبر کی آگ اور باغ و بہار کا مشاہدہ اہل دنیا کر ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ دنیا کی چیزوں سے مشابہت نہیں رکھتیں' اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی قبر کی مٹی اور پتھروں کو میت کے لیے بھڑکا سکتا ہے اسی طرح کوئی دوسری قبر کسی میت کے لیے راحت افزا مقام بن سکتی ہے' بلکہ ایک ہی قبر میں دو میتیں دفن ہوں تو ایک کے لیے یہ قبر جہنم کا گڑھا ہے مگر اس کی گرمی کا احساس اس کے خوش نصیب پڑوسی کو نہیں ہوتا اور جس کے لیے یہی قبر جنت کا باغ ہے۔اس کی نعمتوں کا احساس اس کے بدنصیب پڑوسی کو نہیں ہوتا۔

## ایمان بالغیب

اللہ تعالیٰ کی قدرتیں تو اس سے بھی زیادہ وسیع اور حیرت انگیز ہیں' ہمارا محدود علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر جن کو اللہ تعالیٰ تسلیم و یقین کی توفیق دے وہ جھٹلایا نہیں کرتے یہی ایمان بالغیب ہے۔

## انبیاء اور غیب

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے خاص اور غیر معمولی کام لینا ہوتا تھا اس لیے انھیں خاص صلاحیتیں عطا کر کے ان پر کچھ ایسے غیبی حقائق منکشف کر دیے جاتے تھے جو عام آدمی کے مشاہدہ میں نہیں آ سکتے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی نجار کے قبرستان میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے بنی نجار کے ان مُردوں کی آوازیں (چیخ و پکار) سنیں جو کہ زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے' انھیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا تو آنحضور ﷺ گھبرا کر وہاں سے نکل آئے اور اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کریں'' (مسند احمد)۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم (اپنے مردوں کو) دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا وہ تمھیں عذاب قبر سنوا دیتا'' (صحیح مسلم)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز نصف دن گزرے (اپنے حجرہ مبارکہ سے) باہر نکلے اس حال میں کہ آپ ﷺ چادر میں لپٹے ہوئے تھے' اور آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور آپ ﷺ بلند آواز سے فرما رہے تھے: ''اے لوگو! اگر تم جان جاتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے' اے لوگو! عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو بیشک عذاب قبر برحق ہے'' (مسند احمد)۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اہل قبور کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے ایسا کہ اس کو تمام جانور سنتے ہیں''۔ (سنن نسائی)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطلحہؓ کے باغ میں تشریف لے گئے' حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے تھے' آپ ﷺ کا گزر ایک قبر کے قریب سے ہوا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال جو میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو؟ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے' دریافت کرنے پر معلوم ہوا اس قبر میں یہودی مدفون تھا'' (مسند احمد)۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''(قبر میں) کافر کے پاس دو سانپ بھیجے جاتے ہیں، ایک اس کے سر کی طرف آتا ہے اور دوسرا اس کے پاؤں کی طرف، وہ اسے بار بار ڈستے رہتے ہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی'' (مسند احمد)۔

## قبر کی میزبانی

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o النحل :32)

ترجمہ: ''وہ جن کی جانیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں وہ انہیں کہتے ہیں کہ تمھارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے' جاؤ جنت میں اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے تھے''۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ o بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَo (یٰس :27-26)

ترجمہ: ''اس سے کہا گیا کہ جنت میں چلا جا' کہنے لگا کاش! میری قوم کو بھی علم ہو جاتا کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں سے کر دیا''۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o (حم السجدہ :30)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو''۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْo وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ o

(الفجر :30-27)

ترجمہ: ''اے اطمینان والی روح! تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش' پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا' اور میری جنت میں چلی جا''۔

یہ بات نفس مطمئنّہ سے تین مواقع پر کہی جائے گی۔

- ☆ موت کے وقت۔
- ☆ قیامت کے روز جب وہ دوبارہ اٹھ کر میدان حشر کی طرف چلے گا۔
- ☆ جب اللہ کی عدالت میں پیش ہونے کا موقع آئے گا۔

غرض ہر مرحلے پر اسے اطمینان دلایا جائے گا کہ وہ اللہ کی رحمت وعنایت کی طرف جا رہا ہے۔ یہ وہ کامیاب وکامران ہستیاں ہوں گی جو اس مشن میں کامیاب رہیں جس کے لیے انھیں دنیا میں بھیجا گیا تھا ان بانصیب ہستیوں میں انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین شامل ہیں' ان کے اعمال بہترین اعمال والے رجسٹر یا دفتر ''عِلّیّین'' میں جمع ہیں۔ ان کے ساتھ قبر میں بھی بہترین میزبانی کی جائے گی' بہرحال قبر کی آسائشیں اور آرام کوئی انہونی بات نہیں اگرچہ ہم زندہ ہوتے ہوئے اس کا تصور نہیں کر سکتے' مگر تاریخ اس پر گواہ ہے کہ اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی قبریں اگر اتفاقیہ یا بوجہ کسی خاص مجبوری کھولی

گئیں تو ان کے جسم تر و تازہ اور مہکتے ہوئے پائے گئے۔ اسی طرح بہت سے واقعات و حالات میں چشم دید گواہوں کے بیان کے مطابق شہدا کے جسم کئی سالوں بلکہ صدیوں کے گذر جانے کے باوجود اتنے محفوظ اور تازہ دیکھے گئے کہ ان پر زندوں کا گمان ہوتا تھا' اس طرح رسول کریم ﷺ کے قول مقدس کی صداقت ثابت ہو جاتی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (ابو داؤد)

ترجمہ: ''بے شک اللہ نے زمین کے لیے حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو (قبروں میں) کھائے''۔

یہی معاملہ اللہ کے مقرب بندوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔

## سچا واقعہ

کہا جاتا ہے: 1935ء میں عراق کے حکمران شاہ فیصل اول اور عراق کے مفتی اعظم دونوں کو یکے بعد دیگرے خواب آئے جس میں رسول اللہ ﷺ کے دو صحابہ کرامؓ ان دونوں کو اپنی قبروں میں دریا کے پانی کی آمد کی اطلاع اور ان کے اجسام کو وہاں سے کہیں اور منتقل کرنے کی تلقین کر رہے تھے' یہ دونوں اصحاب حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت حذیفہؓ بن یمان تھے' کئی دفعہ متواتر یہی خواب آنے کے بعد علماء اور دیگر حکام وقت کے باہم مشورہ سے صحابہ کرامؓ کے جسموں کو وہاں سے منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا' حج کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے یہ کام اس موقع پر آنے والے زائرین کی موجودگی میں عمل میں لایا گیا' پروگرام کے مطابق جب قبریں کھولی گئیں تو لاکھوں مسلمانوں کو یہ تاریخی منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا' دونوں صحابہ کرامؓ کے جسم محفوظ تھے' یہاں تک کہ کفن اور ریش مبارک کا بال بال محفوظ تھا اور آنکھوں کی چمک تک برقرار تھی۔ (بحوالہ جریدہ ''تکبیر'' ۷ نومبر ۱۹۹۱ء ''مشاہدات بلاد اسلامیہ'' از محمودہ عثمان حیدر صفحہ ۵۳۔۶۴) یہ واقعہ بھی کلام اللہ میں شہداء کے متعلق وعدہ اور اس کی صداقت کا حقیقی ثبوت ہے۔

شہداء کے اجسام کے محفوظ رہنے کے واقعات جہاد کشمیر' پاک بھارت جنگوں اور جہاد افغانستان میں بھی اکثر مشاہدہ میں آئے۔

ایک عام بندۂ مومن جو تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ زندگی گذارتا ہے اس کے لیے بھی مرنے کے بعد اچھے حال کی خوشخبری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب مومن دفن کیا جاتا ہے' تو قبر کہتی ہے کہ تجھے خوش آمدید ہو' مجھ پر چلنے والے لوگوں میں سے تو مجھے سب سے زیادہ عزیز تھا آج جب کہ تجھے بے بس کر کے میرے حوالے کر دیا گیا ہے' تو میرا احسن سلوک دیکھ لے گا' چنانچہ قبر اس آدمی کی حد نگاہ تک فراغ ہو جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے'' (سنن ترمذی)۔

## عذاب قبر سے پناہ

**دعائیں:** رسول اللہ ﷺ خود بھی عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی ایسی دعائیں سکھائیں' اور اکثر پڑھتے رہنے کی تلقین فرمائی۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انھیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح انہیں قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے۔ (نسائی)

(یہ دعائیں کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)۔

**پہرہ:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر فوت شدہ کا عمل ختم ہو جاتا ہے' البتہ (جنگ میں دشمن کی) نگرانی کرنے والے کا عمل بڑھتا رہے گا اور وہ قبر میں منکر نکیر کی آزمائش سے محفوظ رہے گا''

(سنن ابی داؤد)۔

**شہادت:** شہادت فی سبیل اللہ پانے والا جن چھ انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے ان میں ایک عذاب قبر سے نجات بھی ہے (بحوالہ ترمذی)۔

**سورۃ الملک:** اس سورۃ کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو اس سورۃ کو ہر رات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے بچا لیتا ہے'' (ابن ماجہ)۔

**غیبت سے بچنا، طہارت کا خیال کرنا:** غیبت کرنا اور پیشاب کی چھینٹوں کا خیال نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہو سکتا ہے اس لیے ان سے بچنا چاہیے (بحوالہ بخاری)۔

**جمعہ کا دن یا رات:** رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو، اللہ تعالیٰ اسے فتنہ قبر سے محفوظ کر دیتا ہے'' (سنن ترمذی)۔

حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن آدمی کے پاس اس کا کھلا ہوا نامہ اعمال لایا جائے گا' (وہ اس کو پڑھے گا) پھر کہے گا ''اے میرے رب! میں نے دنیا میں فلاں فلاں نیک کام کیے تھے وہ تو اس میں نہیں ہیں؟''

اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ ''لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے وہ نیکیاں تمھارے نامہ اعمال سے مٹا دی گئیں ہیں''

(ترغیب وترہیب)

# تعزیت

## تعریف

میت کے متعلقین کو تسلی وصبر کی تلقین کرنا' تاکہ وہ شدت غم میں کمی محسوس کریں' اس نقصان پر آخرت میں اجروثواب کی امید دلانا' مرحوم کی خوبیوں کا تذکرہ' پسماندگان سے ہمدردی وتعاون کا اظہار نیز میت اور پسماندگان کے حق میں دعا کرنا' یہ سب ''تعزیت'' کہلاتا ہے۔

## فضیلت

تعزیت کرنا مسنون اور باعث اجروثواب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی مسلمان بھائی کی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا اور تسلی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں قیامت کے دن اسے عزت وکرامت کا لباس پہنائے گا'' (صحیح بخاری)۔

کسی بھی مصیبت کے وقت میں مصیبت زدہ کو تسلی دینا اسلامی ہمدردی کا شعار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی مسلمان کو تسلی دیتا ہے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا مصیبت زدہ کو ملتا ہے'' (ابن ماجہ)۔

تعزیت کے وقت کیا کرنا چاہیے؟ ہمارے دین نے اس موقع کے لیے بھی ہمیں بہترین آداب سکھائے ہیں۔

## کیا کہا جائے؟

تعزیت کے لیے متاثرین کے پاس جانے سے پہلے اپنے آپ کو تیار کرلیں کہ آپ نے وہاں جا کر کیا کہنا ہے اور کیسے کہنا ہے' اس موقع پر ہمارے ہاں عام طور پر ''افسوس'' کرنے کا رواج ہے اور مرحوم کے اہل خانہ کے پاس جا کر بھی عموماً صرف یہی الفاظ ''بڑا افسوس ہوا'' کہہ کر تعزیت کا اظہار مکمل سمجھ لیا جاتا ہے۔ تعزیت کے اظہار کے لیے کچھ قرآنی آیات اور چند احادیث کا انتخاب بھی کر لیا جائے' جن کا حوالہ دے کر متاثرہ خاندان سے بات کرنے میں بہترین مدد مل سکتی ہے۔ مثلاً

## قرآنی آیات

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ (الرحمٰن :26)

ترجمہ: ''جتنے یہاں ہیں سب فانی ہیں''۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (ال عمران :185)

ترجمہ: ''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔

اہل میت کا دل غم کی شدت میں اس یاددہانی سے قرار پکڑے گا کہ یہ سانحہ صرف ان پر نہیں گزرا بلکہ یہ دستور قدرت ہے اور کبھی نہ کبھی یہ وقت سب پر آنے والا ہے۔

اسی طرح مندرجہ ذیل آیات سمجھنے سے تقدیر کے لکھے پر ایمان مضبوط ہوتا ہے اور انسان اس کٹھن اور صبر آزما وقت میں غم کو سکون کے ساتھ برداشت کرنے کے قابل ہونے لگتا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ ..... (الحدید :23-22)

ترجمہ:''جو مصائب بھی روئے زمین پر آتے ہیں اور جو آفتیں بھی تم پر آتی ہیں وہ سب اس سے پہلے کہ ہم انھیں وجود میں لائیں' ایک کتاب میں (لکھی ہوئی محفوظ اور طے شدہ) ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات اللہ کے لیے آسان ہے تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہوجایا کرو''۔

تعزیت کے الفاظ میں صبر کرنے کی تلقین کو ضرور مدنظر رکھا جائے اور ہوسکے تو صبر کے متعلق چند ارشادات کو بھی اظہار تعزیت کے وقت گفتگو کا حصہ بنایا جائے (صبر کے زیر عنوان صفحہ ملاحظہ فرمائیں)۔

## مسنون الفاظ

ہمیں بہت سی احادیث مبارکہ سے بھی مصیبت اور غم میں حوصلہ بڑھانے سے متعلق مثالیں ملتی ہیں۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور اللہ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لیے) آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے پس جو لوگ اللہ کی رضا پر راضی ہیں اللہ بھی ان سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں' اللہ بھی ان سے ناراض ہوجاتا ہے''۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث پاک میں ہے۔حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے پیغام بھیجا کہ ان کی بچی یا بچہ حالت نزع میں ہے' اس لیے آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں' آپ ﷺ نے واپسی کے پیغام میں سلام بھیج کر فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ مَآ اَخَذَ وَلَهٗ مَآ اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ (صحیح بخاری)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ جو بھی لیتا ہے یا دیتا ہے یقیناً وہ اسی کا ہے' اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے' لٰہذا صبر کرو اور اجر کی طلبگار رہو''۔

یا پھر یوں بھی کہہ سکتے ہیں:

اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَآءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ (الاذکار للنووی)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ تمھیں اجر عظیم دے اور تمھیں بہت اچھی تسلی عطا فرمائے اور تمھاری میت کو بخشے''۔

## خوبیوں کا تذکرہ

مرحوم کی خوبیوں' اچھی عادات' نیکی کے کاموں میں شمولیت اور حقوق وفرائض جو وہ ادا کرگیا' کا تذکرہ ایسے انداز سے کریں کہ لواحقین اس کی جدائی سے خلا محسوس کرنے کی بجائے یہ تسلی اور قرار پکڑیں کہ مرنے والا ان کے ساتھ دنیا اچھی نبھا گیا اب ہم نے بھی ایسے ہی کام کرکے اس کے لیے صدقہ جاریہ بننا ہے۔

## ہمدردی و تعاون

مرحوم کے اہل خانہ سے اظہار ہمدردی کے ساتھ ساتھ جو خدمت اور تعاون کر سکتے ہوں ضرور کریں بعد میں بھی کچھ عرصہ تک گاہے بگاہے ان کے مسائل دریافت کرتے رہیں۔ اگر مستحق ہوں تو مالی امداد بھی کریں۔

## بچوں کی دل جوئی

قریبی لواحقین میں اگر بچے بھی ہیں تو ان کی دل جوئی کی ہر ممکن کوشش کریں اور انھیں اس غمزدہ ماحول سے نکال کر کچھ دیر گھما پھرا لائیں' تا کہ ان کی پریشانی اور اضطراب میں کمی واقع ہو۔ پھر جب ان میں حالات کو سمجھنے کی قوت بحال ہو تو انھیں آخرت کی زندگی' صبر کرنے کی جزا اور بہتر انسان بن کر زندگی گذارنے سے متعلق معلومات دیں۔ انھیں اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت اور احسانات وانعامات یاد کرا کر نئے عزم کے ساتھ زندگی گذارنے کا سبق سکھائیں۔

## کھانا بھجوانا

جس گھر میں وفات ہو ان کے ہاں کھانا بھجوانا مسنون ہے۔ رشتہ دار یا پڑوسی اس کا انتظام کر سکتے ہیں۔ لیکن اہل میت خود تعزیت کے لیے آنے والوں یا مسافروں کے لیے کسی ضیافت وغیرہ کا اہتمام نہ کریں۔ حضرت جعفر طیارؓ جب شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جعفر کے گھر والوں کو کھانا بھجوا دو' اس لیے کہ آج وفورِ غم میں ان کے گھر والے کھانا نہ پکا سکیں گے'' (ابوداؤد)۔

## تلبینہ سے غم میں کمی

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی عادت تھی جب ان کے عزیزوں میں کسی کی وفات ہو جاتی اور عورتیں جمع ہوتیں پھر چلی جاتیں مگر گھر والے اور خاص خاص قریبی لوگ رہ جاتے تو وہ تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں (تلبینہ (حریرہ) آٹے اور دودھ یا بھوسی اور دودھ سے بنایا جاتا ہے اس میں شہد بھی ڈالتے ہیں) پھر ثرید بنا کر (شوربے میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر پکانا) تلبینہ اس پر ڈال دیا جاتا پھر حضرت عائشہؓ فرماتیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے:

''تلبینہ سے بیمار کے دل کو تسکین ہوتی ہے جس سے اس کا غم کسی قدر ہلکا ہو جاتا ہے'' (صحیح بخاری)

## تعزیت کی مدت

سوگ کے برعکس تعزیت تین دن تک محدود نہیں' اگر کسی مجبوری سے شروع دنوں میں تعزیت کے لیے نہیں جا سکے یا کسی اور جگہ مرحوم کے متعلقین سے ملاقات نہیں ہو سکی (جیسا کہ گھر کے علاوہ کسی اور جگہ ملاقات ہو جانے پر بھی تعزیت کی جا سکتی ہے) تو جب بھی موقع ملے تعزیت کر سکتے ہیں۔

## پیغام تعزیت

فاصلہ یا وقت کی مجبوری کی وجہ سے متعلقین سے بالمشافہ ملاقات نہ ہو سکتی ہو تو خط' فون' ٹیلیگرام' ٹیلیکس' ای میل یا کسی بھی اور ذریعہ سے پیغام تعزیت بھجوایا جا سکتا ہے۔

## مقام تعزیت

کسی مخصوص جگہ جیسے گھر' میدان یا قبرستان میں شامیانے ڈلوا کر یا مسجد وغیرہ میں تعزیت کی خاطر جمع ہونا غیر مسنون ہے' کام کاج چھوڑ کر خاص شکل میں بیٹھے رہنا غم کو اور تازہ کرتا ہے' متعلقین کو اپنے کسب ومعاش میں مصروف ہو جانا چاہیے جو بھی تعزیت کرنا چاہتا ہو وہ وہیں ان سے مل سکتا ہے۔

## طعامِ تعزیت

دعا کے لیے دنوں کو مخصوص کرنا اور ان دنوں میں تعزیت کے لیے آتے رہنے والوں کے لیے گھر والوں کی طرف سے کھانا، پھل یا چائے وغیرہ کا انتظام کرنا بھی غیر اسلامی ہے' اور اس سے اخراجات میں بھی خواہ مخواہ کا اضافہ ہوتا ہے۔ کھانے کے اوقات میں اگر تعزیت کے لیے کوئی مسافر یا دور دراز رہنے والا آ جائے تو اسے وہی پیش کیا جائے جو موجود ہے' بہت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں خصوصی طور پر تیار کروایا ہوا کھانا کھلوانا یا اس کے لیے اصرار کرنا یہ منع ہے اور ''بدعت'' ہے۔

''والد جنت کا بہترین دروازہ ہے' چاہو تو اس دروازے کو ضائع کر دو اور چاہے اسے محفوظ کر لو''

''بیشک جنت ماں کے قدموں تلے ہے'' (مسند احمد)

# نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھیجے گئے تعزیتی خط کی نقل

حضرت معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ایک لڑکا وفات پا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ تعزیتی خط لکھا (غالباً وہ اس زمانے میں یمن میں تھے):

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یہ خط اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام ہے،

تم پر سلامتی ہو،

میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تم بھی اللہ کا شکر اور اس کی تعریف کرو۔

امّا بعد، اللہ تعالیٰ تمھیں اجر عظیم دے اور تمھیں صبر دے اور ہمیں اور تمھیں شکر کی توفیق بخشے، ہماری اپنی جانیں اور مال اور بال بچے یہ سب اللہ کی خوشگوار نعمتیں ہیں، اور یہ ہمارے پاس اللہ کی رکھی ہوئی امانتیں ہیں۔ جب تک یہ تمھارے پاس رہیں، مسرت اور خوشی تمھیں ملے اور ان کے چلے جانے کے بعد اللہ اجر عظیم سے نوازے۔ تمھارے لیے اللہ کی رحمت اور انعام اور ہدایت ہو اگر بشرطیکہ اجر آخرت کی نیت سے صبر کرو۔

پس تم صبر کرو اور دیکھو! تمھاری بے قراری اور بے صبری تمھیں اجر سے محروم نہ کرے ورنہ پچھتاؤ گے، اور اس بات کا یقین کرو کہ بے صبری سے کوئی مرنے والا لوٹ کر نہیں آ سکتا اور نہ غم دور ہو سکتا ہے اور جو حادثہ واقع ہوا ہے اسے تو ہونا ہی تھا۔

والسلام (المعجم الکبیر للطبرانی)

# صبر

## (جنت کی بشارت)

### صبر کے معنی

صبر کے لغوی معنی ہیں ''روکے رکھنا''۔ زندگی میں پیش آنے والے ہر قسم کے ناپسندیدہ اور ناموافق حالات کو تمام پریشانیوں' مصیبتوں اور محرومیوں سمیت محض اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرنا اور ان پر اپنے نفس کو کوشش کے ساتھ مضطرب' بے قرار اور بے قابو ہونے سے روکے رکھنا' یہی صبر ہے۔

### صبر کی فضیلت

قرآن پاک میں بہت سی آیات طیبات میں صبر پر ملنے والے اجر و فضل کا ذکر کیا گیا ہے' جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍo سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ o (الرعد :24-23)

ترجمہ: ''ان کے پاس ہر ہر دروازے سے فرشتے آئیں گے اور کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو' صبر کے بدلے کیا ہی' اچھا (بدلہ) ہے اس دارِ آخرت کا''۔

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ o (ھود :11)

ترجمہ: ''لیکن وہ لوگ جنھوں نے صبر کیا اور اچھے کام کیے' یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے بخشش اور بڑا انعام ہے''۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا ..... (الفرقان :75)

ترجمہ: ''ان کو بہشت کا جھروکہ ملے گا صبر کے بدلے میں''۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍo (الزمر :10)

ترجمہ: ''صبر کرنے والوں کو ان کی مزدوری بے حساب ملے گی''۔

احادیث مبارکہ میں صبر کرنے کی فضیلت یوں بیان کی گئی ہے:

''صبر آدھا ایمان ہے'' (الطبرانی)۔

''صبر کرنا روشنی ہے'' (مسلم)۔

''جب بھی مسلمان کو کوئی ذہنی اذیت' جسمانی تکلیف و بیماری کوئی رنج و غم اور دکھ پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے'' (متفق علیہ)۔

## بینائی سے محرومی پر صبر

حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے:

''اللہ عزوجل نے فرمایا: ''جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں میں مبتلا کردوں (یعنی آنکھوں کی بینائی جاتی رہے) اس پر وہ صبر کرے ان کے عوض میں اس کو جنت عطا کرتا ہوں'' (صحیح بخاری) (حدیث قدسی)۔

## طاعون کی وبا میں اپنے ہی شہر میں رہنے پر صبر

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا' آپ ﷺ نے ان کو فرمایا:

''طاعون عذاب الٰہی تھا وہ اسے جن لوگوں پر چاہتا تھا مسلط کر دیتا تھا اب اللہ نے اس کو ایمانداروں کے لیے رحمت بنا دیا ہے، پس جو مومن انسان طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو جائے وہ صبر اور طلب ثواب کی نیت سے اپنے شہر میں ہی رہے اس بات پر یقین کرے کہ اللہ نے جو جس کے لیے لکھ دیا ہے وہ اس کو پہنچ کر ہی رہے گا تو ''اُس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا''۔ (صحیح بخاری)

## مرگی کے دورے پر صبر

ایک سیاہ فام عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر کہنے لگی۔ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں کُھل جاتی ہوں یعنی (کپڑوں کا ہوش نہیں رہتا بے پردہ ہونے لگتی ہوں) آپ ﷺ میرے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو صبر کر سکے تو اس کا ثواب جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے تیری صحت کے لیے دعا کرتا ہوں' اس نے کہا' میں صبر کرتی ہوں لیکن میرے لیے دعا فرمائیں کہ بے پردگی نہ ہو' آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی (متفق علیہ)۔

## غصہ پر صبر

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''طاقتور وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے طاقتور تو وہ انسان ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے اور (صبر کرے)'' (متفق علیہ)۔

حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ وہ اس کو نافذ کرنے پر قادر تھا تو قیامت کے دن اللہ پاک اس کو تمام مخلوقات کے سامنے بلوا کر اختیار دیں گے کہ حوروں میں سے جس کو چاہو پسند کر لو' (سنن ترمذی)۔

## ترجیحی سلوک پر صبر

حضرت اسید بن حضیرؓ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھے گورنر بنا دیجیے جیسا کہ آپ ﷺ نے فلاں شخص کو گورنر بنایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم میرے بعد ترجیحی سلوک دیکھو گے، پس تمھیں صبر کرنا ہوگا یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر تمھاری میرے ساتھ ملاقات ہوگی' (متفق علیہ)۔

## دشمن سے مقابلہ پر صبر

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ دشمن کے مقابلہ میں تھے، سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی تمنا نہ کرو اور اللہ سے سلامتی کا سوال کرو، پس جب تمھارا ان سے مقابلہ ہو جائے، تو صبر کرو کہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے'' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے اللہ! کتاب (قرآن) نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے! لشکروں کو شکست دے اور ان پر ہمیں غالب فرما'' (متفق علیہ)۔

سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے صبر کے ساتھ جہاد کرنے والے بیس مجاہدین کو دوسو پر غلبہ پانے میں اپنی مدد کی خوشخبری سنائی ہے۔

## ناگہانی موت پر صبر

موت پر صبر کرنا بہت ہمت کا کام ہے' بعض اوقات موت کا ظاہری سبب ناگہانی آفت مثلاً اچانک ایکسیڈنٹ وغیرہ بھی ہوسکتا ہے اور کبھی کوئی طبی تکلیف اس کا بہانہ بن جاتی ہے اسی حوالے سے متاثرین پر اس کے اثرات بھی مختلف ہوتے ہیں۔

طبی موت کے لیے مریض کے گھر والوں کی کچھ نہ کچھ ذہنی اور مادی تیاری ہوتی ہے' ناگہانی موت کا لواحقین کے لیے قبول کرنا بھی تکلیف دہ اور اس کی جُدائی کا صدمہ برداشت کرنا بھی مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے، اس پریشان کُن اور اچانک واقع ہونے والے المیہ سے بعض اوقات انسان اتنا حواس باختہ ہو جاتا ہے کہ ہوش وحواس ہی جاتے رہتے ہیں اور یوں یہ المیہ بے شک ایک آزمائش بن جاتا ہے۔ لیکن اگر مسلمان کی زندگی کی عمارت دین کی بنیادوں پر استوار ہو تو پھر ایسا کوئی حادثہ اس عمارت کو منہدم نہیں ہونے دیتا' اور اگر یہ بنیادیں ہی کمزور ہوں تو زندگی کی عمارت میں دراڑیں جلد ہی اس کی شکستگی کا باعث بن جاتی ہیں' اپنے عزیز کی جدائی پر کرب واذیت میں مبتلا لواحقین کو اسلام صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور اس پر اجر کی نوید سناتا ہے'' آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر کوئی حرج نہیں'' کیونکہ یہ فعل بے اختیاری ہیں، مگر مشیت الٰہی پر ناراض ہو کر زبان کو بے قابو کرنا اور اس کو نوحہ و بین کی شکل دینا یہ منع ہیں اور ان پر کوشش کے ساتھ قابو پانا یہ صبر ہے۔ اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے غم اور رونے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

''آنکھ آنسو بہاتی ہے' دل غمگین ہے اور ہم زبان سے وہی کلمہ نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے'' (متفق علیہ)۔

## ساتھی کی وفات پر صبر

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جب میں مومن کے اہل دنیا میں سے کسی جگری دوست کو لے لیتا ہوں، پھر وہ اجر و ثواب کی نیت سے اس پر صبر کر لیتا ہے ایسے مومن بندے کے لیے میرے پاس جنت سے کم کوئی جزا نہیں'' (صحیح بخاری)۔

## اولاد کی وفات پر صبر

حدیث پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کسی مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کر دیتے ہیں بشرطیکہ وہ صبر کرے اور اجر و ثواب کا طلب گار ہو'' (متفق علیہ)

## شہید پر صبر

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ حضرت اسماءؓ سخت بیمار ہوئیں تو وہ ان کی عیادت کے لیے آئے، ماں نے ان سے کہا بیٹے! دل میں یہ آرزو ہے کہ دو باتوں میں سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں اللہ مجھے زندہ رکھے، یا تو میدان جنگ میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں، یا تو فتح پائے اور میں تجھے فاتح دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں، اللہ کا کرنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی زندگی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا، حضرت اسماءؓ کافی ضعیف ہو چکی تھیں لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رقت آمیز منظر دیکھنے کے لیے تشریف لائیں، اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پیٹنے کی بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے بولیں:

''اس سوار کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے اترے!''

## صبر کیسے کیا جائے؟

صبر کرنے کے لیے پہلے یہ تصور اور نیت کی جائے کہ میں اس ذات عالی کی خاطر صبر کر رہا ہوں جو مجھ سے اس آزمائش پر اسی (صبر) کی توقع کر رہا ہے، پھر اس کے بڑے بڑے ثواب اور اجر کے وعدے یاد کیے جائیں اور اپنے نفس کو یاد دلایا جائے کہ جن نافرمان لوگوں نے صبر نہیں کیا تھا ان کا کیا انجام ہوا؟ اور یہ کہ میرے صبر کرنے یا نہ کرنے سے اس کی طرف سے مقدر کیے ہوئے فیصلے تو بدلے نہیں جا سکتے، پھر میں کیوں بے صبری اور ناراضگی کا اظہار کر کے اس اجر سے بھی محروم ہو جاؤں جو وہاں اس صبر کے بدلے میں مجھے ملنے والا ہے۔

## کوشش سے صبر

''جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں'' (متفق علیہ)۔

## توفیق سے صبر

قرآن پاک میں خود رب العزت نے فرمایا:

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ...... (النحل: 127)

ترجمہ: ''اور صبر کر اور اللہ کی توفیق سے ہی تجھے صبر مل سکتا ہے''۔

کوشش کرنے والے کو توفیق بھی نصیب ہو جاتی ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

''صبر کی توفیق جسے دی جائے سمجھ لو کہ اس سے بہتر اور عمدہ نعمت کسی کو نہیں ملی'' (صحیح بخاری)

## دعا سے صبر

اس توفیق کی نعمت حاصل کرنے کے لیے جو کوشش کی جائے اس کے لیے سب سے پہلا کام دعا کرنا ہے۔ کسی بھی ایسے موقع پر اجر و ثواب کا وعدہ ذہن میں لا کر اللہ تعالیٰ سے اسی کا سکھایا ہوا یہ کلمہ کثرت سے دہرایا جائے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ (البقرۃ: 156)

ترجمہ: ''یقیناً ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

اس کے علاوہ یہ مسنون دعا بھی بہت فائدہ دیتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیُ فِیُ مُصِیُبَتِیُ وَاخُلُفُ لِیُ خَیُرًا مِّنُهَا (مسلم)

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے میری اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کا بہتر عوض دے''۔

ایسے موقع کے لیے ایک اور قرآنی دعا ہے:

رَبَّنَآ اَفُرِغُ عَلَیُنَا صَبُرًا وَّثَبِّتُ اَقُدَامَنَا.... (البقرہ :250)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے قدموں کو جما دے''۔

## نماز کے ساتھ صبر

اِسُتَعِیُنُوُا بِالصَّبُرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیُنَo (البقرہ :153)

ترجمہ: ''صبر اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو' بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

کسی بھی رنج وغم کے موقع پر جو علاج سب سے زیادہ فائدہ دیتا ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف رجوع کیا جائے اس کے قرب کو زیادہ سے زیادہ محسوس کیا جائے' اور فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے اور اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ دعائیں کی جائیں۔

## ابتدائے صدمہ پر صبر

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

''اے آدم کے بیٹے! اگر ابتداء صدمہ کے وقت تو صبر کر لے اور اجر کا طلبگار بن جائے تو میں جنت سے کم کسی ثواب پر راضی نہ ہوں گا''

(ابن ماجہ)۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسی عورت کے پاس سے گذر ہوا جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی (ایک روایت میں ہے اپنے بچے کی قبر پر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر اور صبر اختیار کر'' عورت بولی جاؤ' اپنا کام کرو' آپ کو مجھ جیسی مصیبت کا سامنا نہیں ہوا' عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا' جب اس سے کہا گیا یہ تو نبی ﷺ تھے' تو وہ آپ ﷺ کے دروازے پر آئی' وہاں کوئی دربان نہ تھا تو (معذرت کرتے ہوئے) کہنے لگی میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر تو پہلی چوٹ پر ہوتا ہے'' (متفق علیہ)۔

## دوسروں کو صبر کی تلقین کرنا

اللہ رب العزت نے اپنے مومن اور صالح بندوں کی یہ بھی صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو صبر اور حق بات پر قائم رہنے کی نصیحت کرتے ہیں:

وَتَوَاصَوُا بِالُحَقِّ وَتَوَاصَوُا بِالصَّبُرِo (العصر :3)

ترجمہ: ''اور وہ آپس میں حق کی وصیت اور صبر کی نصیحت کرتے ہیں''۔

اللہ کے رسول ﷺ بھی رنج وغم کے موقع پر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب غزوہ احد سے واپس تشریف لائے تو خواتین اپنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حال معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئیں' جب حضرت حمنہ بنت جحش نبی ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا: ''اپنے بھائی عبداللہؓ پر صبر کرو' انھوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیُهِ رَاجِعُوُنَ پڑھا اور دعائے مغفرت کی' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ماموں حمزہؓ پر بھی صبر کرو' انہوں نے پھر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیُهِ رَاجِعُوُنَ پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔

مسلمانوں کودکھ پریشانی میں ایک دوسرے کاغم غلط کرنے کی خصوصی تاکیدوتلقین اس لیے کی گئی کہ نبی ﷺ کے ارشادِ پاک کے مطابق:

''سارے مسلمان مل کرایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں کہ اگراس کی آنکھ بھی دکھے تو سارابدن دکھ محسوس کرتاہےاوراگرسر میں درد ہوتو ساراجسم تکلیف میں ہوتاہے'' (مسلم)۔

مگرافسوس یہ ہے کہ ہمارے ہاں کے مسلمان سنت وحدیث سے دور ہونے کی وجہ سے اس موقع کے آداب خودتو بھلا بیٹھے ہیں،اوراگرکوئی دوسراصبر و برداشت کا دامن تھامے نظرآئے تواسے ایسے موقع پررلانے اورواویلا مچانے پراکسایا جاتاہے،اوریہ سمجھا جاتاہے کہ اگراس نے ایسانہ کیاتوغم اندرہی رہ جائے گااوراس کے لیے تکلیف اوراذیت کا سبب بنے گایاپھراس کے لیے یہ گمان کرلیا جاتاہے کہ اسے توغم ہواہی نہیں کیونکہ اسے مرنے والے سے پیار ہی نہ تھا۔

دراصل ہم اس دنیا کی محبت کواللہ تعالیٰ کی محبت پرفوقیت دے رہے ہوتے ہیں،اس لیے ہمیں چھوٹے بڑے نقصانات پرصبرذرامشکل سے ہی آتاہے۔

''کیاتم نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کوپسند کرلیا؟ دنیاوی زندگی کایہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا'' (التوبہ: 38)۔

''دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں بس ایسی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریامیں ڈال کردیکھے کہ پانی کی کتنی مقداراس میں لگ کرآئی ہے'' (مسلم)۔

# بچے کی موت

اولاد کے لیے والدین کی محبت کسی تعارف کی محتاج نہیں' انسان تو کیا بے ضرر چرند پرند سے لے کر وحشی ترین حیوان تک اپنے بچوں کے معاملے میں انتہا درجہ شفقت اور دل میں نرم ترین گوشہ رکھتے ہیں' اس محبت اور تعلق کا ایک نمونہ یا مظاہرہ ہمیں روز مرہ زندگی میں رونما ہونے والے اس رِقّت آمیز منظر میں بھی نظر آتا ہے جب موت کسی انسان یا حیوان والدین سے اس کی اولاد چھین لے جاتی ہے۔

## بہترین صلہ

مسلمان والدین کے لیے ان بے سدھ کر دینے والے لمحات میں بھی رب العزت نے عمل کی راہ رکھی ہے اور اس راہ کو صبر وتسلیم سے پار کرنے والے کے لیے اپنی جنت انعام کرنے کا وعدہ فرمایا ہے سچ ہے جتنی بڑی مشقت اتنا بڑا صلہ۔

اولاد کی جدائی کے صدمے سے جہاں بڑے بڑے پہاڑ جیسے مضبوط دل لوگوں کو پگھلتے دیکھا گیا ہے وہاں تاریخ کے پس منظر میں ایسے ہی ایک موقع پر غیر معمولی صبر وضبط اور برداشت کی قائم کی گئی اس مثال کو یاد رکھنا بھی ضروری ہے جو اولاد کے بچھڑ جانے پر غمزدہ والدین کو صبر کا بہترین سبق دیتی ہے۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں:

''ابوطلحہ ؓ کا ایک بچہ (ابوعمیر) بیمار ہوا' پھر انتقال کر گیا' انتقال کی ان کو خبر نہ تھی' ان کی اہلیہ (ام سلیمؓ) نے دیکھا کہ بچہ مر گیا ہے تو (نہلا دھلا کر) گھر کے ایک طرف لٹا دیا پھر کچھ کھانا پکایا' حضرت ابوطلحہؓ آئے تو پوچھا' بچہ کیسا ہے؟ انھوں نے عرض کیا: اب تو پُرسکون معلوم ہوتا ہے' میں سمجھتی ہوں اب آرام کر رہا ہوگا' پھر کھانا حاضر کیا اور بستر لگا دیا (رات کو خاوند نے صحبت بھی کی) صبح جب اٹھے تو غسل کیا' باہر جانے لگے تب بچے کے انتقال کی خبر دی' حضرت ابوطلحہؓ نے صبح حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور خدمت اقدس میں سارا قصہ عرض کیا' حضور ﷺ نے دعا دی اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس رات میں برکت عطا فرمادیں' چنانچہ ان کے نو بچے پیدا ہوئے سب قرآن پاک کے عالم ہوئے'' (صحیح بخاری)۔

ام سلیم کی اداشناسی دیکھئے کہ کس طرح انہوں نے اپنے شوہر کو ایک بڑی ذہنی کوفت سے بچایا جبکہ وہ تھکے ماندے گھر میں آئے تھے۔ انہیں پرسکون دیکھنے پر یہ خبر دی اور ثابت کیا کہ بچے کی جدائی پر میں بھی صبر کا پیکر ہوں۔

## جنت کے حقدار

ایمان لانے والوں پر ہر حال میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی رحمت انعام کرتا ہے' والدین وفات پا جائیں تب بھی نیک اولاد زندگی بھر دعاؤں اور نیک اعمال کے ذریعے ان کے لیے اجر اور درجات میں بلندی کا باعث بنتی ہے' اور والدین زندہ ہوں اور اولاد وفات پا جائے تب بھی وہ والدین کے لیے پیشوا اور پیش رو بن کر انھیں اجر دلاتی ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مومنوں کے وہ بچے جو بالغ ہونے سے پہلے ہی وفات پا جاتے ہیں خود بھی جنت

میں بھیجے جائیں گے اوران کے والدین بھی ان پر صبر کرنے کی وجہ سے جنت کے حقدار ہوں گے۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں جب ابراہیم (فرزند رسول اللہ ﷺ) فوت ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''ابراہیم کو جنت میں دودھ پلانے والی انا موجود ہے'' (صحیح بخاری)۔

## غمزدہ باپ کے لیے بشارت

حضرت قرۃ المزنیؓ بیان فرماتے ہیں کہ: ''نبی ﷺ جب تشریف رکھتے تو کوئی ایک صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر بیٹھ جاتے ان میں سے ایک صاحب کا چھوٹا سا بچہ تھا وہ اسے پشت پر بٹھا کر لاتا اور اپنے سامنے بٹھا لیتا رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم اس سے محبت کرتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ایسی محبت فرمائے جیسی میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ وہ بچہ فوت ہو گیا' چنانچہ وہ آدمی اپنے بیٹے کی یاد اور غم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی محفل میں حاضر نہ ہو سکا' رسول اللہ ﷺ نے جب اسے نہ دیکھا تو دریافت کیا: میں فلاں آدمی کو نہیں دیکھ رہا؟'' صحابہ کرامؓ نے کہا' اس کا جو بچہ آپ نے دیکھا تھا وہ فوت ہو گیا ہے' چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے ملاقات کی اور اس بچہ کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے بتایا' وہ تو وفات پا گیا' آپ ﷺ نے اس پر اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''کونسی صورت تجھے زیادہ پسند ہے تم دنیاوی زندگی میں اس سے فائدہ حاصل کرتے یا تمہیں یہ زیادہ پسند ہے کہ کل کو (آخرت میں) وہ آگے بڑھ کر تمھارے لیے جنت کا دروازہ کھول دے'' اس نے عرض کیا'' یا نبی اللہ ﷺ! بلکہ مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ وہ آگے بڑھ کر میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دے'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو تیرے لیے طے ہو چکا ہے'' ایک انصاری نے دریافت کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ (اللہ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے) کیا یہ اسی کی خصوصیت ہے یا ہم سب کے لیے ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بلکہ تم سب کے لیے ہے'' (نسائی، مستدرک حاکم)۔

ایک اور حدیث میں ہے:

''یہ چھوٹے بچے اپنے باپ کا دامن پکڑ لیں گے اور جب تک اسے جنت میں نہ پہنچا دیں اس کا دامن نہ چھوڑیں گے'' (صحیح مسلم)۔

ایک اور قابل ذکر حدیثِ قدسی ہے' حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی''؟ فرشتے کہتے ہیں ''ہاں'' اللہ فرماتا ہے ''کیا تم نے میرے بندے کے جگر کا ٹکڑا لے لیا'' فرشتے عرض کرتے ہیں ''ہاں'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''پھر میرے بندے نے کیا کہا؟'' فرشتے کہتے ہیں ''اس نے تیری حمد بیان کی اور پڑھا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام 'بیت الحمد' رکھو'' (مسند احمد)

حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضور ﷺ سے روایت کی ہے:

''جس مسلمان کے تین لڑکے مر جائیں جو گناہ کو نہیں پہنچے (جوان نہیں ہوئے) اللہ تعالیٰ صرف ان بچوں پر رحمت کی وجہ سے انہیں جنت میں لے جائے گا'' (صحیح بخاری)۔

## غمزدہ ماں کے لیے بشارت

مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ ماؤں کو ان کی اولاد کی وفات پر جنت اور وہاں ذخیرہ ہونے والے اجر کی خوشخبری سنا کر تسلی دیتے ہیں۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے پیغام بھیجا کہ ان کی بچی یا بچہ حالت نزع میں ہے (ایک روایت میں ہے کہ بیمار بچی کا نام امیمہ بنت زینب ہے) چنانچہ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں، آپ ﷺ نے واپسی پیغام میں سلام بھیج کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ

جو بھی لیتا ہے یا دیتا ہے وہ اسی کا ہے' اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے' لہٰذا صبر کرو اور اجر کی طلبگار رہو'' (صحیح بخاری)۔

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ ﷺ ہمارے لیے (وعظ کرنے کا) ایک دن مقرر فرما دیجیے' رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ صبر کرے) تو وہ بچے اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ ہوں گے' ایک عورت نے پوچھا ''جس کے دو بچے فوت ہوں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دو بچے بھی جہنم کی آگ سے رکاوٹ ہوں گے'' (صحیح بخاری)۔

ایک انصاری عورت کے بچے کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اپنے بچے پر جزع فزع کیا ہے'' پھر آپ ﷺ نے اسے اللہ کے تقویٰ اور صبر کی تلقین فرمائی' وہ کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ! میں کیوں نہ جزع فزع کروں' میں ایسی عورت ہوں جو ''رقوب'' ہے (جس کا بچہ زندہ نہ بچے) اور میرا صرف یہی بچہ تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''رقوب تو وہ ہے جس کا بچہ باقی رہے'' پھر فرمایا ''جس مسلمان مرد یا عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں اگر وہ اللہ سے اجر کا طلبگار رہے' تو اللہ تعالیٰ اسے ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے گا''۔

حضرت عمرؓ نے (وہ آپ ﷺ کے دائیں طرف تھے) دریافت کیا: ''میرے والدین آپ پر قربان اور دو بچوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں دو کی وجہ سے بھی'' (البزار)

(اگر چھوٹے بچوں کی وفات پر اتنا اجر ہے تو پال پوس کر بڑے کیے ہوئے بچوں کی وفات پر اور بھی زیادہ اجر ہوگا' بشرطیکہ صبر کیا جائے' واللہ اعلم)۔

## تجہیز و تکفین

مسلمان کے نابالغ بچے کی میت کے لیے بھی غسل ایسے ہی ضروری ہے جیسے بالغ مسلمان کے لیے' خواہ اس کا سارا جسم محفوظ ہے یا کسی وجہ سے جسم کا کچھ حصہ ہی رہ گیا ہے (سوائے میدان جنگ میں شہید ہونے والے مسلمان کے)۔

غسل دینے کے لیے چھ سال یا اس سے کم عمر کے لڑکے کو عورت نہلا سکتی ہے' مگر مرد نابالغ بچی کو غسل نہیں دے سکتا' علماء نے اسے غیر درست قرار دیا ہے۔

بچوں کی میت کو (نئے کپڑے پہنانے کی بجائے) کفن ہی میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہیے' نئے کپڑوں کے حقدار مردہ کی بجائے زندہ بچے ہیں۔

## نمازِ جنازہ

''ہر بچہ پر جو مر جائے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگر چہ وہ حرام کا ہو' اس لیے کہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا' اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا صرف باپ مسلمان ہو اگر چہ اس کی ماں مسلمان نہ ہو' جب وہ پیدا ہوتے وقت آواز نکالے تو اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر آواز نہ نکالے تو نماز نہ پڑھیں وہ 'کچا بچہ' ہے (صحیح بخاری)۔

(وضاحت: کچا بچہ یعنی مرا ہوا پیدا ہوا اور سانس لینا شروع ہی نہیں کیا تھا)۔

فطرت اسلام پر پیدا ہونے کا مطلب مندرجہ ذیل حدیثِ پاک سے بخوبی سمجھ آجاتا ہے'

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک بچہ فطرت اسلام یعنی توحید پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی' نصرانی یا پارسی بنا دیتے ہیں'' (صحیح بخاری)۔

''بچے کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی' اور اس کے والدین کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا کی جائے گی'' (سنن ابی داؤد)۔

حضرت حسنؓ نے ایک بچے پر نمازِ جنازہ پڑھی جس میں سورۃ الفاتحہ کے بعد یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ / اجْعَلْهَا لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''اے اللہ! بنا دے اس بچہ / بچی کو ہمارے لیے پیشوا اور پیش رو اور ذخیرہ اور باعثِ اجر''۔

## حقیقی خیر خواہ کون؟

انسان کے حقیقی خیر خواہ اور اس سے بے لوث محبت کرنے والے اس کے والدین ہوتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک اس کے ساتھ قبر میں داخل نہیں ہوتا' بلکہ ان میں سے کسی کو یہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس کے لختِ جگر کے ساتھ قبر میں کیا پیش آ رہا ہے۔ اگر اسے وہاں عذاب ہو رہا ہو تو وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اگر ماں باپ اپنے پیارے بچے کی قبر میں کچھ مدد نہیں کر سکتے تو دوسرا کون ہے جو ایسی جرات کرے؟ لہٰذا انسان کو نیک اعمال کے ساتھ اپنی مدد آپ کرنی چاہیے اور زندگی میں کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہیے جو قبر میں برے ساتھی کی صورت میں اس کے ساتھ رہے۔

# نوحہ و بین

## نوحہ کیا ہے؟

میت پر اس کے عزیز واقارب کا زور زور سے رونا، چیخنا چلانا نیز بال نوچ کر' گالوں پر طمانچے مار کر اور گریبان پھاڑ کر بے صبری اور دیوانگی کا اظہار کرنا یہ سب ''نوحہ' بین یا ماتم کرنا'' کہلاتا ہے۔

ہمارے دیہاتی علاقوں میں ابھی بھی نوحہ و بین کو باقاعدہ رسم کی طرح ادا کیا جاتا ہے' نوحہ خوانی کے لیے دو' دو عورتیں ٹولیوں کی صورت میں آمنے سامنے بیٹھ جاتی ہیں اور اونچی اونچی آوازوں میں مرحوم کی باتیں یاد کر کے اس کی جدائی کے غم میں شرکیہ الفاظ بولتی ہیں' اور ساتھ ساتھ ماتھا' گال اور سینہ پیٹتی ہیں' یا پھر کھڑے ہو کر عجیب طریقے سے ایک دوسرے کے گلے لگ کر جھوم جھوم کر ناشکری اور شکوہ بھرے کلمات دہراتی رہتی ہیں۔ بعض اوقات یہ کلمات عجیب راگ کی سی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی صورت اسلام سے قبل عرب کے جاہل معاشرے میں موجود تھی اور باقاعدہ نوحہ بین کے لیے پیشہ ور خواتین کی مدد لی جاتی تھی۔

## نوحہ و بین کی دین میں گنجائش

اسلام دین فطرت ہے' غم کے موقع پر رونا فطری امر ہے مگر اس غیر اختیاری فعل کو بھی مسلمانوں کے لیے بے لگام نہیں چھوڑا گیا' بلکہ غم کے اظہار میں حد سے تجاوز کرنے اور اسے نوحہ کی شکل دے کر زبان کو بے قابو ہونے سے سختی سے روکا گیا ہے' حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت کی' آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوفؓ سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے (وہاں پہنچ کر) رسول اللہ ﷺ رو پڑے' پس جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رو پڑے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم سنتے نہیں؟ یقیناً اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دے گا' لیکن اس کی وجہ سے عذاب دے گا یا رحم کرے گا'' اور اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (متفق علیہ)

## آنسو یا رحمت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کے پاس آئے اور وہ جان کنی کے عالم میں تھا' پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں تو عبدالرحمن بن عوفؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ''اور آپ ﷺ بھی (روتے ہیں) یا رسول اللہ ﷺ؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے ابن عوف! یہ رحمت و شفقت ہے'' اور آپ ﷺ پھر دوبارہ رو پڑے اور فرمایا: ''بیشک آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم وہی بات کہیں گے جو ہمارے رب کو راضی کرے اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر یقیناً غمزدہ ہیں''۔ (صحیح بخاری)

اسلامی شریعت میں کسی قسم کے جاہلانہ طرز عمل کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ حدیث مبارک ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں میں دو کفریہ باتیں پائی جاتی ہیں (1) نسب کا طعنہ دینا (2) میت پر نوحہ کرنا'' (صحیح مسلم)

''جس نے منہ پیٹا' گریبان چاک کیا یا جاہلیت کی باتیں کیں' اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں''۔ (صحیح بخاری)

## عورتوں کو خصوصی تنبیہ

نوحہ خوانی جیسی خرابی اور بدعت مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ وہ برادری کی دوسری خواتین کے مابین ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر غمزدہ نظر آنے کے لیے بے شمار جاہلانہ حرکتیں کرتی نظر آتی ہیں' اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو خصوصاً مخاطب کر کے یہ وعید سنائی کہ:''بین کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو اسے قیامت کے روز کھڑا کر کے گندھک کا پائجامہ اور کھجلی (خارش) کا کرتا پہنایا جائے گا''۔ (مسلم)

ایک صحابیہ ؓ جنھوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی تھی روایت کرتی ہیں:

''آپ ﷺ نے جن کاموں کا ہم سے عہد لیا ان میں یہ بھی شامل تھا کہ ہم آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی' چہرہ نہیں نوچیں گی' واویلا نہیں مچائیں گی' گریبان چاک نہیں کریں گی اور بالوں کو پراگندہ نہیں کریں گی'' (سنن ابی داؤد)۔

آج بھی جو خواتین زمانہ جاہلیت والے طور طریقے چھوڑنے کو تیار نہیں' اور نوحہ و بین میں اس حد تک بڑھ جاتی ہیں کہ اپنے تن من کا ہوش نہیں رہتا' ان کے لیے مندرجہ ذیل حدیث ایک روشنی ہے:

''حضرت ام خلاد انصاریہ ؓ کو خبر ملی کہ ان کا بیٹا شہید ہو گیا ہے یہ خبر سن کر سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں' اس جانکاہ حادثہ کی خبر پا کر بھی وہ سمٹی سمٹائی باپردہ حاضر ہوئیں' حاضرین میں سے کسی نے بے ساختہ کہہ دیا ''تعجب کی بات ہے بیٹا شہید ہو گیا ہے مگر تم ایسی ہو کہ اس غم کر دینے والی خبر سننے کے باوجود چہرے پر نقاب ڈال کر باپردہ حاضر ہوئی ہو'' تو ام خلادؓ نے اطمینان وسکون سے جواب دیا:''اگر میں نے اپنا بیٹا کھو دیا ہے تو کیا اب شرم و حیا بھی کھو دوں؟''۔

## میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب

نوحہ کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس پر نوحہ کیا جائے اس پر نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے'' (صحیح بخاری)۔

میت کو عذاب ہونے کا سبب اس کی وہ غفلت اور جہالت ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے اس نے نہ صرف خود زندگی میں ایسا کیا بلکہ اپنے اہل خانہ کو بھی میت پر نوحہ بین یا ایسے موقع پر جزع فزع کرنے سے نہیں روکا تھا' لیکن اگر وہ خود ایسا نہیں کرتا رہا اور دوسروں کو بھی نہ صرف اس سے باز رکھتا رہا بلکہ ایسا نہ کرنے کی وصیت بھی کر گیا تو پھر اس کی انشاء اللہ گرفت نہیں اور وہ وبال وعذاب سے بری ہے (اللہ اعلم)۔

## دل اور زبان

''کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو'
اور اس کا دل درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان ٹھیک نہ ہو'' (بحوالہ احمد)۔

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''چار چیزیں جس شخص کو مل جائیں تو اسے دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی مل گئی اللہ کی نعمتوں پر شکر سے معمور دل' اللہ کا ذکر اور چرچا کرنے والی زبان مصیبتوں کو سہنے والا جسم اور ایسی بیوی جو شوہر کے مال کی حفاظت کرتی اور عفت کے ساتھ زندگی گزارتی ہے'' (بحوالہ طبرانی)۔

# رسومات و بدعات

## بدعت کیا ہے؟

بدعت لفظ **بَدَعَ** سے ہے جس کا مطلب ہے اضافہ' نیا یا انوکھا پن۔ دین میں کوئی ایسی نئی بات یا رسم ثواب کی غرض سے یا نیکی کا کام سمجھ کر کی جائے اور اسے ضروریات دین میں شامل کر لیا جائے جس کی دلیل قرآن وسنت سے نہ ملتی ہو' اس کو ''بدعت'' کہتے ہیں۔

## اسلام مکمل دین

دین اسلام ایک مکمل دین ہے' نئی شریعت ایجاد کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام کو ناقص سمجھا گیا یا پھر یہ مطلب ہوا کہ وحی کے نزول کے وقت' معاذ اللہ' اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ اس کام میں ثواب ہے اور اب لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ اس میں ثواب ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کو تو معلوم تھا کہ اس میں ثواب ہے مگر وہ بتانا نہیں چاہتا تھا یا معاذ اللہ بھول گیا یا پھر یہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ مسئلہ بتایا تھا مگر معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ سمجھے نہیں یا پھر سمجھنے کے بعد امت کو بتانا بھول گئے یا یہ کہا جائے کہ معاذ اللہ صحابہ کرامؓ نے اس دین کو پوری طرح آگے نہیں پہنچایا یا خود اس پر عمل نہیں کیا۔ اور ہمیں یا ہمارے علما و مشائخ کو اب سمجھ آیا ہے یا انہیں الہام ہوا ہے۔

اگر کوئی ایسی بات نہیں تو پھر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے یہ مقابلہ اور یہ بغاوت کیسی!

ایسے باغی دراصل عقیدہ کی کمزوری' علم کی کمی خصوصاً دینی کم فہمی اور غلط رہنمائی کی وجہ سے خود ساختہ رسومات و بدعات کو بڑی ڈھٹائی سے دین کا حصہ سمجھتے رہتے ہیں اور پھر اسی اساس پر عام مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور فرقہ واریت کو پروان چڑھانے کا سبب بنتے ہیں' قرآن وسنت سے دوری اور دینی جہالت ان اچھے بھلے باشعور اور تعلیم یافتہ طبقے کو بھی حقائق سے قریب نہیں ہونے دیتی اور وہ نسل در نسل حقائق جانے بغیر گمراہیوں میں بھٹکتے چلے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث مبارک میں یہی بات ہمیں نہایت خوبصورت اور صاف طریقے سے واضح کر دی گئی ہے:

''سب حدیثوں سے بہتر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور سب کاموں سے بُرا کام دین میں نیا کام نکالنا ہے (بدعت) اور ہر بدعت گمراہی ہے'' (مسلم)۔

## وعید و مذمت

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا .... (الحشر :7 )

ترجمہ:''رسول ﷺ جو حکم تم کو دیں اس کو مان لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو''۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ .... (الحجرات :1)

ترجمہ:''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو مت آگے بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور ڈرو (اس معاملہ میں بھی) اللہ سے بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

غیر دینی افعال کو دین کا حصہ سمجھ لینا یا جو بات اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے نہیں بیان فرمائی اس کو ان کی طرف منسوب کر لینا' اس پر قرآن و حدیث میں بہت سخت وعید آئی ہے۔

## جہنم میں ٹھکانہ

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ..... (الاعراف :37-36)

ترجمہ:''اور جو لوگ ہمارے ان احکامات کو جھٹلائیں اور ان سے تکبر کریں وہ لوگ دوزخ والے ہوں گے' وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' سو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے مجھ پر جانتے بوجھتے جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے''۔ (متفق علیہ)

## بائیں راستہ کے لوگ

بدعت پر ایک خطبہ دیتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یوم حساب کے دن میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور انھیں بائیں راستہ کی طرف ڈال دیا جائے گا' میں کہوں گا:''میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں' اللہ فرمائے گا:''تو نہیں جانتا انھوں نے تیرے بعد دین میں کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں'' (صحیح بخاری)

## مردود

ایک اور حدیث پاک ہے' فرمایا:

''جس نے ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالا' جس کا تعلق دین سے نہیں ہے' پس وہ مردود ہے''۔ (صحیح بخاری)

## توبہ اور بدعت

آپ ﷺ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا' جب تک کہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے'' (طبرانی)

## نا قابل تعظیم

''جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے گرانے میں مدد کی''۔ (مشکوٰۃ)

## بہتر (72) فرقے

بدعت اسلامی معاشرے میں پھیلنے والی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے ان میں سرفہرست برائی فرقہ واریت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''میری امت میں بہتّر (72) فرقے ہو جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے سب دوزخ میں جائیں گے'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ کون سا فرقہ ہے جو جنت میں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس طریقے پر میں اور میرے اصحاب ہیں اسی راستے پر چلنے والے جنت میں جائیں گے اور جو لوگ اپنی طرف سے نیا راستہ نکال کر چلیں گے وہ دوزخ میں جائیں گے''۔ (ترمذی)

## عمل جاریہ

''جس نے میری سنت سے کسی ایسی سنت کو زندہ کیا اور اس پر عمل کیا جو میرے بعد مردہ یعنی چھوڑی جا چکی تھی تو اس کو (آئندہ) عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کمی ہو اور جس نے کوئی گمراہ کن بدعت ایجاد کی جس سے خدا اور رسول ﷺ خوش نہیں' تو اس کے اوپر گناہ ہوگا اس بدعت کے کاموں کا اور (آئندہ) عمل کرنے والوں کا جبکہ ان کے گناہوں میں کمی نہ ہوگی''۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط...... (یٰسٓ :12)

ترجمہ: ''جو کچھ (اعمال) لوگ آگے بھیجتے ہیں وہ سب ہم لکھ رہے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں (وہ بھی ثبت کر رہے ہیں)''۔

(ترمذی)

## بدعات ہی بدعات

کفر اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے' دین کے نام پر شامل کئے گئے رسوم و رواج میں سے نوے فیصد کا تعلق صرف جنازے کے مسائل سے ہے جن کا سلسلہ بیماری سے شروع ہو کر مرنے کے بعد زیارت قبور اور پھر ''برسیوں'' تک جا پہنچتا ہے، ان رسومات و بدعات کی ہر علاقے' قبیلے اور برادری کے مزاج اور ماحول کے حوالے سے ایک لمبی فہرست ہے یہاں مرحلہ وار ان رسومات کا مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے۔

## بیماری میں بدعات

☆ بیماری کی حالت میں شرکیہ کلام سے دم' تعویز' منکے' خاک شفا وغیرہ حاصل کرنے کے لیے ''زندہ پیروں'' کے پاس جانا' یہ نام نہاد پیر جن کی اکثریت علمِ دین سے ناواقف ہوتی ہے' ان سادہ لوح لوگوں کو فوت شدہ بزرگوں کے نام کی نذر' نیاز' چڑھاوے وغیرہ دینے پر مجبور کرتے ہیں' بہت سی خانقاہوں' مقبروں' مزاروں وغیرہ پر یہ لوگ مجاور بنے بیٹھے نظر آتے ہیں' یہاں مریضوں کو لا کر ''حاضری'' دلائی جاتی ہے جسے ''زیارتیں کرانے'' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

☆ بعض دفعہ مرگی اور پاگل پن کے مریضوں کو یہاں لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر ان پر تشدد بھی کیا جاتا ہے اور اسے جنات نکالنے کا علاج سمجھا جاتا ہے' جو سراسر ظالمانہ عمل ہے اور غیر اسلامی ہے' اسی طرح مریضوں کو بغرض علاج دھونی دینا' کوٹھریوں میں بند رکھنا' چلّے کاٹنا' پیروں کے نام پر

چھوڑے ہوئے مخبوط الحواس بچوں سے مریضوں کو پٹوانا اور جس کو بچہ زچ ہو کر زیادہ مارے اس کے لیے گمان کرنا کہ اس ''اللہ والے'' کی زیادہ مار سے یہ مریض زیادہ جلدی صحت یاب ہوگا' ان زیارتوں پر ہر قسم کے مریضوں کو خواہ ان میں بستر سے اٹھنے کی بھی سکت نہ ہو سلام کروانے لانا تا کہ وہ مرے ہوئے ''بزرگوں کی دعا'' سے صحت یاب ہو جائیں۔

☆ چھوٹے ناتواں بچوں کو مزاروں کے درختوں کے نیچے طواف کروا کر انھیں کئی دن جوتیوں کے پلڑے کے برابر تولنا پھر اس بچے کی قمیض مزار پر پھینک آنا' سوکھے کے مریض کا ایک اور 'علاج' یہ کہ اناج سے بھرا ہوا تھیلا دریا کے کنارے گیلی سطح کے نیچے دبا آنا اور عقیدہ رکھنا کہ جیسے جیسے اس میں دانے پھولیں گے' بچہ کا کمزور جسم صحت مند ہوتا جائے گا۔

☆ جس عورت کے بچے پیدائش کے بعد فوت ہو جاتے ہوں' اس کا منت مانگنا کہ اب بچہ ہوگا تو میں اتنے سال تک اسے مانگ کر کپڑے پہناؤں گی تا کہ وہ زندہ بچ جائے۔

☆ اسی طرح بانجھ عورتوں کا ''بچے دینے والے'' پیروں کے مزاروں کے پاس لگے درختوں کے نیچے جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہو جانا کہ جھولی میں پتہ گرے گا تو اولاد ہوگی اور اس مقصد کے لیے گھنٹوں کھڑا رہنا۔

☆ مزاروں اور قبروں کی مٹی لا کر اسے متبرک اور باعثِ شفا سمجھ کر پاس رکھنا۔

☆ مزاروں پر پڑے مخصوص پتھروں کو اٹھا کر جسم پر درد کے مقامات پر رگڑنا۔

☆ مزاروں پر جلنے والے چراغوں سے تیل لے کر جسم کے تکلیف زدہ حصوں پر لگانا۔

یہ اور اس قسم کی دوسری بے شمار غیر اسلامی حرکات ہمارے ملک کے تقریباً ہر علاقے میں بڑی عقیدت واحترام سے شفاء کی خاطر دہرائی جاتی ہیں۔

## میت کی بدعات

☆ بیمار کی موت واقع ہو جانے پر لواحقین کا میت کے گرد بیٹھ کر ذکر کرنا۔

☆ جب تک میت گھر میں ہو' 14 بار سورۃ بقرہ پڑھنا (بے پناہ فضائل رکھنے والی اس سورۃ کو پڑھنا بے حد مفید ہے' مگر اس موقع پر اور اس گنتی کے ساتھ مخصوص کر لینا جبکہ کسی صحیح حدیث سے تو درکنار کسی ضعیف حدیث سے بھی اس کی کوئی دلیل نہ ملنے کی وجہ سے بدعت ہے)۔

☆ میت کی چارپائی کے نیچے سرہانے کی طرف کچے چاول یا گندم رکھنا اور دفنانے کے بعد اسے خیرات کرنا۔

☆ بیوی کے فوت ہونے پر خاوند کے لیے بیوی کو غیر محرم قرار دینا۔ اسی طرح خاوند کے فوت ہو جانے پر بیوی کو میت کے پاس نہ آنے دینا اور نہ ہی دیکھنے دینا۔

## غسل کی بدعات

☆ میت کے غسل کے وقت دعائیں' نعتیں یا کوئی اشعار وغیرہ پڑھنا۔

☆ میت کو دو بار غسل دینا' حالانکہ بار بار غسل دینا میت کے لیے باعثِ تکلیف بھی ہو سکتا ہے۔

## کفن کی بدعات

☆ کفن پر قرآنی آیات وکلمات لکھنا۔

☆ کاغذ یا کپڑے پر پاک کلمات لکھ کر میت کے سینے پر رکھنا۔

☆ کفن آبِ زم زم میں بھگونا۔

☆ بزرگوں کے لباس میں کفن بنانا۔

☆ میت دُلہا یا دُلہن ہے یا عنقریب شادی ہونے والی تھی تو کفن کی بجائے شادی کے کپڑے پہنا کر یا سہرا باندھ کر دفنانا۔

## جنازہ کی بدعات

☆ جنازہ کو پھولوں سے یا قرآنی آیات لکھی ہوئی چادروں سے سجا کر لے جانا۔

☆ کسی مخصوص رنگ مثلاً کالی یا سبز چادر ہی جنازہ پر ڈالنا۔

☆ گھر سے جنازہ کو رخصت کرتے وقت کہرام برپا کرنا۔

☆ فوٹو گرافی کرنا۔

☆ اس موقع پر صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنا۔

☆ گھر کے دروازہ سے جنازہ نکالتے ہوئے قرآن پاک کا سایہ کرنا۔

☆ جنازے کو فوت شدہ خاندانی پیروں کے مزاروں کے گرد طواف کروانے لے جانا۔

☆ جنازے کو لے جاتے ہوئے راستہ میں کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھنا یا اس کے پڑھانے کے لیے صدا لگانا۔

☆ بعض برادریوں میں جنازہ کے ساتھ سات پھل، مٹھائی، خشک میوے وغیرہ قبر پر لے جا کر تقسیم کرنے کی رسم کرنا۔

## نماز وحشت ادا کرنا

اکثر گھرانوں میں میت کو جب تدفین کے لیے لے جاتے ہیں، تو گھر کے باقی ماندہ افراد جن میں اکثریت خواتین کی ہوتی ہے ''نماز وحشت'' انفرادی طور پر ادا کرتے ہیں، جس کی کوئی دلیل حدیث وسنت رسول ﷺ سے نہیں ملتی۔ یہ دو رکعت نماز مرنے والے کے لیے دوریِ وحشت قبر کے طور پر ادا کی جاتی ہے، گھر کی بڑی بوڑھیاں اسے پڑھنے کا اہتمام کرتی ہیں اور دیگر افراد ان کی فرمانبرداری کے زیر اثر یہ بدعتی رسم ادا کرتے ہیں۔

## دفن کی بدعتیں

☆ تدفین کے وقت میت کے سینے پر 'عہد نامہ' رکھنا، یہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے کچھ پاکیزہ کلمات ہوتے ہیں، جنہیں قبر میں میت کے ساتھ رکھ کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے میت ہر طرح کے دکھ اور عذاب سے محفوظ رہے گی۔

☆ دفن کرتے وقت قبر میں میت کے سر کے نیچے کوئی نرم چیز رکھنا۔

☆ تدفین کے بعد قبر پر اذان دینا (میت کے دفن کرنے کے بعد چند افراد قبر کے نزدیک کھڑے ہو کر باری باری اذان دیتے ہیں، اس کی خود ساختہ حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب مردہ قبر میں اذان سنے گا تو نماز کی تیاری کرے گا، اور اس تیاری کے سبب منکر ونکیر کے سوالات وغیرہ کے مراحل سے بآسانی گزر جائے گا)۔

## قبر کی بدعات

☆ پختہ قبریں بنوانا اور انھیں قیمتی سنگ مرمر سے مزین کروا کر ان پر کتبے معہ شجرہ نسب اور شعر وشاعری نصب کروانا۔

☆ قبر کے پاس روشنی کا بندوبست کرنا۔ نیز چراغ اور موم بتیاں جلانا۔

☆ قبر کے قریب کسی آدمی کو اجرت پر بہت دنوں تک قرآن پاک کی تلاوت کے لیے بٹھا دینا۔

☆ ثواب اور مغفرت کی غرض سے قبروں پر قرآنی آیات والی چادریں بچھانا۔

☆ مرنے والے کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت کے طور پر قبر پر پھول پتیاں بکھیرنا' اور اس تعلق کے اظہار کے لیے قبر کو بوسے دینا' اور ماتھا' رخسار یا جسم کو قبر سے لگانا۔

☆ قبروں کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگنا۔

☆ قبروں پر نماز پڑھنا یا کوئی اور عبادت کرنا۔

☆ کسی نبی' ولی یا بزرگ کی قبر پر دعاء کرتے ہوئے ان کے نام کی قسم کھانا' نیز ان کی قبروں کو وسیلہ بنا کر دعا مانگنا۔

☆ اپنی حاجتیں پوری کروانے کی درخواستیں لکھ کر مزاروں پر ڈال آنا۔

☆ مسجد میں قبر یا مزار بنانا۔

☆ قبروں اور مزاروں پر کھانے کے چڑھاوے چڑھانا' قبر پر روپے پیسے ڈال آنا۔

☆ مدفون لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کرنے اور عبرت حاصل کرنے کی بجائے قبروں پر ''حاضریاں اور زیارتیں'' کرنے جانا اور وہاں بزرگوں کے ناموں کی نذر' نیازیں اور منتیں ماننا۔

☆ قبروں پر میلے یا عرس وغیرہ لگانا۔

☆ قبر پر صدقہ خیرات تقسیم کرنا۔

☆ مزاروں اور قبروں پر جانور ذبح کرنا۔

☆ قبروں کا طواف کرنا۔

☆ وہاں بال' دھاگے' رنگ برنگے کپڑے اور جھنڈے وغیرہ لگانا۔

☆ عرقیات وغیرہ سے مزاروں کی دھلائی کرنا۔

☆ مخصوص دنوں کو زیارت قبور کے لیے مقرر کرنا۔

☆ قبر پر اگر بتیاں وغیرہ جلانا یا خوشبو ملنا۔

☆ زیارت قبور کے بعد الٹے پاؤں واپس پلٹنا۔

☆ ڈھول ڈھمکوں کے ساتھ جلوس کی شکل میں چادریں' جھنڈے اور سجی ہوئیں ''ڈالیاں'' لے کر مزاروں پر جانا۔

## روح سے متعلق بدعات

☆ یہ عقیدہ رکھنا کہ مرنے والے کی روح چالیس روز تک گھر آتی ہے' اس وجہ سے چالیس راتیں اپنے گھر میں روشنی جلتی چھوڑنا۔

☆ اسی ضعیف عقیدہ کے زیر اثر مرنے والے کے لیے سات پھل' سات خشک میوے' مٹھائی وغیرہ قبر پر لے جا کر تقسیم کرنا۔

☆ مرنے کے بعد روح کو ثواب پہنچانے کے لیے قبروں کے کسی مجاور وغیرہ کا کھانا لگوا دینا' اور گھر والوں کا مسلسل چالیس روز تک بہترین اور مرغن کھانا پکا کر اسے بھجوانا (اس موقع پر ایک عجیب قسم کی توہم پرستی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے' کہ کھانے میں ہر چیز صرف ایک عدد ہی دی جائے اگر اس سے زیادہ دیا تو خاندان میں کسی دوسرے فرد کی موت واقع ہو جائے گی)۔

## ایصالِ ثواب کی بدعات

میت کے ایصالِ ثواب کی غرض سے بے شمار غیر مسنون کام کیے جاتے ہیں، جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً

☆ مخصوص دنوں، مخصوص اوقات اور مخصوص انتظامات کے ساتھ مرنے والے کے گھر میں جمع ہونا۔

☆ ان اجتماعات پر بڑے بڑے کھانوں کا بندوبست کرنا۔

☆ ان موقعوں کے نام یہ ہیں: سوئم / قل، فاتحہ خوانی، ختم دلانا، جمعراتیں، ساتواں، دسواں، چالیسواں، برسی وغیرہ۔ اس کے علاوہ آنے والی پہلی عیدیں اور شعبان، رمضان بھی ان سلسلوں میں شامل ہیں۔

☆ ان تمام ایام میں بدعت کے کھلم کھلا مظاہرے شروع ہو جاتے ہیں، بعض بدعتی امور خود میت کے اہل وعیال اپنے طور پر ادا کرتے ہیں، بعض رسومات تعزیت کے لیے آنے والے ''خیر خواہوں'' کے مشورے پر بطور ثواب جان کر ادا کی جاتی ہیں، اور بعض اوقات میت اپنی زندگی میں خود ایسی غیر مسنون رسومات کرنے کے متعلق وصیت چھوڑ جاتی ہے مثلاً

''میرے مرنے کے بعد میری جائیداد میں سے ان مخصوص دنوں اور تہواروں وغیرہ پر ختم دلانا، صدقہ خیرات کرنا یا کھانے تقسیم کرنا وغیرہ''۔

دین کے حوالے سے ایصالِ ثواب کی ان محفلوں کی حقیقت وحیثیت کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کی زحمت نہیں کی جاتی۔ ان بدعتی مشغلوں میں سے اکثریت کا مقصد صرف دکھاوا اور رشتہ داروں میں سرخروئی ہوتا ہے، برادری میں 'ناک' بچانے کی خاطر قرض بھی لینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کیا جاتا خصوصاً غریب طبقے کو مہنگائی کے دور میں جینا تو دشوار تھا ہی اب مرنا بھی دشوار نظر آنے لگتا ہے۔

## اہم ترین رسم ''چالیسواں''

☆ میت کے ایصالِ ثواب کے طور پر کی جانے والی رسومات میں سب سے بڑی اور اہم رسم چالیسواں ہے جو وفات سے 40 دن کے بعد باقاعدہ منایا جاتا ہے، اور جس میں لوگوں کو باقاعدہ مدعو کیا جاتا ہے (اخبارات میں اشتہار لگوانے کے علاوہ اب دعوتی کارڈ بھی تقسیم ہونے لگے ہیں)۔

☆ گزشتہ چالیس دنوں کے دوران مرحوم کے قرابت داروں اور مولوی صاحب نے جتنے قرآن پاک مرحوم کے ایصالِ ثواب کی غرض سے ''ختم'' کیے انھیں باآوازِ بلند ساری برادری کے سامنے مرنے والے کی روح کو ہدیتاً پیش کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

☆ گٹھلیوں پر پڑھنے کا سلسلہ جو سوئم سے شروع ہوا تھا اب اختتام کو پہنچتا ہے۔

☆ چالیسویں پر مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے جو جوڑے کپڑے وغیرہ بنوائے گئے تھے وہ باقاعدہ عزیزوں کو دکھا کر خیرات کیے جاتے ہیں۔

☆ اس کے بعد پرتکلف کھانا تمام مہمانوں کو کھلایا جاتا ہے، لواحقین صاحب حیثیت ہوں یا قرض لینا پڑے، کھانا پورے لوازمات کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے، جس کا مقصد مرحوم کی روح کو خوش کرنا ہے، برادری والوں کے سامنے مرحوم کے ساتھ اپنی گہری وابستگی اور تعلق جتانا، خاندان میں اس سے پہلے ہو چکنے والے چالیسوں سے خوب تر چالیسواں منانا اور برسی تک کے لیے ایک بڑے '' فرض'' سے سبکدوش ہونا ہوتا ہے۔

☆ رسم چالیسواں ادا کرنے میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ عین چالیسویں کے دن یا ایک دو دن پہلے یہ رسم ادا کر لی جائے، مگر 40 دن سے ایک دن بھی اوپر نہ ہونے پائے، اس بات کو بھی بدشگونی سمجھا جاتا ہے اور وہم کیا جاتا ہے کہ اگر اس رسم کی ادائیگی میں تاخیر ہوئی تو خاندان میں کسی اور شخص کی موت واقع ہو جائے گی۔

## دستار بندی

☆ چالیسویں کے موقع پر اس رسم کو ادا کرنا' مرنے والا سربراہ خانہ تھا' تو اب اس کے بڑے بیٹے کے سر پر خاندان کا کوئی اور بزرگ ''دستار'' باندھتا ہے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ اپنے باپ کے جانشین کے طور پر خاندان کا کفیل مقرر کر دیا گیا ہے۔

☆ اس موقع پر اس ''جانشین'' کا اپنی طرف سے سارے خاندان والوں کو کپڑے تقسیم کرنا۔

## پہلی عید پر سوگ منانا

☆ اکثر گھرانوں میں موت کے بعد آنے والی پہلی عید کو 'یوم سوگ'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔اس دن مرنے والے کے اہل خانہ نہ تو اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور نہ ہی عید کی خوشی مناتے ہیں۔

☆ دن بھر عزیز واقارب کی آمدورفت رہتی ہے اور ''پہلی عید'' کی تعزیت کی جاتی ہے۔

## برسی منانا

☆ مرنے والے کی موت کا ایک برس مکمل ہونے پر برسی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔اس موقع پر تمام عزیز واقارب پھر سے جمع ہوتے ہیں' تعزیت کے الفاظ پھر سے دہرائے جاتے ہیں۔

☆ قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔

☆ آنے والوں کے لیے پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے وغیرہ۔

غیر اسلامی عقائد ونظریات پر مبنی یہ تمام رسومات سراسر وہ بدعتیں ہیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں' اور ان کو بلا تحقیق محض باپ دادا کی پیروی کرتے ہوئے اپنا لیا جاتا ہے' ان کو اپنانے میں نہ صرف اسراف کا پہلو نمایاں رہتا ہے بلکہ ریاکاری اور دکھاوا بھی پیش پیش ہوتا ہے' کیونکہ ایصالِ ثواب کے لیے جتنا خرچ کیا جاتا ہے اس میں غریبوں کے لیے صدقہ خیرات کا حصہ کم اور ان لوگوں کے کھانے' کپڑے اور تبرک پر خرچ زیادہ کیا جاتا ہے جن کے پاس یہ نعمتیں پہلے ہی وافر مقدار میں موجود ہوتی ہیں۔

ان بدعات کا شرک کی حد تک بڑھا ہوا ایک نظارہ ہمارے یہاں بزرگوں اور نیک لوگوں کی قبروں پر دیکھنے کو ملتا ہے۔

ایک برائی ختم نہ کی جائے تو طبیعت دوسری برائی پر آمادہ ہونے لگتی ہے' پھر تیسری اور پھر ------------- برائی برائی ہی نہیں لگتی اسے ''رسم'' یا ''رواج'' کا نام دے دیا جاتا ہے۔

گلاب کے عرق اور دودھ سے مزاروں کو دھونے کی ''رسم'' ادا کرنے والوں کو یہ خیال تک نہیں آتا کہ یہ بدعت ہی نہیں' انتہائی درجے کا اسراف بھی ہے' یہی ملک جہاں بہت سے لوگ خصوصاً بچے دودھ اور دوسری غذائی قلت کے سبب کمزور صحت اور کم عمری کی اموات کا شکار ہیں' وہاں اس بیش بہا نعمت کو یوں ضائع کر کے ایک بڑے گناہ کا ارتکاب کیا جا رہا ہے' جبکہ صحابہ کرام ؓ جیسی جلیل القدر ہستیاں اپنے کفن کے خرچ کے لیے نئے کپڑوں سے بھی گریز کرتے تھے اور نئے کپڑے کے لیے زندوں کو مردوں سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے' حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے ان کی زندگی میں جب کپڑوں میں سے کفن کے انتخاب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''نئے کپڑوں کا زندہ زیادہ مستحق ہے میرے لیے بس یہ پرانے ہی کافی ہوں گے''۔ (صحیح بخاری)

## بزرگوں کی قبریں

یہ وہ بزرگ اور نیک ہستیاں تھیں جو ہمیں توحید اور اتباع سنت کی تعلیم دے گئیں اور جنہوں نے اپنی زندگیاں لوگوں کو شرک کی دلدلوں سے نکالنے میں صرف کر دیں' ان ہی کی قبروں پر مقبرے اور خانقاہیں تعمیر کر دی گئیں' اب انھیں گلاب کے عرق اور دودھ سے دھویا جاتا ہے۔ زائرین ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر عجز وانکساری سے ان مزاروں پر حاضری دیتے ہیں۔ خوبصورت چادروں اور غلافوں سے انھیں سجایا جاتا ہے' رنگ برنگ کپڑے اور دھاگے وغیرہ ان مزاروں پر اور ان کے اردگرد کے درختوں پر باندھے جاتے ہیں وہاں کے پتھروں کو بھی متبرک مانا جاتا ہے۔ نیز وہاں قوالیاں' عرس اور میلے منعقد کرائے جاتے ہیں' ان تمام غیر شرعی پروگراموں کے لیے باقاعدہ فنڈ اکٹھا کیا جاتا ہے جس کے لیے مزار کے گردو پیش میں ڈبے رکھے ہوتے ہیں تاکہ زائرین اس ''نیک کام'' کے لیے اپنا حصّہ ڈال کر ثواب کمائیں۔

یہ رسومات وبدعات ہمارے صاف ستھرے دین کا حصّہ کب بنیں؟ یہ چند دنوں' مہینوں یا سالوں میں نہیں ہوا بلکہ اس میں ان صدیوں کا عمل دخل ہے' جو غیر مسلموں کے ساتھ ہم نے مل کر گذاریں یہی مخلوط معاشرت رسومات وبدعات کی چھوٹی بڑی پگڈنڈیوں کو شرک کی شاہراہ پر لا ملانے کا سبب بنی۔

ہمارے ہاں مسلمانوں کے ساتھ یہ بدقسمتی بھی ہوئی کہ انھیں بحیثیت محکوم قوم تعلیم سے دور رکھا گیا اور یوں جہالت کے اندھیروں سے نکلنے نہ دیا گیا۔ علاوہ ازیں بت پرستی اور کفر وشرک کی نجاست میں لتھڑی ہوئی قوم کے ساتھ صدیوں یکجا رہنے سے ان کے بہت سے رسم ورواج اور شرکیہ افعال کا مسلمانوں پر غیر محسوس طریقے سے اثر ہوتا رہا' آزادی ملی بھی تو قوم ظاہری اور دنیاوی تعمیر وترقی کے منصوبوں میں مصروف ہوگئی' لیکن دین کی بنیادیں مضبوط کرنے کی طرف توجہ کم ہی رہی' اسی لیے دین کی عمارت کی تعمیر ڈھانچے سے آگے نہ بڑھ سکی' یہ ڈھانچہ بھی دینی عقیدوں کے بگاڑ' جماعتوں کی نااتفاقی اور فرقہ واریت کے طوفان سے ہچکولے ہی کھاتا رہا۔

بہرحال خلاصہ یہ کہ ابھی بھی وقت ہے کہ اگر ہم بے دینی کو مزید سیراب کرنے کی بجائے چند قابل اصلاح امور کی طرف توجہ دیں تو خیر کے بہت سے چمن آباد ہو سکتے ہیں' رسومات وبدعات کے حوالے سے بڑے بڑے قابل اصلاح امور یہی ہیں۔

(1) کم علم آباؤ اجداد کی جاہلانہ روایات کی پابندی۔

(2) دینی جماعتوں کی نااتفاقی اور ان کے عقیدوں کا بگاڑ۔

(3) درآمدشدہ غیر مسلم رسومات کی تقلید۔

الحمدللہ! چند پُرخلوص دینی خدمت گزاروں کی سالہا سال کی بے لوث اور انتھک کوششوں سے اب ہمارے ملک میں بھی لوگوں کے سوچنے اور سمجھنے کے انداز میں تبدیلی آ رہی ہے' خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ صلاحیت بیدار ہوتی چلی جا رہی ہے کہ دینی مسائل ومعاملات کو خالص عقیدہ توحید کی کسوٹی سے جانچ کر اور اتباعِ سنت ﷺ کی روشنی میں عمل میں لایا جائے' انشاءاللہ وہ وقت دور نہیں جب مسلمانوں کے اس پاک خطہ سے شرک وبدعت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تعلیمات تھیں؟
''آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ ساری کی ساری عبرت اور موعظت پر مشتمل ہیں مثلاً اس میں یہ ہے:
'ان لوگوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے جنہیں موت کا یقین ہو اور دنیا کے مال و متاع پر نازاں ہوں'
ان لوگوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے جنہیں جہنم کا یقین ہو اور اُنہیں ہنسی آتی ہو'
اس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جو تقدیر (خدا کے فیصلے) پر بھی یقین رکھتا ہے پھر وہ حصول دنیا میں ہلکان ہوتا ہے'
مجھے اس شخص پر بھی تعجب ہوتا ہے جو دنیا اور اس کے تغیرات کو دیکھتا ہے پھر اس کو اپنا نصب العین بناتا ہے'
اُس شخص پر بھی مجھے تعجب ہوتا ہے جو کل قیامت کے دن کے محاسبہ کا یقین رکھتا ہے اور اچھا عمل نہیں کرتا ہے''
(ترغیب بحوالہ صحیح ابن حبان)

# ایصال ثواب کے مسنون طریقے

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مرنے کے بعد انسان کے اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) منقطع ہو جاتا ہے' سوائے تین چیزوں کے جن کا ثواب میت کو پہنچتا رہتا ہے''۔

(1) صدقہ جاریہ۔

(2) لوگوں کو فائدہ دینے والا علم۔

(3) نیک اولاد جو میت کے لیے دعا کرتی ہے (صحیح مسلم)۔

## (1) صدقہ جاریہ

دینی بھلائی کے کام' مسجد' دینی مدرسہ' مسافر خانہ یا شفا خانہ کی تعمیر پانی پلانے کا انتظام نیز سایہ دار یا پھل دار درخت لگانا' یہ سب صدقہ جاریہ ہیں' جن کا اجر و ثواب انسان کو مرنے کے بعد از خود ملتا رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے' سعد بن عبادہؓ کی والدہ فوت ہو گئیں تو سعدؓ نے کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں فوت ہو گئی ہے، کیا میں اس کی طرف سے خیرات کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا''ہاں'' عرض کی' 'کونسی خیرات بہتر رہے گی؟' فرمایا'' پانی پلانے کا انتظام'' (مسند احمد)۔

اسی طرح دین میں جس نے کسی سنت کو زندہ کیا اس کے لیے اس کا اپنا اور اس آدمی کا بھی اجر شامل ہوگا جو بعد میں اس پر عمل کرے۔ بعد والوں کے اپنے اجر میں کمی بھی نہیں ہوگی۔ (بحوالہ مسلم) (''بدعات'' میں تفصیل بیان ہو چکی ہے)۔

صدقہ جاریہ کی ایک اور شکل 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' کی تلقین کرنا اور اس کی وصیت چھوڑ جانا بھی ہے۔ خصوصاً آج کے دور میں خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے درمیان عقیدہ اور عمل کو اپنانے والے کے لیے آپ ﷺ نے ایک آدمی کے عمل پر پچاس آدمیوں کی طرح ثواب ملنے کی خبر دی تھی، اس پر ابو ثعلبہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا:

''اے اللہ کے رسول! کیا پچاس انھی میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں'' بلکہ تم میں سے۔ کیونکہ (آج) نیکی کرنے میں معاون دستیاب ہیں، جو ان کو دستیاب نہیں ہوں گے۔ (سنن ابی داؤد)

## (2) لوگوں کو فائدہ دینے والا علم

ایسا علم سکھا جانا جس پر بعد میں بھی درس و تدریس اور عمل کا سلسلہ جاری رہے خصوصاً قرآن اور دینی اصلاح کی تعلیم اور تربیت نیز دنیا میں انسانیت کی بھلائی کے امور میں مدد دینے والا علم بھی اس میں شامل ہے جیسے کوئی فائدہ مند سائنسی یا میڈیکل ایجاد وغیرہ جس سے لوگ نسل در نسل فائدہ اٹھاتے رہیں۔

علم کے حوالے سے دین کی نشر و اشاعت کے کام بھی بہترین صدقہ جاریہ ہو سکتے ہیں۔ درحقیقت علم ایسا نور ہے جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی وہ کبھی ختم ہونے والا ہے اسی لیے یہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی فائدہ دیتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حصول علم کے راستے پر چلنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں (مسلم)۔

مزید فرمایا:

''بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے'' (ترغیب)۔

ایک اور موقع پر علم و ہدایت کی باتوں کو سیکھنے اور سکھانے کو زرخیز اور عمدہ زمین سے تشبیہ دی جو خود بھی سرسبز ہوتی ہے اور دوسروں کو بھی اناج، گھاس، چارہ وغیرہ دیتی رہتی ہے۔ اسی لیے ایک اکیلے عالم کو شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت بتایا گیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا:

''علم مال سے بہتر ہے کیونکہ مال کی تمھیں نگہبانی کرنی پڑتی ہے، مگر علم تمہارا نگہبان ہوتا ہے، مال خرچ کرنے سے ختم ہو جاتا ہے، مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے، علم حاکم ہے اور مال محکوم، مالدار چل بسے، لیکن علم والے زندہ ہیں اور رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے، بیشک ان کے جسم مٹ گئے ہیں، مگر ان کے کارنامے کبھی مٹنے والے نہیں''۔

اسی بات کو حضرت علیؓ نے شعر کی شکل میں یوں بھی بیان کیا:

رَضِینَا قِسۡمَةَ الۡجَبَّارِ فِینَا     لَنَا عِلۡمٌ وَّلِلۡجُهَّالِ مَال

ترجمہ: ''ہم راضی ہیں اس فیصلہ پر جو اللہ جبار نے ہمارے لیے کیا ہے کہ ہمارے حصہ میں علم آیا اور جاہلوں کے حصہ میں مال آیا''۔

فَإِنَّ الۡمَالَ یَفۡنٰی عَنۡ قَرِیۡبٍ     وَإِنَّ الۡعِلۡمَ یَبۡقٰی لَا یَزَال

ترجمہ: ''تو بیشک مال جلدی ختم ہونے والی دولت ہے اور یقیناً علم ہی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے''۔

علماء کو انبیاء کا وارث اسی لیے کہا گیا کہ انبیا نے درہم و دینار نہیں چھوڑے تھے صرف علم چھوڑا، جس نے یہ علم حاصل کر لیا بڑی دولت کا مالک بن گیا اور یہ فضیلت اسی وقت ہے جب اس پر عمل بھی کر لیا، بے عمل عالم کی نصیحت دل پر اثر ہی نہیں کرے گی بلکہ دل سے جلد اتر جائے گی، کہاں یہ کہ وہ صدقہ جاریہ

بنے۔

عبدالرحمٰن بن غنم کہتے ہیں کہ مجھ سے دس صحابیوں نے روایت بیان کی ہے کہ ہم مسجد قبا میں بیٹھے علمی مذاکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمیں دیکھ کر فرمایا: ''جتنا چاہو علم حاصل کرو، مگر خدا ثواب اسی وقت عطا فرمائے گا جب اپنے علم پر عمل کرو گے'' (اسلامی خطبات جلد اوّل)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا ''یا رسول اللہ ﷺ! اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ﷺ مجھے علم کی باریکیاں بتا دیں' ارشاد ہوا ''تو پروردگار کی معرفت حاصل کر چکا؟'' عرض کی 'جی ہاں' فرمایا: ''پروردگار کے حقوق کہاں تک ادا کیے''؟ عرض کیا 'جہاں تک خدا کو منظور تھا' فرمایا: ''موت کو بھی جان چکا ہے'' عرض کیا 'جان چکا ہوں' فرمایا: ''اس کے لیے تیاری بھی کر لی ہے؟'' عرض کیا 'جی ہاں جتنی خدا کو منظور تھی' فرمایا ''جاؤ' پہلے جڑ پختہ کرو (عمل کا آغاز کرو) پھر آنا ہم تمہیں باریک علم سے آشنا کر دیں گے''

(اسلامی خطبات جلد اوّل)۔

## (3) نیک اولاد جو میت کے لیے دُعا کرتی رہے

میت کے لیے زندوں کی طرف سے نفع بخش چیز اس کے لیے دعائے استغفار کرنا ہے۔ جس طرح زندہ انسان کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مردے دعا کے انتہائی محتاج ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اللہ عز و جل جنت میں نیک آدمی کا درجہ بلند فرمائے گا تو آدمی عرض کرے گا یا اللہ! یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہو؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کیا تھا'' (مسند احمد)۔

اس کے علاوہ نیک اولاد کے اعمال کا ثواب بھی بغیر نیت کیے والدین کو پہنچتا رہتا ہے' حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پاکیزہ تر کھانا جو تم کھاتے ہو اپنی کمائی سے ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں شامل ہے'' (سنن ابی داوٗد)۔

اولاد کو قرآن وسنت کا تابع بنا کر مرنے والا قیامت تک اس کی کمائی کو وصول کرتا رہے گا۔

## جس کی اولاد نہیں اس کے لیے دعا کون کرے؟

گھر والے' دوست' پڑوسی وغیرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہوتے ہیں۔ ان سب لوگوں کے ساتھ دکھ سکھ میں ہمدردی اور اچھے تعلقات رکھنے چاہئیں اور اگر ان میں سے کوئی وفات پا جائے تو انہیں نہ صرف اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں بلکہ ان کے اچھے کاموں کا دوسروں کے سامنے تذکرہ کریں اور ان کے برے کاموں یا زیادتیوں کو بھلا دیں۔ اگر آپ کے دل میں مرنے والوں کے لیے ایسے جذبات ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی موت پر دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی آپ کے لیے ایسے ہی جذبات پیدا فرما دے گا اور یوں ان کی طرف سے آپ کی مغفرت کے لیے دعائیں آپ کی قبر میں' قیامت کے دن اور پل صراط پر فائدہ دیں گی اور جنت میں آپ کے درجات کی بلندی کا باعث بنیں گی۔ بے اولاد لوگوں کے لیے خصوصاً یہ نہایت کارآمد تجویز ہے۔

## اہل دنیا کی دعاؤں کے منتظر

رسول اللہ ﷺ سے مُردوں کے حق میں دعا فرمانا بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے دوسروں کو بھی دعا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک مسلمان جب اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے' اس آدمی کے پاس ایک نگران فرشتہ ہوتا ہے، جب بھی آدمی اپنے بھائی کے حق میں دعا کرتا ہے تو نگران فرشتہ آمین کہتا ہے' اور کہتا ہے کہ تجھے بھی ایسا ہی ملے'' (نسائی)۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے جو اپنے ماں باپ، بھائی یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے، جب اسے دعا پہنچتی ہے تو اسے دنیا جہاں کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے، بے شک اہل دنیا کی دعا سے اللہ تعالیٰ اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے، مردوں کے لیے زندوں کی طرف سے بہترین تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے (بیہقی)۔

دعائیں کتاب کے آخری صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

## دعا سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت

تلاوت وقرآتِ قرآن کو قبولیت دعا کا وسیلہ وسبب بنا کر میت کے لیے اللہ رب العزت سے مغفرت ورحمت طلب کرنا فائدہ مند ہوسکتا ہے، مگر قرآن کا ''ختم'' کرانا اور صرف مخصوص دنوں میں کرانا یا قرآن پہ قرآن ختم کرنے کی دوڑ میں حصہ لینا اور یہ سمجھنا کہ اس سے میت کو کوئی فائدہ پہنچے گا یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

یہ کتاب ہدایت ہے اور ہدایت وعمل کی زندہ لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ مرنے والے پر عمل وہدایت کا دروازہ زندگی ختم ہونے کے ساتھ ہی بند ہو جاتا ہے، اب اسے بخشش کے لیے زندوں کی طرف سے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے ناموں، بابرکت کلام اور نیک کاموں کو وسیلہ بنا کر مانگی جائیں تو اس کے ہاں ضرور قبول ہوتی ہیں، اس لیے قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور اتنی کرنا جتنی آسانی سے سمجھ کر اور عمدہ طریقے سے کی جا سکے، دعا کی مقبولیت کے لیے بہتر ہے۔ عبادات کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور کثرت کے مقابلہ میں اخلاص کی زیادہ قدر کی جاتی ہے، خواہ ان کا تعلق قرآن ختم کرانے سے ہو یا تسبیحات پڑھنے سے۔

حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں گنتی کے ساتھ سوا لاکھ بار آیات کریمہ کا ورد نہیں کیا تھا، ایک ہی بار کہا تھا اور پورے اخلاص اور عاجزی کے ساتھ کہا تھا۔ اس لیے فوراً قبول فرمالیا گیا، لہٰذا مسجد سے مولوی صاحب یا ان کے شاگردوں سے اجرت پر یا کھانے کی دعوت پر قرآن کا ختم کرانا بھی مسنون نہیں ہے، اپنے قریب ترین اور پیارے عزیز جس چاہت اور اخلاص سے تلاوت اور دعا کر سکتے ہیں اس جذبے سے یہ کام بھلا کوئی اور کیسے کر سکتا ہے۔

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ''ختم قرآن'' کے لیے مدعو کیے جانے والوں میں سے اکثریت کو بے زاری سے وقت نکال کر یا محض رشتہ داری اور دنیاوی تعلق نبھانے کی خاطر (ایک سوشل پروگرام سمجھ کر) آنا پڑتا ہے اور پھر یہ عزیز واپسی تک کئی بار جتا چکے ہوتے ہیں کہ ان کی خاطر وہ کئی کام، کاروبار اور مسائل چھوڑ کر شرکت کرنے آئے ہیں، ایسے موقعوں پر خصوصاً خواتین کے درمیان کافی غیر سنجیدہ اور لاپروائی کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں مثلاً کچھ خواتین ''نظر والی'' عینک بھول آنے کا عذر پیش کر کے ایک طرف بیٹھی اونگھنے لگتی ہیں یا ''نہ پڑھنے والیوں سے'' بیچ مجلس میں باتیں کرنے لگتی ہیں، کہیں دو دو مل کر آدھا آدھا پارہ بانٹ کر پڑھنے لگتی ہیں، کچھ کمر میں تکلیف یا بڑھاپے کی مجبوری کی وجہ سے نیم دراز ہو کر تلاوت کر رہی ہوتی ہیں جو سراسر محفل یا کلام کے تقدس کے خلاف ہے۔ کچھ مائیں ساتھ آئے چھوٹے بچوں کے بہلاوے میں بار بار قرآن پڑھنے اور چھوڑنے پر مجبور ہوتی ہیں (کیونکہ ''ختم'' جو کرنا ہوتا ہے) کچھ کا حال یہ ہوتا ہے کہ ضمانت ہی نہیں دی جا سکتی کہ اس نے قرآن درست پڑھا ہے یا پورا سیپارہ پڑھا ہے۔ ان تمام چیزوں سے دوسری سنجیدگی سے پڑھنے والی خواتین کی توجہ بھی متاثر ہوتی ہے۔ غرض اس وقت محسوس یہ ہو رہا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہی تلاوت گھروں میں سکون اور سہولت سے فراغت کے اوقات میں بیٹھ کر اور مرحوم کے ساتھ اپنے اپنے تعلق، محبت اور اپنی استطاعت کے مطابق کر لی جاتی تو نہ صرف سب کے لیے بہتر ہوتا بلکہ درست طریقے سے قرآن پڑھنے کا حق بھی ادا ہو جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے لیے احکامات اور قوانین بنانے والی ذات عالی نے ایسے کسی طرز عمل کو فرض قرار ہی نہیں دیا جو انسانوں کے لیے نبھانا مشکل ہو یا اس کو کرنے میں بیزاری کا پہلو نکلتا ہو۔

دعا کے علاوہ کچھ اور ایسے مستحب طریقے اور صورتیں بھی ہیں جن کے ذریعے اپنے بچھڑنے والے کو ثواب بطور ہدیہ بھیجا جا سکتا ہے۔

## ایصالِ ثواب کے کچھ اور طریقے

### قرض چکانے میں مدد

اپنے اور میت کے لیے ثواب کے طور پر سب سے پہلے تو میت کے قرض کی ادائیگی کا معاملہ صاف کرانا ہے اگر مرنے والا مقروض تھا اور اس کے چھوڑے ہوئے مال میں سے وہ پورا ادا نہیں ہو پا رہا تو یہ اس کے ساتھ بڑی نیکی ہوگی کہ کوئی صاحبِ استطاعت عزیز یا کچھ وارث اور عزیز مل کر اس کے قرض کی ادائیگی کرا دیں تا کہ اس کی روح قرض کے ساتھ 'معلق نہ' رہے اور اپنے مقدر کیے گئے مقام تک پہنچ جائے۔

(تفصیلات ''میت کا قرض'' کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرمائیں)۔

### حج کی نذر اور اللہ کا قرض

اسی طرح شرعی نذر (مرحوم نے اگر زندگی میں کوئی مانی تھی) ''جسے اللہ کا قرض'' کہا گیا ہے بھی وارث یا قرابت دار پوری کر دیں تو میت کے حق میں ثواب کا باعث ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ جُہینہ کی ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ''میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی' لیکن حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی' کیا میں اس کی طرف سے حج ادا کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں اس کی طرف سے حج ادا کرو' (یعنی اسے ثواب مل جائے گا) اور ہاں سنو! اگر تمھاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں؟'' اس نے عرض کیا ''جی ہاں'' پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض (یعنی نذر) ادا کرو' کیونکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے'' (صحیح بخاری)۔

نوٹ: زندہ والدین کی طرف سے بھی فرض حج یا نفلی نذر مانا ہوا حج (بوجہ کسی عذر وہ خود نہ کر سکیں تو) ادا ہو سکتا ہے' بشرطیکہ ایسا کرنے والے نے خود اپنا فرض حج پہلے ادا کر لیا ہو۔

فضل (ابن عباسؓ) سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا' ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے بوڑھے باپ پر حج فرض ہے لیکن وہ اونٹ پر سوار ہونے کی ہمت نہیں رکھتا'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنے باپ کی طرف سے حج ادا کرو' (مسلم)۔

### روزے

میت کی طرف سے اگر کوئی فرض روزے رہ گئے ہوں تو اس کی طرف سے ورثاء روزے رکھ کر اس کی مدد کر سکتے ہیں' حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر فرض روزے رکھنے باقی ہوں' تو اس کا وارث روزے رکھے'' (صحیح بخاری)۔

## قربانی

ایصالِ ثواب کے لیے میت کی طرف سے قربانی کرنے کی دلیل بھی ہمیں ایک حدیث مبارک سے ملتی ہے۔حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ نے عید کے دن دو مینڈھے ذبح کیے' جو کہ سینگوں والے چتکبرے اور خصی تھے جب ان کو لٹایا تو فرمایا:

ترجمہ:''میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے' میں ابراہیم حنیف کی بات پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں' بیشک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اے اللہ! یہ قربانی جو تیرا ہی عطیہ تھی' جسے تیری ہی راہ میں قربان کر رہا ہوں' اسے محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے قبول فرما'' پھر نبی کریم ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر دونوں مینڈھے ذبح فرما دیئے۔

(مسند احمد)

(امت میں اس وقت وہ لوگ بھی شامل تھے جو مسلمان ہو کر وفات پا چکے تھے اور جو آنے والے ہیں)۔

## صدقہ وخیرات

میت کے ایصال ثواب کے لیے اس کی طرف سے صدقہ' خیرات کرنا بھی احادیث سے ثابت ہے' حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا:''میری ماں اچانک فوت ہو گئی اور کوئی وصیت نہ کر سکی۔ میرا گمان ہے کہ اگر بول سکتی تو صدقہ کرنے کو کہتی' کیا اب میں صدقہ کروں تو اس کو اجر ملے گا' اور ساتھ ساتھ مجھے بھی اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''ہاں'' تو اس نے اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کیا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا باپ فوت ہو گیا ہے' کوئی وصیت بھی نہیں کی' اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں تو کیا یہ اس کی کوتاہیوں کا کفارہ بنے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''ہاں''۔ (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث کے مطابق:-

''عاص بن وائل سہمی نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیئے جائیں' اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے' اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے سوچا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں' چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ میرے بھائی نے پچاس غلام آزاد کر دیئے' اب میرے ذمے پچاس باقی ہیں کیا میں اپنے والد کی طرف سے ادا کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ مسلمان تھا پھر تم چاہے اس کی طرف سے غلام آزاد کرو' صدقہ کرو یا حج کرو سب کا اجر اسے مل جائے گا''۔

(سنن ابی داؤد)

## ایفائے عہد اور صلہ رحمی

بنو سلمہ قبیلہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا' اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! کیا میرے والدین کے فوت ہو جانے کے بعد کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے کہ میں ان کے ساتھ کرسکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں ان کے لیے دعا مانگنا اور ان کے حق میں مغفرت طلب کرنا اور ان کی وفات کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا' اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا''۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں:

''کم ہی ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا ہو اور یہ نہ کہا ہو:

''جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں' اور جو عہد و پیمان کی پابندی نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں''۔

(بیہقی)

# شہادت

## (عظیم معرکہء حیات)

### شہادت کیا ہے؟

میدان جنگ میں جو مسلمان جان و مال سے صرف اللہ کی خاطر لڑتا ہے' اور کفر و شرک کو مٹانے اور اللہ کی وحدانیت کا بول بولا کرنے کے لیے قتل کرتا ہے اور اس معرکہ میں خود بھی قتل ہو جاتا ہے وہ ''شہید'' ہے۔

### قرآن میں شہادت کی فضیلت

شہید اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص تقرب اور امتیازی درجہ پاتے ہیں، انھیں پہلا اعزاز یہ حاصل ہوتا ہے کہ موت کی بجائے ایک نئی زندگی عطا کر دی جاتی ہے جو ہماری زندگی سے مختلف ہے' اور وہ وہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ..... (ال عمران :170-169)

ترجمہ:''اور جولوگ اللہ تعالی کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انھیں مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں اللہ نے انھیں جو اپنا فضل دیا ہے اس پر خوش ہیں''۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرہ :154)

ترجمہ:''اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم (ایسی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے''۔

## حدیث میں شہادت کی فضیلت

ایک حدیث مبارک میں ہمیں شہادت کے فضائل یوں بتائے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لیے چھ خصوصیات ہیں۔

(1) پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش ہو جائے گی۔

(2) جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا اور عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

(3) قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا جائے گا۔

(4) زیور ایمان سے آراستہ ہوگا۔

(5) خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے نکاح ہوگا۔

(6) ستر قریبی رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت (سفارش) باذن اللہ قبول ہوگی۔

(سنن ابن ماجہ)

## آخرت کو دنیا پر ترجیح

جہاد فی سبیل اللہ میں جان جیسی پیاری چیز کا نذرانہ پیش کرنے والے مجاہد کا مطمع نظر نہ دنیا کا مال وجلال ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو گھر' خاندان' آرام وغیرہ کا خیال اللہ کے راستے میں جانے سے روکتا ہے' اللہ کا وعدۂ انعامات اسے آخرت کو دنیا کی زندگی پر ترجیح دینے پر ابھارتا رہتا ہے۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ○ (ال عمران: 195)

ترجمہ: ''تو جو لوگ میری خاطر وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور لڑے اور قتل کئے گئے میں ان کے گناہ دور کر دوں گا' اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) اللہ کے ہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے ہاں اچھا بدلہ ہے''۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْمُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ (ال عمران: 157)

ترجمہ: ''اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال ومتاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے اللہ کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے''۔

فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا○ (النساء: 74)

ترجمہ: ''تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے دنیا کی زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں ان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دیں گے''۔

## بلا تاخیر شہادت

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے آخرت کا اجر پانے کی کوشش میں کتنی جلدی کرتے ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے ہیں: ''ایک شخص (مسلمؒ کی روایت میں اس شخص کا نام عمیر بن حمامؓ بتایا گیا ہے) نے جنگ احد کے دن اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا' فرمایئے! اگر میں مارا جاؤں تو (مارے جانے کے بعد) کہاں جاؤں گا؟' آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہشت میں'' اس شخص نے یہ سن کر جو کھجوریں کھا رہا تھا ان کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا پھر لڑتا رہا' یہاں تک کہ مارا گیا (شہید ہو گیا) (صحیح بخاری)۔

## واپس آنے کی تمنا

حدیث پاک ہے:

''بہشت میں داخل ہونے والوں کو زمین پر جو کچھ ہے اگر دے دیا جائے تو پھر بھی وہ واپس دنیا میں آنا نہیں چاہے گا' سوائے شہید کے کہ وہ اس عزت و اکرام کی بنا پر جو اسے ملا' تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے' اور دس بار قتل ہو جائے'' (متفق علیہ)۔

## لذت شہادت

حدیث پاک ہے:

''جو شخص نیک عمل لے کر دنیا سے جاتا ہے اسے اللہ کے ہاں اس قدر پرلطف اور پرکیف زندگی میسر آتی ہے کہ وہ کبھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا' مگر شہید اس سے مستثنیٰ ہے' وہ تمنا کرتا ہے کہ پھر دنیا میں بھیجا جائے اور پھر اس لذت' اس سرور اور نشے سے لطف اندوز ہو جو راہِ خدا میں جان دیتے وقت حاصل ہوتا ہے'' (مسند احمد)۔

## آرزوئے شہادت

ایک سچا مومن شہادت کی موت کے لیے دل سے آرزو رکھتا ہے اور ایسا کرنا مسنون ہے۔ نبی پاک ﷺ نے خود اپنی ذات اطہر کے لیے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں'' (صحیح بخاری)۔

## دعائے شہادت

شہادت کی موت کے لیے دعا کرتے رہنا بھی مستحب ہے۔ حضرت عمرؓ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے اپنے رسول ﷺ کے شہر میں شہادت کی موت نصیب فرما''۔ (آمین)

## اخلاص نیت

شہادت کی موت کے لیے نیت کا خالص ہونا ضروری ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا' اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا'' تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لیے کیا عمل کیا'' وہ کہے گا ''میں نے تیری راہ میں جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گیا'' اللہ تعالیٰ (اس کے دل یعنی نیت کا حال جاننے کی وجہ سے) ارشاد فرمائے گا ''تو جھوٹ کہتا ہے تو نے بہادر کہلوانے کے لیے جنگ کی سو دنیا میں تجھے بہادر کہا گیا'' پھر فرشتوں کو حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

## شہید اور قرض

میت کے قرض کی ادائیگی کے لیے اس قدر تاکید آئی ہے کہ شہادت جیسا رتبہ پانے والا بھی اس سے بری الذمہ نہیں' حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قرض کے علاوہ شہید کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں''۔ (مسلم)

### حدیث قدسی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اے آدم کے بیٹے! تو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا' نہ آگ لگنے کا خطرہ' نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر' میرے پاس رکھا گیا یہ خزانہ میں پورا تجھے دے دوں گا' اس دن جب کہ تو اس کا سب سے زیادہ محتاج ہوگا''

(طبرانی)

## غسل سے مبرّا

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے کو غسل نہیں دیا جائے گا' حضرت جابرؓ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے احد کے دن شہیدوں کو غسل نہیں دیا اور فرمایا: ''میں ان کا گواہ ہوں' انھیں خون سمیت لپیٹ دو' جو بھی اللہ کی راہ میں زخم کھائے گا وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ خون ٹپک رہا ہوگا' رنگ تو خون والا ہوگا لیکن خوشبو کستوری کی سی ہوگی'' (بیہقی)۔

ایک اور روایت میں فرمایا:

''انھیں غسل مت دو، ہر زخم سے روزِ قیامت کستوری کی خوشبو بھڑ کے گی''۔

آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ بھی ادا نہیں فرمائی (مسند احمد)۔

ایک غزوہ میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سارا مالِ غنیمت عنایت فرمایا' آپ ﷺ نے اس کو تقسیم شروع کرنے سے پہلے تمام ساتھیوں کی موجودگی کے متعلق دریافت فرمایا تو معلوم ہوا جلیبیبؓ نظر نہیں آرہے آپ ﷺ نے انھیں تلاش کرنے کا حکم فرمایا تو وہ مقتولین میں پائے گئے ان سات آدمیوں کے قریب جو جلیبیبؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا:

''اس نے سات آدمیوں کو قتل کیا' پھر انھوں نے اسے شہید کر دیا' یہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں'' یہ بات آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ دہرائی' پھر آپ ﷺ نے اپنے بازوؤں کو پھیلا لیا' راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اپنے بازوؤں پر اٹھا لیا' رسول اللہ ﷺ کے بازو ہی اس کی چارپائی تھے' اس کی قبر کھودی گئی اور لٹا دیا گیا راوی نے غسل کا تذکرہ نہیں کیا (صحیح مسلم)۔

## فرشتوں سے غسل

احد کے روز حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ کی شہادت بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن الزبیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں' اس کی اہلیہ سے دریافت کرو' اس نے (اہلیہ نے) بتایا کہ وہ ندائے جہاد سنتے ہی نکل گئے' حالانکہ وہ جنبی تھے، تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اسی لیے اسے فرشتوں نے غسل دیا ہے'' (مستدرک حاکم)۔

(تب سے وہ غَسِیْلُ الْمَلٰٓئِکَۃِ مشہور ہوئے)۔

## شہید کا کفن

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ شہدائے احد کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ''ان کا اسلحہ وغیرہ اتار لیا جائے اور خون سمیت انھی کپڑوں میں دفن کیا جائے'' (سنن ابی داؤد)۔

''شہید کو وردی سمیت کفن کی چادر میں لپیٹا جائے گا' اس کی دلیل ہمیں چند ایک مزید روایات سے مل جاتی ہے''۔

''حضرت مصعب بن عمیر غزوہ احد کے روز شہید ہو گئے' انہوں نے کچھ بھی نہ چھوڑا' جس میں کفن دیا جا سکے بس ایک چھوٹی سی دھاری دار چادر تھی' جس سے اگر ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے' اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتا اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چادر کو سر کی طرف ڈال دو' ایک دوسری روایت میں ہے فرمایا: ''چادر سے اس کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو'' (صحیح بخاری)۔

احد ہی کے معرکہ کے بارے میں حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مقتولین زیادہ تھے اور کپڑے کم دو تین کو آپ ﷺ ایک قبر میں جمع فرما رہے تھے اور دریافت کرتے تھے:

''قرآن کسے زیادہ حفظ ہے'؟ پھر اسے لحد میں مقدم کر دیتے اور دو تین کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے (سنن الترمذی)۔

## شہید کے لیے نمازِ جنازہ

اللہ کی راہ میں مارے جانے والے مسلمان (شہید) کی نمازِ جنازہ واجب ہونے کی کوئی واضح دلیل نہیں ملتی۔

نمازِ جنازہ دراصل میت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے مانگی جانے والی دعائے استغفار ہے اور شہید اوّلاً اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ''میت'' یعنی مردہ نہیں ہے ثانیاً اللہ تعالیٰ نے خود ہی (انسانوں کی طرف سے بخشش طلب کیے بغیر) شہید کے تمام گناہ (سوائے قرض کے) اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی معاف فرما دینے اور اپنے ہاں سے فضل اور انعام و اکرام دینے کا وعدہ فرمایا ہے' اس لیے اس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کی ضرورت واجب نہیں سمجھی گئی' البتہ شرعاً جائز ہے **واللہ اعلم**۔

صحیح بخاری کی ایک روایت سے اگر آٹھ سال بعد احد کے شہیدوں کے لیے دعائے استغفار پڑھنے کی حدیث ملتی ہے تو وہ آپ ﷺ کی اپنی وفات سے پہلے ایک الوداعی دعا تھی۔

## شہادت کی دوسری اقسام

رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہؓ کی عیادت کو تشریف لائے' وہ آپ ﷺ کے استقبال کے لیے بستر سے اٹھ نہ سکے' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے کہ میری امت کے شہداء کون کون ہیں؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''مسلمان کا قتل ہونا شہادت ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس صورت میں تو میری امت کے شہداء کم ہی ہوں گے مسلمان کا قتل ہونا عین شہادت ہے' (لیکن) طاعون سے مرنا بھی شہادت ہے اور جو عورت بچے کی پیدائش کے سبب فوت ہو جائے یہ بھی شہادت ہے (بچہ اپنی نال کی وجہ سے ماں کو جنت میں لے جائے گا)'' (مسند امام احمد)۔

ایک مشہور حدیث میں حضرت جابرؓ بن عتیک آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ :

''فی سبیل اللہ قتل ہونے کے علاوہ شہید سات قسم کے ہیں۔ طاعون سے مرنے والا' غرق ہونے والا' پہلو کے درد سے مرنے والا' پیٹ کی بیماری سے مرنے والا' جل جانے والا' ملبے کے نیچے دب کر مرنے والا اور وہ عورت جو بچے کی وجہ سے مر جائے' یہ سب کے سب شہید ہیں'' (سنن ابی داؤد)۔

اس کے علاوہ مختلف احادیث میں تپ دق سے مرنے والا' جس شخص کا مال ناحق طریقے سے لینے کی کوشش کی جائے پھر وہ اس کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے' جو اہل و عیال کی عزت کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے' جو اپنے دین کے دفاع میں مارا جائے اور جو اپنے خون کے دفاع میں مارا جائے یہ سب کے سب شہید ہیں (بحوالہ ابی داؤد، الترمذی والنسائی)۔

ظالم حاکم کو نصیحت کرنے کے جواب میں قتل کیے جانے والا بھی شہادت کا رتبہ پائے گا، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''حضرت حمزہ بن عبدالمطلب سید الشہداء ہیں اور وہ آدمی بھی جس نے ظالم امام (حاکم) کو نیکی کی تلقین کی اور برائی سے روکا تو حاکم نے اس کو قتل کر دیا'' (المستدرک الحاکم)۔

# خودکشی

## (نعمت حیات کی ناشکری)

### زندگی ایک امانت

زندگی اللہ تعالٰی کی طرف سے عطا کردہ وہ نعمت ہے جو ہمارے پاس اس کی طرف سے امانت ہے' کیونکہ ہم اس جان یا زندگی کے مالک نہیں صرف امین ہیں۔لہٰذا اگر اس امانت کا کوئی حصہ جیسے صحت' قوت' صلاحیت' عمر یا پوری کی پوری جان کو اگر خود اپنے ہاتھوں ضائع کرنا چاہیں تو نہ صرف اس نعمت کی ناشکری اور امانت میں خیانت ہے۔بلکہ خود خالق کی طرف سے بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔رب کائنات کا فرمان ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا۝ (النساء :29)

ترجمہ:''اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اللہ تم پر بڑا مہربان ہے''۔

### اعمال کی آزمائش

زندگی کی مہلت کم یا زیادہ بھی اسی ذاتِ اقدس کی طرف سے مقرر ہے تاہم اس کی دی ہوئی اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کر لینے چاہیں۔

الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ (الملک :2)

ترجمہ:''جس نے (اللہ نے) موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے''۔

### سخت وعید

مصیبتوں' محرومیوں' ناکامیوں' بیماریوں وغیرہ سے تنگ آ کر زندگی ختم کر لینا دنیا کے ساتھ آخرت کی خیر سے بھی محروم ہو جانا ہے۔ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

''میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی،اس کی سزا میں میں نے اس پر بہشت حرام کردی''۔ (صحیح بخاری)

ایک اور حدیث مبارک ہے' صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگِ حنین میں تھے آپ ﷺ نے ایک شخص کے متعلق جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا' فرمایا:''یہ جہنم والوں میں سے ہے''۔جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب لڑا اور زخمی ہوا' لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے جس شخص کو جہنمی فرمایا وہ آج خوب لڑا اور مر گیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جہنم میں گیا''۔ بعض مسلمانوں کو اس میں شک (تعجب) ہونے کو تھا (کیونکہ ظاہر حالت میں اس کا جنتی ہونا پایا تھا) اتنے میں خبر آئی کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے۔لیکن بہت سخت زخمی ہے' جب رات ہوئی تو وہ زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اس نے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور نوک سینے کے درمیان میں پھر اس پر زور دیا اور اپنے آپ کو مار ڈالا۔اس کی موت کی خبر سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''آدمی لوگوں کے نزدیک (ظاہر میں) جنتیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جہنمی ہوتا ہے' اور ظاہر میں جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

حسنؒ سے روایت ہے: ''وہ کہتے تھے'' اگلے وقتوں میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا' اس کو جب بہت تکلیف ہوئی تو اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور پھوڑے کو چیر دیا' اس سے پھر خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے حرام کیا اس پر جنت کو' پھر اپنا ہاتھ حسنؒ نے مسجد کی طرف بڑھایا اور کہا قسم خدا کی یہ حدیث مجھ سے جندبؓ نے بیان کی' رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد میں'' (مسلم)۔

ایک اور حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے اس جرم کے مرتکب ہونے والے کے بارے میں یہ وعید سنائی: ''جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کیا وہ جہنم میں جائے گا' اور ہمیشہ اپنے آپ کو اسی طرح گراتا رہے گا' جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ اس کی یہی حالت رہے گی' جس نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کیا' جہنم میں وہی زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے کھاتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا' جس نے اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے ہلاک کیا وہی ہتھیار جہنم میں اس کے ہاتھوں میں ہوگا جسے وہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا جہنم میں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا'' (صحیح بخاری)۔

## نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار

ان تمام احادیث مقدسہ کی رو سے خودکشی یا خودسوزی ہمارے دین میں حرام فعل اور گناہ کبیرہ ہے اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے' حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے تیز دھار آلے سے خودکشی کر لی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی (صحیح مسلم)۔

ایک دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں تو اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا'' (مسلم)۔

تقریباً تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام وقت اور نیک لوگوں کو خودکشی کرنے والے کے جنازے میں شریک نہیں ہونا چاہیے (البتہ عام لوگ اس کا جنازہ پڑھا کر دفن کر دیں) تاکہ دوسروں کے لیے عبرت کا سامان ہو۔

## کن موقعوں پر خود جان پیش کر سکتے ہیں

کسی ناگہانی حادثہ میں جہاں بہت سے مسلمانوں کی جان بچانے کے لیے ایک دو مسلمانوں کو اپنی جان دینی پڑے یا جیسے جنگ کے حالات میں اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑے' یہ جہاد ہے اور اس میں جان دینے والا ''شہید'' ہے جو افضل ترین موت ہے اور یہ خودکشی والے معاملہ سے بالکل مختلف صورت ہے۔

# انسدادِ خودکشی

## آزمائشیں برحق ہیں

ہر فرد' خاندان اور معاشرہ کبھی نہ کبھی ضرور ایسی صورتحال سے دوچار ہوتا ہے جب خیر و شر' خوشحالی و غربت، عطا اور محرومی دونوں صورتیں آزمائشیں بن جاتی ہیں' قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ○ (الانبیاء :35)

ترجمہ: ''اور ہم اچھے اور برے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں آخر کار تمھیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے''۔

## مومن کے لیے اجر

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والوں کے لیے دونوں ہی طرح کی آزمائشیں سراسر خیر ہیں' خوشی پا کر وہ اپنے رب سے شکر گزاری کے ذریعے وفا کا حق ادا کرتا ہے اور تکلیف میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کر کے اجر حاصل کرتا ہے، یہ بات مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

## مایوسی کفر

مسلمان معاشرے میں آج اگر کوئی خودکشی یا خودسوزی جیسا مایوس کن قدم اٹھاتا ہے جبکہ اسلام میں خودکشی تو دور کی بات ہے موت کی دعا تک مانگنے سے منع کیا گیا ہے' تو غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا؟ ایک باشعور اور ہوش مند انسان کو جبکہ وہ کسی دماغی عارضے میں بھی مبتلا نہ تھا' جان جیسی قیمتی اور اہم چیز سے ہاتھ دھو بیٹھنے کی نوبت کیوں آئی' کیا اس کا ایمان کمزور تھا؟ یا کیا وہ دین کے علم سے بے بہرہ و محروم تھا۔

## علاج

دین کے شعور کو بیدار کرنا انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر ضروری ہے' ناانصافیاں' بے اعتدالیاں اور ناہمواریاں تقریباً ہر معاشرے کا حصہ رہی ہیں' مسلم معاشرے میں یہ خرابیاں کوئی لاعلاج مرض نہیں۔ کتاب اور سنت کو تھامنے والے:

(1) اللہ پر بھروسہ کرنا سیکھ جائیں۔

(2) اسلامی تعلیمات کو عام کریں۔

(3) ملکی قیادت کی سمت درست کر لیں تو کوئی ایک فرد بھی بدحالی کا شکار نہ ہو۔

## (1) اللہ پر بھروسہ

اسلام ہمیں ہر مشکل گھڑی میں اللہ پر بھروسہ کرنا سکھاتا ہے' ایسے میں بندہ اللہ سے جیسا گمان اور جیسی امید رکھتا ہے وہ اس سے ویسا ہی معاملہ فرماتا ہے' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہا جائے اور صرف امیدوں اور آرزوؤں کے خیالی محل تعمیر کرتے کرتے قیمتی وقت گنوا دیا جائے اور جب ہوش آئے تو عمل کی مہلت ختم ہو چکی ہو۔ اس انسانی کمزوری کو دنیا کے سب سے بڑے سکالر اور اللہ کے رسول ﷺ نے بہت خوبصورت طریقے سے واضح کر کے سمجھایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''آنحضور ﷺ نے (زمین پر) ایک مربع بنایا اس کے بیچ میں ایک لکیر کی جو مربع سے باہر نکل گئی اور اس لکیر کے اندرونی بازو پر جہاں سے لکیر شروع ہوئی چھوٹی چھوٹی کئی لکیریں کیں پھر فرمایا:

''یہ (مربع کے اندر) انسان ہے اور مربع اس کی موت ہے جو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہے' اور لمبی لکیر جو مربع سے باہر نکل گئی ہے آدمی کی آرزو (امید ہے) اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں عارضی اور آفات کی ہیں اگر ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری نے آدبایا' اگر اس سے بچ گیا تو تیسری نے دبوچ لیا''۔ (صحیح بخاری)

بہرحال انسان کو جو بھی وسائل میسر ہوں ان کے ساتھ کوشش اور محنت کو شامل کیا جائے پھر خلوص دل سے اللہ سے مدد طلب کی جائے اور پھر آخر میں سارا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا جائے' مصائب پر قابو پانے کا یہ اسلامی فارمولا زندگی کے ہر شعبے اور طبقے میں اسی وقت سو فیصد کامیاب ہو سکتا ہے' جب لوگوں کے اخلاق و کردار کی تربیت کی جائے۔

## (2) اسلامی تعلیم کو عام کرنا

ہمارا دین مضبوط دین ہے۔ کتاب اللہ مضبوط کتاب ہے۔ پھر ہمارے ہاتھ بھی مضبوط ہونے چاہئیں ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان کا ہاتھ تھامے گا تو ایسی مضبوطی میں کہیں جھول نہیں ہوگا۔ اسلام ہمیں ایک دوسرے کے دکھ سکھ کی خبر رکھنے' حقوق ادا کرنے' فرائض نبھانے اور باہم خیر خواہ بن کر زندگی گذارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلم معاشرے کی بنیاد ہی قرابت داروں' پڑوسیوں اور ضرورت مندوں کے حق کی ادائیگی وحفاظت پر استوار ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات کو زندگیوں میں نافذ کیا جائے۔ خاندان' محلّہ' مسجد' سکول' بازار غرض ہر جگہ بنیادی اسلامی اقدار اور باہم تعلیم وتلقین کا اہتمام کیا جاتا رہے۔ اس بات کی اہمیت ہمیں قرآن پاک کی اس سورۃ سے ثابت ہوجاتی ہے۔

وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o (العصر:1-3)

ترجمہ: ''زمانے کی قسم بے شک انسان نقصان میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق (بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے''۔

## (3) ذمہ دار قیادت

عام انسان کی بنیادی ضروریات کا پورا نہ ہونا' بے روزگاری' مہنگائی' عدم تحفظ وغیرہ یہ سب اجتماعی بگاڑ اور عوام کی بے چینی کا سبب بنتے ہیں' اسی بے چینی اور مایوسی سے بات بڑھ کر ایک دوسرے کی حق تلفی' جرائم اور پھر خودکشی وخودسوزی کی نوبت آنے تک جا پہنچتی ہے' اسلام میں ملکی قیادت کا تصور ''حکمرانی'' کی بجائے ''خدمت'' ہے' حکومت اور ریاست اپنے فرائض کی ادائیگی کے بغیر ''اسلامی'' ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتی' ملکی وسائل اور سرکاری خزانے پر سب سے پہلا حق ملک کے غریبوں' مسکینوں' یتیموں اور مفلوک الحال انسانوں کا ہوتا ہے' حکومت کی شاہ خرچیاں' نت نئے قرضوں کے پروگرام' چند نمائشی کام' ملکی خزانے سے اقرباء پروریاں وغیرہ کبھی بھی غربت وافلاس اور ظلم واستحصال کو ختم نہیں کرسکتیں۔

خودکشی کا بڑھتا ہوا رجحان اللہ کے راستے سے ہٹنے اور حقوق العباد پورے نہ کرنے کے علاوہ ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ملکی اختیارات وانتظامات دینے کی وجہ سے بھی عمل میں آتا ہے' جو اللہ سے غافل اور اس کے بندوں کے مسائل ومصائب سے بے پرواہ ہیں' اور اپنی وہ ذمہ داری نہیں نبھاتے جس کے لیے انھیں چنا جاتا ہے' وہ صرف ایک بار اپنے ضمیر کو جھنجوڑ کر سوچ لیں کہ ایک دن انھیں اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے تو بہت سے مسائل حل ہوجائیں۔

''(قیامت کے دن) انسان کے قدم (اپنی جگہ سے) ہٹ نہ سکیں گے
یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے:

1- عمر کیسے اور کن کاموں میں ختم کی؟
2- جوانی کہاں صرف کی؟
3- مال کہاں سے کمایا؟
4- مال کہاں خرچ کیا؟
5- جو علم حاصل کیا اس پر کہاں تک عمل کیا؟ (ترمذی)

# عمر میں برکت

## (صلہ رحمی)

### صلہ رحمی کیا ہے؟

والدین کے بعد تمام رشتہ داروں سے درجہ بدرجہ احسان، حسن سلوک اور نیکی کا معاملہ رکھنا اور حسب توفیق واستطاعت ان کے تمام قسم کے حقوق، فرض سمجھ کر ادا کرنا ''صلہ رحمی'' کرنا کہلاتا ہے۔

### قطع رحمی

رشتے اور قرابت داریاں سب اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں وہی اپنے دست قدرت سے ان کو باندھ کر رکھتا ہے فطرت کی اس گرہ کو انسان جان بوجھ کر تعلقات میں بگاڑ پیدا کر کے یعنی 'بالواسطہ' توڑ دے یا جہالت کے ہتھکنڈے غیبت، بہتان، چغلی، حسد، بدگمانیاں پھیلا کر نیز جادو وغیرہ جیسے شر استعمال کر کے 'بلاواسطہ' توڑ ڈالے یہ 'قطع رحمی' ہے۔

### وعید

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''رشتہ کاٹنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا'' (متفق علیہ)۔

### فضیلت

حدیث پاک ہے:

''رحم (شکم مادر کا نام) رحمان سے مشتق (نکلا) ہے اس لیے محبت والے اللہ نے رحم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''جو تجھ کو ملائے گا اس کو میں ملاؤں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا اس کو میں کاٹوں گا'' (صحیح بخاری)۔

ایک اور حدیث مبارک میں دوسرے الفاظ کے ساتھ یوں ہے:

''رحم انسانی نے عرش کو پکڑ کر کہا ''جو مجھ سے ملائے اس کو اللہ ملائے اور جو مجھ کو کاٹے اللہ اس کو کاٹے'' (صحیح مسلم)۔

### عمر میں برکت کیسے؟

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی روزی میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے'' (صحیح بخاری)۔

روزی دینے والا اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، اسباب کی اس دنیا میں اس نے یہ نعمتِ رزق بندوں پر ایک دوسرے کے توسط سے باندھ رکھی ہے۔
قرابت داروں کو جوڑ کر رکھنے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بندے کی کمائی اور رزق میں ان قرابت داروں کا بھی حصہ ڈال کر وسعت و برکت پیدا فرما دیتا ہے، اس کے علاوہ جب وہ اپنے اس بھائی سے راضی ہوتے ہیں تو لازمی طور پر اس کے لیے دعا گو رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس بندے سے راضی رہ کر اس کے حق میں مانگی جانے والی ان دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اور یوں اس کے مال وجان میں اضافہ و برکت عطا کی جاتی

ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تقدیر کے فیصلے کو اگر کوئی چیز بدل سکتی ہے تو وہ صرف دعا ہے اور عمر میں اگر کوئی چیز اضافہ کر سکتی ہے تو وہ دوسروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک ہے'' (تحقیق سید شبیر احمد)۔

## نسب اور سسرال

صلہ رحمی میں رحم کے یا خونی رشتے ہی شامل نہیں بلکہ ازدواجی اور سسرالی رشتے بھی شامل ہیں۔

اوّل الذّکر رشتے ہر کوئی نبھا ہی لیتا ہے اصل نیکی اور بہادری یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے سسرالی رشتہ داری کو بھی نبھایا جائے اور ان سے بھی اسی لطف و محبت کا معاملہ کیا جائے۔ اس لیے بھی کہ یہ رشتہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقدر کیا ہوا اور اسی کی گواہی کے ساتھ جوڑا گیا ہوتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○ (الفرقان: 54)

ترجمہ: ''وہ (اللہ) ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا' پھر اسے نسب والا اور سسرالی رشتوں والا کر دیا بلاشبہ آپ ﷺ کا رب (ہر چیز پر) قادر ہے''۔

قرآن پاک ہی میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ (النساء: 1)

ترجمہ: ''اور جس ذات کا نام لے کر ایک دوسرے سے ناطہ جوڑتے ہو (یعنی نکاح کرتے ہو) اس سے بھی ڈرو اور ان رشتہ داریوں کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو' بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے''۔

ازدواجی ذمہ داریاں اور سسرالی تعلق نبھانے کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے یکساں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ سے اس کی واضح مثالیں ملتی ہیں جبکہ ہمارے معاشرے میں یک طرفہ طور پر عورتوں سے ہی نہ صرف اس کی زیادہ توقع کی جاتی ہے بلکہ ابتدا ہی سے ان کی اپنے والدین اور بہن بھائیوں سے تعلق اور واسطہ رکھنے کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور مردوں کو اپنے سسرال سے تعلق جوڑ کر رکھنے سے بری الذمہ سمجھا جاتا ہے۔

## قطع رحمی کا جواب صلہ رحمی

بالفرض کوئی عزیز رشتہ دار اپنے اس فرض کو ادا نہیں کرتا تو اس کے مقابل رشتہ داروں کو یہ مناسب نہیں کہ یہ بھی اپنے اس قرابت کے حق یعنی صلہ رحمی کو ادا نہ کریں بلکہ دراصل صلہ رحمی اسی کا ہی نام ہے کہ جو کوئی قرابت کے حق کو ادا نہ کرے' اس کے حق کو ادا کیا جائے۔

حدیث پاک ہے:

''جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے وہ دراصل صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے' بلکہ ٹوٹے ہوئے رشتے کا جوڑنے والا ہی صلہ رحمی کرنے والا ہے'' (صحیح بخاری)۔

اسی مفہوم کو آپ ﷺ نے یوں بھی ارشاد فرمایا:

''میں تمھیں دونوں جہاں کے بہترین اخلاق بتاتا ہوں' وہ یہ کہ جو نہ ملیں ان سے ملو' جو نہ دیں ان کو دو، ظالم کے قصور کو معاف کر دو'' (طبرانی)۔

ہمارے ہاں عموماً تعلقات بگاڑنے کے بعد آخری جملہ یہ بولا جاتا ہے۔

''مرجاؤں تو فلاں کو میرا منہ نہ دکھانا'' یا ''میرا منہ نہ دیکھنے آنا'' یعنی مرنے کے بعد بھی قطع رحمی ہی کی وصیت چھوڑی جاتی ہے۔ کیا چہرہ نہ دیکھنے سے فریقین کی طرف سے تمام بدسلوکیوں اور حق تلفیوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے؟ حالانکہ یہ وقت قریب المرگ اور قرابت داروں کے مابین حقوق العباد کی کمزوریوں، کوتاہیوں کے بخشوانے کا ہوتا ہے۔

''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے
زیادہ چھوڑے رہے (روٹھا رہے)'' (متفق علیہ)

# بیوہ کی عدت

## عدت کیا ہے ؟

’’عدت‘‘ کے لغوی معنی شمار یا گنتی کرنے کے ہیں، شرعی اصطلاح میں وہ عرصہ، جس میں عورت کو خاوند کی وفات کے بعد اپنے نفس کو دوسرے نکاح سے روکے رکھنے کا حکم ہے ’’زمانہ عدت‘‘ کہلاتا ہے۔

## عدت کی مدت

بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.... (البقرہ :234)

ترجمہ: ’’اور جو تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ (بیویاں) چار ماہ دس دن تک انتظار کریں‘‘۔

لیکن اگر بیوہ حاملہ ہو تو عدت کا عرصہ وضع حمل تک ہے خواہ وہ اس چار ماہ دس دن سے پہلے فارغ ہو یا اس سے کئی ماہ بعد۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ط........ (الطلاق :4)

ترجمہ: ’’اور حاملہ عورتیں، ان کی عدت یہ ہے کہ بچہ جن لیں‘‘۔

## سوگ کیا ہے؟

حدیث پاک ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکی ہے اس کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے، البتہ اپنے خاوند (کی وفات) پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی‘‘۔ (متفق علیہ)

سوگ یہ ہے کہ:

### (1) زینت سے پرہیز

عدت گذارنے والی بیوہ کسی قسم کا بناؤ سنگھار اور زیب و زینت نہیں کرے گی، نیز وہ خوبصورت اور شوخ رنگوں کا لباس نہیں پہنے گی۔ مہندی، سرمہ سے لیکر ہر قسم کا میک اپ اس کے لیے ممنوع ہوگا، اسی طرح نہ وہ خوشبو لگائے گی اور نہ زیورات سے سجے گی۔

حکمت: خاوند کی جدائی کے بعد اس کی رفاقت میں گذرے ہوئے دنوں کا احترام نیز فوری طور پر دوسرے نکاح کی پیشکش سے بچے رہنا، اس سادگی اختیار کرنے کی حکمت ہے۔

### (2) باہر نکلنے سے پرہیز

عدت کے دوران عورت اپنے گھر سے باہر نہ جائے گی اگر کسی نہایت ضروری کام سے جانا پڑے (جس کے ضروری ہونے کا تعین تقویٰ کی بنیاد پر وہ خود کرسکتی ہے) تو وہ رات اپنے گھر ہی میں آ کر رہے گی جہاں خاوند کی وفات کے وقت تھی۔ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے خاوند کی وفات کے بعد

وہاں سے اپنے میکے جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس گھر میں تجھے اپنے خاوند کی موت کی خبر آئی اسی میں رہ یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے'' (سنن ابی داؤد)۔

**وضاحت:** یعنی تو اپنے میکے نہ جا، بلکہ خاوند کے گھر رہ۔ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ معنی نہ لیے جائیں کہ اگر عورت نے خاوند کی موت کی خبر کسی اور کے گھر مثلاً پڑوسی یا کسی عزیز کے گھر سنی ہے تو وہ اپنی عدت اسی پڑوسی یا عزیز کے گھر پوری کرے۔

## معاشی ضروریات

دوران عدت عورت کو کسی ایسی مجبوری یا اشد ضرورت کے تحت باہر جانے کی رخصت ہے' مثلاً علاج کی غرض سے معالج تک جانا' بچے کو سکول چھوڑنے یا گھر کے سودا سلف وغیرہ لانے کے لیے جبکہ گھر میں واقعی اس کے سوا اور کوئی یہ کام کرنے والا نہ ہو۔

اسی طرح اگر وہ روزگار کے معاملہ میں محتاج ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے اسے کمانے کے لیے نکلنا پڑتا ہے یا اپنی سابقہ نوکری کو بحال رکھنے کی غرض سے یا جیسے گاؤں میں کھیتی باڑی یا مویشی سنبھالنے کے لیے گھر سے نکلنا پڑتا ہے تو اس کے لیے ایسا کرنے کی گنجائش ہے' بشرطیکہ وہ عدت کی دوسری شرائط کی پابند رہے' یعنی بغیر بنے سنورے نہایت سادگی سے باہر نکلے اور شام سے پہلے اپنے گھر واپس لوٹ آئے (اللہ اعلم)۔

## بیرون ملک یا دورانِ حج

بیرونِ ملک مستقل مقیم ہونے کی صورت میں یا عارضی قیام کے دوران اگر عورت بیوہ ہو جائے اور وہاں کے قوانین کی رو سے مزید ٹھہرنا ممکن نہ ہو تو عورت کو وطن واپس آنا پڑے گا' اسی طرح دوران حج شوہر کی موت واقع ہو جائے تو لازمی بات ہے کہ اس کے لیے وہاں ٹھہرنے یعنی عدت وہاں گذارنے کی پابندی نہیں وہ اپنے ملک واپس آئے گی اور یہاں اپنے گھر میں عدت گذارے گی۔

''اللہ تمھاری صورتوں اور دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں
اور تمھارے اعمال کو دیکھتا ہے'' (مسلم)

# بیوہ کی خدمت

## اسلام کا احسان

بیوہ کو اسلام نے عزت کا مقام عطا کیا ہے۔زمانہ جاہلیت میں (اور ابھی بھی دینی تعلیمات سے محروم بعض گھرانوں میں) بیوہ عورت کو منحوس اور قابلِ نفرت سمجھا جاتا تھا۔خاص طور پر خوشی کے موقعوں پر لوگ اس سے بچنا چاہتے تھے۔اسے نہ سسرال میں رہنے دیا جاتا نہ ہی میکے میں باعزت مقام ملتا۔اسلام کا عورتوں پر ایک یہ بھی احسان ہے کہ اس نے بیوہ کو بھی جینے کا حق دیا اور اللہ کی خاطر اس کے حقوق ادا کرنے اور اس کی خدمت و مدد کرنے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بہت پسند فرمایا۔حدیث پاک ہے:

''بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اور ان کی خدمت کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ خدا کے راستے میں جہاد کرنے والا' جیسا وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا اور جیسا وہ روزہ دار جو کبھی روزہ سے ناغہ نہیں کرتا'' (صحیح بخاری)۔

(دوڑ دھوپ سے خدمت ہی مراد ہے)۔

اللہ کے رسول ﷺ جو بھی حکم فرماتے پہلے خود اس کا عملی نمونہ بن کر دکھاتے۔مندرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔آپ ﷺ کو خمس سے بھی محتاجوں اور بیواؤں پر خرچ کرنے کا اتنا خیال ہوتا تھا کہ ان کی خدمت کو اپنے اہل بیت کے آرام پر بھی مقدم رکھتے تھے۔ایک مرتبہ جب حضرت فاطمہؓ نے قیدیوں میں سے ایک خدمت گار آپ ﷺ سے مانگا اور اپنی تکلیف کا ذکر کیا جو اناج پیسنے اور آٹا گوندھنے میں ہوتی تھی تو آپ ﷺ نے ان کا کام اللہ پر رکھا (اور ان قیدیوں کو بیچ کر ان کی قیمت ان بیواؤں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کو ترجیح دی) اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا:

''جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو چونتیس (34) بار اللہ اکبر، تینتیس (33) بار الحمدللہ اور تینتیس (33) بار سبحان اللہ کہا کرو، یہ تمھارے لیے اس سے بہتر ہے جو تم مانگتی ہو''۔ (صحیح بخاری)

## بیوہ کا نکاح

بچوں کی کفالت کی خاطر بیوہ کی ضرورت اور رضامندی ہو تو عدت کاٹنے کے بعد اس کا نکاح ثانی کرا دینا چاہیے۔قرآن پاک میں ارشاد پاک ہوتا ہے۔ وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ (النور :31)

ترجمہ:''اور اپنے میں سے بے نکاح مرد و عورت کا نکاح کر دو''

کوئی بیوہ عورت اگر عزت و مال کے تحفظ کی موجودگی میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش میں لگی رہے اور نکاح کے بندھن سے آزاد رہے تو اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں اور وہ شریف اور حسن و جمال اور عزت والی بیوہ عورت جو شوہر کے انتقال کے بعد اپنے یتیم بچوں کی خاطر اپنے نفس کو نکاح سے روکے رہے اور محنت و مشقت اٹھانے کی وجہ سے اس کی رنگت کالی ہو گئی ہو' قیامت کے دن مرتبے میں ان دونوں انگلیوں کی طرح میرے قریب ہوں گے' راوی نے وسطی اور سبابہ انگلی کا اشارہ کر کے سمجھایا'' (سنن ابی داؤد)۔

''مخلوق اللہ کا کنبہ ہے' اس لیے اللہ کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے'' (بیہقی)

# یتیم کے ساتھ حسن سلوک

## یتیم کسے کہتے ہیں؟

بلوغت سے پہلے جس بچہ یا بچی کا باپ فوت ہو جائے اسے ''یتیم'' کہتے ہیں۔

## یتیم کب تک؟

لڑکی اور لڑکے کے بالغ ہونے اور عقل میں پختگی آنے تک یتیمی کی حالت رہتی ہے۔ بلوغت کے بعد حالت یتیمی ختم ہو جاتی ہے۔

## یتیم کے حقوق

والد کی وفات کے بعد اس کے رشتہ داروں اور دیگر متعلقین کا فرض ہے کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے یتیم کے ساتھ احسان اور ہر ممکن بھلائی کا معاملہ رکھیں۔ قرآن پاک میں جہاں جہاں قرابت داروں، ضرورت مندوں اور مستحقین کی طرف توجہ دلانے والی آیات ملتی ہیں وہاں ساتھ ہی یتیموں کے بارے میں عدل و احسان اور ان کے حقوق کی حفاظت کا ذکر اور حکم بھی ملتا ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط ........ (النساء :36)

ترجمہ: ''ماں باپ اور قرابت داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو''۔

حدیث پاک ہے:

''جو کسی مسلمان یتیم بچے کو اپنے ساتھ کھلائے پلائے گا اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا سوائے اس صورت کے کہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو معاف ہی نہ ہو جیسے شرک و کفر وغیرہ'' (سنن ترمذی)۔

مسلمان معاشرہ میں یتیم بچہ یا بچی تین مختلف انداز میں گرد و پیش بسنے والے مسلمانوں کی توجہ اور نیک سلوک کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

## (1) فوری دل جوئی

باپ کے سایہ سے محروم ہوتے ہی بچوں کو اس غم ناک ماحول کے اثرات سے ممکن حد تک بچانے کے لیے کوشش کی جائے۔ اس وقت بچوں کی والدہ خود بھی شوہر کی جدائی کے المیہ سے ہوش میں نہیں ہوتی۔ بچے اس موقع پر دوسروں کی ہمدردی اور توجہ کے مستحق ہوتے ہیں، ایسے موقع پر ان یتیموں کی ہر ممکن دل جوئی کی جائے تا کہ وہ اس صدمہ سے شعوری کوشش کے ساتھ جلد نکل سکیں۔ اللہ تعالیٰ یتیموں کے بارے میں انسان کو یہی سوچ دے کر ہوش دلاتے ہیں۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ص فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا o

(النساء :9)

ترجمہ: ''اور لوگوں کو چاہیے کہ ڈریں اس سے کہ اگر وہ بھی اپنے پیچھے ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں تو ان کو ان کی نسبت خوف ہو (کہ ان کے مرنے کے بعد ان بے چاروں کا کیا ہوگا) پس چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے جچی تلی بات کہا کریں''۔

نبی کریم ﷺ خود پیدائشی یتیم تھے اور یتیموں کی محرومیوں کو بخوبی سمجھتے تھے' اسی لیے یتیموں کے ساتھ خود بھی زندگی بھر حد درجہ شفقت و رحمت کا معاملہ فرماتے رہے اور دوسروں کو بھی اس کی خصوصی تلقین کرتے رہے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد آپ ﷺ آلِ جعفر کے پاس تشریف لائے تو فرمایا:

''آج کے بعد میرے بھائی کو نہ رونا اور میرے دونوں بھتیجوں کو بلاؤ''۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بہت چھوٹے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''حجام کو بلاؤ'' حجام نے آ کر ہمارے سر مونڈ دیئے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''محمد تو ہمارے چچا ابو طالب کا ہم شکل ہے اور عبداللہ شکل اور اخلاق میں مجھ سے ملتا جلتا ہے' اس موقع پر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ بلند کر کے دعا فرمائی ''اے اللہ! خاندان جعفر کا والی بن جا، عبداللہ کے ہاتھ (کمائی) میں برکت ڈال دے'' (یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی) پھر آپ ﷺ میری والدہ سے فرمانے لگے ''تمہیں ان کی تنگدستی کا فکر کیوں ہے؟ ان کا تو میں خود دنیا و آخرت میں سرپرست ہوں'' (مسند احمد)۔

## (2) عزت و اخلاق کا برتاؤ

کمسن یتیم کے ساتھ ایسی نرمی اور اخلاق کا برتاؤ رکھیں جس سے نہ کبھی اس کی عزت نفس مجروح ہو اور نہ ہی وہ باپ کی کمی محسوس کرے خصوصاً عید وغیرہ جیسے تہواروں پر' تعلیمی اداروں میں داخلہ کے وقت جب ولدیت کی خانہ پُری کے لیے کسی سرپرست کی ضرورت ہو یا گھر میں اور کسی خوشی کے موقع وغیرہ پر ان کے ساتھ حسن تدبیر سے معاملہ کرنا چاہیے۔

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ٥ (النساء :8)

ترجمہ: ''اور (یتیموں سے) شیریں کلامی سے پیش آیا کرو''۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ٥ (الضحیٰ :9)

ترجمہ: ''پس تم یتیم پر سختی نہ کیا کرو''۔

وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلَهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ ۙ فَيَقُولُ رَبِّيٓ أَهَانَنِ ٥ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ٥ (الفجر :17-16)

ترجمہ: ''اور جب وہ (اللہ) اس (انسان) کو آزماتا ہے تو اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ (انسان) کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی، ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے یتیم کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی فضیلت میں فرمایا:

''جو اللہ کے لیے کسی یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرے گا تو اس کے نیچے سے جتنے بال گذریں گے ہر بال کے بدلے میں کئی نیکیاں ملیں گی' جو یتیم کے ساتھ نیکی کرے گا میں اور وہ دونوں جنت میں ساتھ رہیں گے'' (امام احمد)۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے' قیامت کے دن اللہ اس کو عذاب نہیں کرے گا جو یتیم پر رحم کرے اور نرمی سے گفتگو کرے'' (طبرانی)۔

ایک بار ایک شخص نے اپنی سخت دلی کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''تم یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو' تمہارا دل نرم ہو جائے گا''۔ (مسند احمد)

ایک اور حدیث پاک ہے:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب گھروں سے پیارا گھر وہ ہے جس میں یتیم کی عزت کی جائے'' (طبرانی)۔

تو اندازہ ہوا کہ یتیم کے ساتھ اچھے سلوک اور اخلاق سے پیش آنا کتنا پسندیدہ ہے۔

## (3) پرورش اور تعلیم و تربیت

باپ کے وفات پا جانے کے بعد چونکہ ذریعہ معاش نہیں رہتا اور نہ ہی تعلیم و تربیت اکیلی ماں کے اختیار کی بات ہوتی ہے' لٰہذا اسی بات کے پیش نظر کہ یتیم بچہ محرومیوں کا شکار ہو کر ہاتھ پھیلانے پر مجبور نہ ہو جائے یا پھر اس کی تعلیم و تربیت میں کوئی کمی یا جھول نہ رہ جائے' اسلام نے عام مسلمان پر یہ ذمہ عائد کر دیا کہ ان کی مدد' اصلاح اور تربیت کا انتظام کریں۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ ..... (البقرہ :220)

ترجمہ: ''اور آپ ﷺ سے یتیم کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دیجیے کہ ان کی (حالت کی) اصلاح بہت اچھا کام ہے''۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''میں اور یتیم کی پرورش کا ذمہ دار دونوں جنت میں اس طرح ساتھ رہیں گے جس طرح یہ دونوں ہیں اور شہادت اور درمیان والی انگلی اشارہ کر کے بتائی اور درمیان میں بہت کم فاصلہ رکھا'' (صحیح بخاری)۔

## مال دار یتیم

یتیم کے لیے اس کا باپ اگر اتنا مال چھوڑ کر مرا ہے کہ کسی اور کو اس مال کی دیکھ بھال اور انتظام داری کا ذمہ اٹھانا پڑتا ہے تو اس ذمہ دار شخص کا فرض ہے کہ ان یتیموں کو بے آسرا اور کمزور سمجھ کر ان کا مال کھانے یا دیگر حق تلفیاں کرنے کا مرتکب نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اس کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق اس مال کی حفاظت کرے۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○ (النساء :6)

ترجمہ: ''اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (یعنی بڑے ہو کر تم سے اپنا مال واپس لے لیں گے) اس کو فضول خرچی اور جلدی میں نہ اڑا دینا' جو شخص آسودہ حال ہو اس کو (ایسے مال سے قطعی طور پر) پرہیز کرنا چاہیے اور جو مفلس ہو وہ مناسب طور پر (یعنی بقدرِ خدمت) کچھ لے لے اور جب ان کا مال ان کے حوالے کرنے لگو تو گواہ کر لیا کرو اور حقیقت میں اللہ ہی (گواہ اور) حساب لینے والا کافی ہے''۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ص وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا o (النساء :2)

ترجمہ: ''اور یتیموں کا مال (جو تمھاری تحویل میں ہو) ان کے حوالے کر دو اور ان کے پاکیزہ (اور عمدہ) مال کو (اپنے ناقص اور رر) برے مال سے نہ بدلو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ کہ یہ بڑا سخت گناہ ہے''۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا o (النساء :10)

ترجمہ: ''جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور دوزخ میں ڈالے جائیں گے''۔

# زیارت قبور

مدفون مسلمانوں کے لیے دعا اور استغفار کرنے کی نیت سے اور آخرت اور اپنی موت کی یاد تازہ رکھنے کے لیے زیارت قبور کو جاتے رہنا جائز ہے۔ دنیا کے شب و روز کی مصروفیت میں انسان عموماً بھولا رہتا ہے کہ یہ بھی ایک ٹھکانہ ہے جہاں آخر سب کچھ چھوڑ کر آ رہنا ہے' یہی وہ مقام عبرت ہے جس کا نظارہ کرنے کے بعد انسان اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف سنجیدگی سے توجہ کرنے لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ قبرستان تشریف لے گئے تو وہاں قبر کے کنارے بیٹھ کر بہت روئے پھر صحابہ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''بھائیو! اس دن کے لیے تیاری کرلو'' (سنن ابن ماجہ)۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

''قبرستان کی زیارت دل کو نرم کرتی ہے' آنکھوں سے آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے'' (المستدرک الحاکم)۔

## عورتوں کا قبرستان جانا

دنیا کی رغبت کم اور آخرت کا فکر زیادہ کرنے کی غرض سے عورتیں بھی کبھی کبھار قبرستان جا سکتی ہیں' بشرطیکہ وہاں صبر و ہمت کا مظاہرہ کریں اور آہ و پکار سے بچیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کو قبر پر روتے دیکھا تو فرمایا:

''اللہ سے ڈر اور صبر کر'' (صحیح بخاری)۔

عورتوں کے لیے زیارت قبور کی اجازت کی دلیل حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہؒ کی بیان کی ہوئی اس حدیث سے ملتی ہے کہتے ہیں:

''حضرت عائشہؓ ایک دن قبرستان سے تشریف لائیں' میں نے دریافت کیا' ام المومنین کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟' فرمایا: ''عبدالرحمٰن بن ابی بکر (حضرت عائشہؓ کے بھائی) کی قبر سے'' میں نے عرض کیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور سے منع نہیں کیا تھا؟ آپؓ نے فرمایا: ''ہاں!'' لیکن بعد میں جانے کا حکم بھی دے دیا تھا'' (سنن ابن ماجہ)۔

ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے قبرستان کی زیارت کی اجازت دی تھی'' (سنن بیہقی)۔

## سامانِ عبرت

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جہالت کے اثرات زیادہ شدید تھے۔ عورتیں قبرستان جا کر چیخنے چلانے اور بین کرنے کے علاوہ بے شمار قسم کی مکروہات و بدعات کا شکار تھیں۔ اس لیے شروع میں بغیر کوئی گنجائش چھوڑے زیارت قبور پر مکمل پابندی لگا دی گئی۔ بعد میں جب لوگ اسلام کے احکامات کے پابند ہو گئے تو پھر کسی حد تک یہ پابندی اٹھالی گئی تاکہ کچھ نہ کچھ عبرت کا سامان رہے' کیونکہ قبر والوں کے لیے دعا اور استغفار تو کہیں سے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر آخرت کی یاد قبرستان جائے بغیر مشکل سے آتی ہے۔ حدیث مبارک ہے:

''میں تمھیں زیارت قبور سے منع کرتا تھا' سو اب تم زیارت قبور کرلیا کرو' اس لیے کہ وہ تمھیں آخرت یاد دلائے گی'' (صحیح مسلم)۔

## ممنوعات

کثرت سے قبرستان جانا اور اسے تفریح اور وقت ضائع کرنے کی جگہ بنالینا اور جیسے ہمارے ہاں رائج ہے پیری فقیری کا اڈہ بنالینا یہ طرزِ عمل اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

''اللہ کے رسول ﷺ نے کثرت سے قبرستان کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے'' (سنن ترمذی)۔

(ایک اور روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے)۔

## زیارت کی نیت سے سفر کرنا

قبرستان، مزار یا مقبرہ دور کی مسافت پر ہو تو اس کی زیارت کے لیے خصوصی سفر اختیار کر کے جانے کی اجازت نہیں ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کے لیے (بغرض ثواب) سفر کا اہتمام نہ کیا جائے، مسجد حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی ﷺ) اور مسجد اقصیٰ''۔ (متفق علیہ)

ان تین مساجد کے علاوہ اگر کسی اور عبادت گاہ کے لیے سفر کرنے کی اجازت نہیں تو مزاروں یا ان پر ہونے والے میلوں ٹھیلوں میں شرکت کے لیے دور دراز کے علاقوں سے ''زائرین'' کا آنا اس حکم کے بالکل مخالف ومنافی ہے لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہاں باقاعدہ شغل میلے کے طور پر ان ''سالانہ عرسوں'' کو نہ صرف پختہ رواج دیا جا رہا ہے بلکہ اس موقع پر مقامی تعطیل کا اعلان کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ قبروں کے اردگرد ڈھول اور دھمال کا اہتمام کرنا، وہاں دکانیں اور کاروبار چمکانا، چڑھاوے چڑھانا اور پھر وہاں وہ خلافِ شرع حرکتیں کرنا کہ مسلمان کہتے ہوئے شرم آئے، یہ سب اسی ''عرس'' کا حصّہ ہوتا ہے۔

## دین یا رسم

دین کا مطالعہ کیے بغیر ان تمام رسومات کو دین کا حصّہ قرار دینے پر بضد رہنا ایک بڑی جہالت ہے اس پر مزید گناہ یہ کیا جاتا ہے کہ سمجھانے والے اہل علم کو بزرگوں اور زیارتوں کا ''انکاری'' (نہ ماننے والا) کہہ کر اسے ''گنہگار'' اور ''بے دین'' ہونے کا فتویٰ دیا جاتا ہے، بلکہ اس پر رائج لفظ ''وھابی'' کا ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت کے محبوب اور پیارے رسول حضرت محمد ﷺ جن پر خود اللہ تعالیٰ درود بھیجتے اور ہمیں بھی ان پر درود بھیجنے کا حکم فرماتے ہیں، ان تمام بزرگ ہستیوں سے اعلیٰ وارفع مقام پر ہونے کے باوجود اپنی قبر مقدس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''میری قبر کو میلہ نہ بنالینا اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالینا، تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو، تمھارے درود مجھے پہنچ جاتے ہیں'' (مسند احمد)۔

(گھروں کو قبریں نہ بنا لینے سے مراد ہے اگر قبرستان میں عبادت کرنا اور تلاوت قرآن پاک کرنا منع کیا گیا ہے تو اس کے برعکس گھروں میں عبادت اور قرآن کی تلاوت کیا کرو)۔

## قبروں کو عبادت گاہیں بنانے کی مذمت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء اور صالحین یعنی نیک بزرگوں کی قبروں کو مسجدیں (عبادت گاہیں) بنالیا ہے''۔

(صحیح بخاری)

اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد پاک جس موقع (حالت نزع) میں سنا گیا اس سے اس مسئلے کی نزاکت اور اس در پیش اندیشے کا اندازہ ہوتا ہے جو آپ ﷺ کو یہود و نصاریٰ کے اسی قسم کے کردار کے پیش نظر اپنی امت کے بارے میں ہونے لگا تھا کہ کہیں وہ بھی ایسی گمراہی میں نہ پڑ جائے جو انھیں شرک کی طرف لے جائے۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود سخت تکلیف کے آپ ﷺ کا خیال بار بار ادھر ہی جا رہا تھا۔ ایک اور روایت کی رو سے دعائے نبوی ﷺ ہے:

''اے پروردگار! میری قبر کو بت نہ بنا دینا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر لعنت کرے جو انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں'' (مسند احمد)۔

ایک اور حدیث پاک سے مزید وضاحت ملتی ہے۔

''ساری زمین مسجد (جائے عبادت) ہے، سوائے قبرستان اور حمام کے'' (سنن ابی داؤد)۔

## قبرستانوں میں نماز اور قرآن

مذکورہ بالا احادیث سے قبرستانوں اور مزاروں کو عبادت گاہوں کا درجہ نہ دینے کا حکم سمجھ میں آجائے تو پھر ان میں نماز اور قرآن پڑھنے کی کراہت بھی سمجھ میں آجانی چاہیے مزید وضاحت کے لیے کچھ اور احادیث رسول ﷺ پیش ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے نفل نماز کے متعلق فرمایا کہ:

''اپنی کچھ نمازیں گھر میں ادا کیا کرو اور گھر کو قبرستان مت بناؤ'' (صحیح مسلم)۔

(جیسے قبرستان نماز سے خالی ہوتے ہیں ویسے ہی گھروں کو نماز سے خالی مت کرو اور اس سے مراد رسول اللہؐ کی نفل جو ہمارے لیے سنت نماز ہے)۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''نبی ﷺ نے قبروں کے درمیان نماز ادا کرنے سے روکا ہے'' (طبرانی)۔

ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''جس گھر میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گھر میں نہیں ہوتی وہ مثل زندہ اور مردہ کے ہے'' (صحیح مسلم)

اسی طرح قبرستانوں میں جا کر قرآن پاک پڑھنے کی بھی کوئی مثال سنت نبوی ﷺ سے نہیں ملتی، نہ ہی اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کو اس کی تلقین کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، جس گھر میں سورۃ البقرہ کی تلاوت ہو وہاں سے شیطان بھاگتا ہے'' (صحیح مسلم)۔

## قبروں کی تعظیم کا دائرہ کار

مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں، ہمیں قبروں کی تعظیم کے سلسلے میں اپنے طرز عمل کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تعظیم کو شرکیہ رنگ دینے کی بجائے اسلام کی جائز حدود کا پابند رکھا جانا چاہیے، مثلاً

## قبر والے سے نہیں صرف اللہ سے مانگیں

دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں مگر رخ قبلہ کی طرف ہو۔ نہ کہ قبر کی طرف۔ کیونکہ دعا اللہ تعالیٰ سے مانگی جارہی ہے نہ کہ قبر والوں سے۔ اہل قبور تو خود بے بس اور زندوں کی دعاؤں کے محتاج' اور اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں کسی کی حاجت پوری کرنا یا اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرنا ان کے اختیار کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَ كُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ o (الفاطر :14)

ترجمہ: ''اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے' بلکہ قیامت کے دن تمھارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے' اور تمہیں کوئی بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا''۔

قُلِ ادۡعُوا الَّذِيۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ o (السبا :22)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے اللہ کے سوا جن جن کا تمھیں گمان ہے (سب کو) پکار لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے' نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں کوئی اللہ کا مددگار ہے''۔

قرآن پاک میں بہت سے اور بھی مقامات پر ایسی آیات ملتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے قبر والوں سے مانگنا شرک ہے۔ اسی حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ملتی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''جو اللہ چاہے اور آپ ﷺ چاہیں'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے؟ یہ کہا کرو جو صرف چاہے'' (نسائی)۔

## بزرگوں کے نام کی قسمیں

کسی نبی یا بزرگ کی قبر پر دعا کرتے ہوئے ان کے نام یا اس جگہ کی قسم نہ کھائی جائے۔ حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا'' (سنن ترمذی)۔

## قبروں پر قربانی

قبروں پر جانور ذبح کرنا اور وہاں تقسیم کرنا درست نہیں' حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام میں قبر پر جانور ذبح کرنا منع ہے'' (مسند احمد)۔

## احترام کی حد

مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتوں سمیت نہ چلا جائے۔ حضرت بشر بن الحصاصیہ سے مروی حدیث ہے: ''میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا' آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں کے پاس آئے اچانک آپ ﷺ کی نگاہ ایسے آدمی پر پڑی جو قبروں کے درمیان جوتوں سمیت چل رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جوتوں والے! انھیں اتار دے'' اس نے دیکھا' جب معلوم ہوا کہ یہ آپ ﷺ ہیں تو جوتے اتار کر پھینک دیئے''۔

(سنن ابی داوٗد)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''اگر میں انگارے یا تلوار پر چلوں' یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانکوں (یعنی بہت تکلیف دہ مشکلات میں پڑوں) یہ کام مجھ کو زیادہ پسند ہیں نسبتاً اس کے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور قبروں کے بیچ میں یا بازار میں حاجت (یعنی پیشاب اور پاخانہ) کروں'' (سنن ابن ماجہ)

## قبروں پر بیٹھا نہ جائے

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''تم میں سے کوئی آدمی انگارے پر بیٹھے اور وہ انگارہ اس کے کپڑے جلا دے اور اس کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے اُس کے لیے یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے''۔ (مسلم)

## مقام طعام نہیں

زیارت قبور کے وقت کھانا پینا بھی قبروں کے احترام کے خلاف ہے۔

## سنجیدہ رہیں

سخت دل لوگوں کی طرح زیارت قبور کے وقت ہنسی مذاق یا دنیاوی باتیں کرنا بھی قبرستان کی تعظیم کے خلاف ہے۔ ایسے موقع پر خاموشی کے ساتھ مسنون طریقے سے صرف سلام اور دعائے مغفرت کی جائے۔

## سلام و دعا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَه اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمْ (صحيح مسلم)

ترجمہ: ''اے قبرستان کے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو' بے شک ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں تم پہلے چلے گئے' ہم تمھارے بعد میں آئیں گے' ہم اللہ سے اپنے لیے اور تمھارے لیے عافیت طلب کرتے ہیں' اے اللہ! ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما''۔

## دعائے بخشش کی ممانعت

کافروں' مشرکوں' منافقوں اور فاسقوں کی نماز جنازہ یا ان کی قبر پر سلام اور دعائے استغفار کرنے کی مسلمانوں کو اجازت نہیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(التوبہ :84)

ترجمہ: ''اور آئندہ ان میں سے جو مرے اس کی نماز جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا اور نہ کبھی اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ فاسق تھے''۔

سنن النسائی میں روایت ہے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں:''میں نے ایک آدمی کو اپنے مشرک والدین کے حق میں استغفار کرتے سنا تو میں نے کہا' تم اپنے مشرک والدین کے حق میں استغفار کر رہے ہو؟اس نے جواباً کہا۔کیا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے مشرک والدین کے حق میں دعا نہیں کی تھی؟''میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِo وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌo (التوبہ :113-114)

ترجمہ:''نبی ﷺ کو اور ان لوگوں جو ایمان لائے ہیں زیب نہیں کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں' چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں' جبکہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کے لیے جو دعائے مغفرت کی تھی تو اس وعدے کی وجہ سے تھی جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مگر اس پر جب یہ بات کھل گئی کہ اس کا باپ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے بےزار ہو گیا' حق یہ ہے کہ ابراہیم بڑا رقیق القلب' خدا ترس اور بردبار آدمی تھا''۔

## قبل اسلام فوت شدہ

قبل اسلام وفات پا جانے والے عزیزوں کی زیارت قبور کی کیا صورت ہوگی؟اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کردہ ایک حدیث پاک ہے:

''نبی کریم ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے' خود بھی روئے اور گردوپیش کو بھی رلا دیا' پھر فرمایا:''میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے حق میں استغفار کی اجازت چاہی' لیکن نہ ملی' پھر زیارت قبر کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی' چنانچہ قبروں کی زیارت کرتے رہا کرو' یہ موت یاد دلاتی ہیں'' (صحیح مسلم)۔

## مقامات عبرت

ظالموں کی قبروں اور عذاب والے مقامات سے گذر ہو تو تیزی سے گذر جانا مسنون ہے اس کے ساتھ ہی اللہ کے ان نافرمانوں کی تباہ و بربادی پر عبرت کی نگاہ ڈالتے ہوئے رنجیدہ ہونے اور خود پر رقت طاری کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

(جبکہ وہ قوم ثمود کے تباہ شدہ مقامات حجر وغیرہ کے پاس سے گذر رہے تھے) کہ ان عذاب میں گرفتار لوگوں کے پاس سے روتے ہوئے گزرو' لیکن اگر تم روتے نہیں ہو تو ان پر سے نہ گزرو کہیں تم پر بھی عذاب نہ آجائے جس طرح ان پر عذاب آیا۔ (متفق علیہ)۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حجر کے مقام سے گذرے تو ارشاد فرمایا:

''ظالموں کے مسکنوں (وہ علاقے جہاں ظالم قومیں عذاب کا شکار ہوئیں) میں داخل نہ ہونا مگر روتے ہوئے' کہیں تم کو بھی وہی عذاب نہ پہنچے جس میں وہ مبتلا ہوئے''۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا اور سواری کو تیز چلایا' یہاں تک کہ آپ ﷺ عذاب والی وادی سے گذر گئے۔

## رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت

☆ مسجد نبوی ﷺ میں نماز پڑھ کر زیادہ اجر وثواب حاصل کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا جائز لیکن قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے آنا جائز نہیں۔ (بحوالہ بخاری، مسلم، احمد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز کا ثواب باقی مساجد کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے'' (صحیح مسلم)۔

☆ مسجد نبوی ﷺ میں کسی بھی جگہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی جائے بہتر ہے یہ نماز روضہ شریف میں ادا کی جائے، لیکن ہجوم کی وجہ سے جگہ نہ مل سکے تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے (بحوالہ مسلم)۔

(آپ ﷺ کے منبر اور گھر کے درمیان کی جگہ ''روضۃ من ریاض الجنۃ'' کہی جاتی ہے اور جہاں آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے اسے ''حجرہ شریف'' کہا جاتا ہے)۔

☆ مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کے بعد نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا مستحب ہے، لیکن واجب یا سنت کے درجہ پر نہیں ہے۔

☆ سلام کے لیے خاموشی اور ادب سے چلتے ہوئے قبر مبارک کے سامنے جا کھڑے ہوں اور آہستہ آواز سے یوں کہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (بحوالہ بیہقی)

☆ رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنے کے بعد ان کے صاحبان (ساتھیوں) کو بھی سلام کہنا چاہیے حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سفر سے واپس آ کر مسجد تشریف لاتے تو تَحِیَّۃُ الْمَسْجِد ادا کرنے کے بعد قبر رسول ﷺ پر حاضر ہوتے اور انہیں سلام کہنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی انہیں الفاظ میں سلام کہتے (بحوالہ بیہقی)۔

اللہ کے رسول ﷺ کی قبر مبارک پر سلام کہنے کے بعد درود شریف بھیجنا بھی مستحب ہے حضرت کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کا طریقہ ہمیں معلوم ہے، آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجا جائے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (صحیح بخاری)

ترجمہ: ''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت فرمائی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق، بڑی بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور ان کی آل پر جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر۔ بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے''۔

رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:-

''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول ہوگی'' (صحیح مسلم)

# قتلِ مومن

## (ناحق خون)

### گناہ کبیرہ

قرآن اور احادیث سے معلومات کی روشنی میں مومن کا قتل ان گناہوں میں سے ایک ہے جو گناہ کبیرہ کہلاتے ہیں۔ حقوق اللہ میں خلل ڈالنے والا پہلا بڑا جرم شرک ہے تو حقوق العباد میں خلل ڈالنے والا بڑا جرم قتلِ مومن ہے۔

### خالق اور جان کی حرمت

### ناحق قتل پر

ایک ماں اپنے فرمانبردار اور پیارے بچے کو ذرا سی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تو اللہ تعالیٰ جو ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے اور جان کا خالق و مالک بھی ہے بھلا اپنی تخلیق کی ہوئی اس جان کو ناحق تلف ہوتے کیسے دیکھ سکتا ہے۔ جان بھی ایسی جو اس کی فرمانبردار ہو اور اس پر ایمان لا چکی ہو ایسا کرنے والا اللہ رب العزت کے غضب کو بھڑکاتا اور اس کی طرف سے سخت ترین سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○

(النساء :93)

ترجمہ: ’’اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے زبردست عذاب مہیا کر رکھا ہے‘‘۔

### حق کے ساتھ قتل پر

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط .... (الانعام :151)

ترجمہ: ’’اور کسی جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ‘‘۔

حق کے ساتھ قتل کرنا کیا ہے؟ اس کی تفسیر ایک دوسری آیت سے ہو جاتی ہے۔

اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ..... (المائدہ: 32)

ترجمہ: ''جس نے کسی جان کو جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ کسی اور وجہ سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانیت کو قتل کر دیا''۔

''جان کے بدلے جان'' کے علاوہ ''زمین میں فساد پھیلانے کی'' مزید وضاحت اس حدیث پاک سے ملتی ہے فرمایا:

''تین طریقوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے' شادی شدہ زانی' جان کے بدلے جان اور اپنا دین ترک کر کے جماعت سے جدا ہونے والا''۔ (متفق علیہ)

(جماعت سے جدا ہونے سے مراد ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت جیسے اعمال سے منحرف ہونے والا)۔

زمین میں اس نوعیت کے فساد پھیلانے والوں کے لئے حکام کی طرف سے قتل کی حد لگانا جائز ہے اس حکم میں محاربین' (لوگوں پر قاتلانہ حملہ کر کے مال لوٹنے والے) زندیق (جو شخص ظاہر میں کلمہ گو ہو مگر قرآن اور رسالت کا منکر ہو) جادوگر' گستاخ اللہ اور گستاخ رسول ﷺ اور نماز کا تارک (منکر ہو کر یا تحقیر کے طور پر پانچ نمازیں ترک کرنے والا) شامل ہیں۔ اس لیے کہ یہ تمام کفریہ امور ہیں۔ حکام کی طرف سے پہلے ان کو سمجھایا جائے گا پھر توبہ کا موقع دیا جائے گا۔ اگر انکار کریں تو پھر ان پر قتل کی حد نافذ کرنا جائز ہے۔

## اللہ کے رسول ﷺ اور جان کی حرمت

رحمت دو عالم سیدنا محمد ﷺ سے زیادہ مومن کی جان کی قدر و قیمت جاننے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ خصوصاً اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کفار کی تمام تر مخالفتوں' دشمنیوں اور عداوتوں کے درمیان ایک ایک انسان کو اسلام کی دعوت دینا' پھر ہر ایک مسلمان کی ایمان کے ساتھ آبیاری کر کے اسے مومن کے رتبے تک پہنچانا اور پھر ایک موقع پر کعبہ معظم کو مخاطب کر کے فرمانا:

''اے کعبۃ اللہ! تو کس قدر پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کس قدر عمدہ ہے' اور تو کتنے اونچے مقام والا ہے اور تیری حرمت کس قدر زیادہ ہے (اس کے باوجود) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری (محمد ﷺ کی) جان ہے' مومن کے مال اور خون کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے اس مقامِ حرمت سے کہیں زیادہ ہے'' (ابن ماجہ)۔

مومن کی جان کی عظمت و حرمت کا ذکر ایک اور دفعہ میدانِ عرفات میں 9 ذی الحجہ کو حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کی موجودگی میں یوں فرمایا:

''اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا' حرمت والا دن' آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''حرمت والا شہر'' پھر پوچھا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' صحابہ کرامؓ نے جواب دیا ''حرمت والا مہینہ'' اس پر آپ ﷺ نے وہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا: ''یقیناً تمھارا خون' تمھارے مال اور تمھاری عزتیں تم پر آپس میں اس طرح حرام ہیں جس طرح تمھارے اس دن کی حرمت ہے اور (بالخصوص) تمھارے اس شہر کی حدود میں اور اس مبارک و مقدس مہینے کے دوران'' (صحیح بخاری)۔

## مسجد یا مقتل

اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح کرنے والی جانوں کا خون کرنا خصوصاً مسجدوں میں نمازیوں پر قاتلانہ حملے کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کو کس قدر ناراض کرنے والا جرم ہے اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں' میں نے آنحضور ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے:

''ایسا ہوا کہ ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ کھایا' انہوں نے حکم دیا اور پھر چیونٹیوں کا سارا جتھہ جلا دیا گیا' تب اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجی: ''تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا اور تو نے میری اتنی خلقت جلا دی جو میری تسبیح کرتی تھی''۔ (صحیح بخاری)

## مسجد اور اصلاحِ معاشرہ

انسانوں کے باہمی اختلافات اور رنجشیں چھوٹی بڑی دشمنیوں کو جنم دیتی ہیں۔ جن میں فرقہ واریت اور گروہی مخالفتیں بھی شامل ہیں۔ اگر قوت برداشت کمزور ہو اور ضبط نفس کی عادت نہ ہو تو بعض اوقات یہی دشمنیاں غصہ اور غضب کی انتہا اختیار کر کے قتل جیسے انجام تک جا پہنچاتی ہیں۔ اسی لیے اسلام باہمی اختلافات و معاملات کو دن میں پانچ بار اللہ کے گھر ملاقات کے وقت (نماز کے اوقات میں مسجدوں میں) حکمت و سمجھ بوجھ سے سلجھانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ پھر بھی اگر عقل پر جہالت کا پردہ پڑ ہی جائے تو اس وقت انسان صرف یہ ہی سوچ لے کہ وہ تو ایک محدود اختیارات رکھنے والا کمزور اور بے بس انسان ہے اور جس کا قانون توڑ کر اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق کو جان سے ختم کر کے نافرمانی کا مرتکب ہو رہا ہے وہ ذات اقدس تو تمام اختیارات اور قوتوں کی مالک ہے۔ اس کی سزا اور پکڑ سے بھلا وہ خود کیسے بچ سکے گا؟

## جلد بازی سے منع

اللہ کی فرمانبرداری کا تقاضہ یہ ہے کہ خواہ معاملہ کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو اُس کے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا جائے۔ مثلاً ایک مرد کا اپنی بیوی' بہن' بیٹی یا بہو وغیرہ کو کسی غیر کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھنا کس قدر غضبناک کر سکتا ہے مگر اس موقع پر بھی جو حکم ملتا ہے وہ اس حدیث سے سمجھ آ سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ (ناجائز حالت میں) دیکھوں تو کیا اس وقت تک اسے کچھ نہ کہوں جب تک چار گواہ نہ لاؤں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں'' حضرت سعدؓ کہنے لگے ''ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' میں تو گواہ لانے سے پہلے ہی اسے فوراً تلوار سے قتل کر دوں گا'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگو!) سنو تمھارا سردار کیا کہہ رہا ہے وہ (یعنی سعد) واقعی غیرت مند ہے لیکن میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے'' (یعنی فوراً قتل کرنا جائز نہیں' اس سے مزید فتنہ بڑھتا ہے لہٰذا اللہ کے بتائے گئے قانون کے مطابق سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے) (مسلم)۔

مندرجہ بالا حدیث جو حکمت سکھاتی ہے اس سے غلط فہمی اور شکوک و شبہات کی بنیاد پر سرزد ہونے والے بہت سے جرائم کا سدباب ہو سکتا ہے' ورنہ جلد بازی بعض اوقات تمام زندگی کا پچھتاوا بن جاتی ہے۔

## تباہ کن گناہ

اللہ کے رسول ﷺ مومنوں کو خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سات قسم کے تباہ کن گناہوں سے دور رہو' پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی جان کو قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہو' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' دوران جہاد جان بچا کر بھاگنا' سیدھی سادھی اور پاک دامن مومنہ خواتین پر زنا کی تہمت لگانا''

ایک اور موقع پر فرمایا:

''ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا تباہ و برباد ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معمولی بات ہے'' (ترمذی)۔

## قتل بالواسطہ یا بلا واسطہ

قتل کے جرم میں خواہ ایک شخص کی نیت وعمل شامل ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت اور ایک کا عمل یا بہت سے لوگ اس میں نیت اور عمل کے ساتھ ملوث ہوں ان کے گناہ کا وبال آپس میں سب پر تقسیم ہو کر بھی ہلکا نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کو الگ الگ جہنم میں جھونکے جانے کی سزا بتائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر زمین وآسمان کے تمام بسنے والے ایک مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو اللہ عزوجل ضرور ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں دھکیل دے گا'' (ترمذی)۔

## جلا کر مار ڈالنا

قتل کے ارادہ سے کوئی بھی طریقہ استعمال کر کے جان تلف کرنا بذات خود بڑا گناہ ہے مگر جلا کر قتل کرنا اس کی سنگینی کو اور بڑھاتا ہے۔ اللہ کے نافرمانوں کو آگ کے عذاب کی سزا میں مبتلا کرنا صرف اللہ کا طریقہ ہے۔ اس طریقہ سے انسانوں کو منع کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو (جو سزا کے مستحق تھے) آگ سے جلوایا' یہ خبر عبداللہ بن عباسؓ کو پہنچی۔ انہوں نے کہا اگر میں علی کی جگہ (خلیفہ) ہوتا تو کبھی ان کو نہ جلواتا' کیونکہ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ دو'' البتہ میں قتل کروا ڈالتا۔ جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے:

''جو اپنا دین بدل ڈالے اس کو مار ڈالو'' (صحیح بخاری)۔

## دشمن کو قتل کرنے کے آداب

اسلام دشمن کو قتل کرنے کے آداب بھی سکھاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''ایمان والے قتل کرنے میں سب سے بہتر طریقہ اپناتے ہیں'' (سنن ابی داؤد)۔

رسول اللہ ﷺ کسی کو ''امیر لشکر'' مقرر کر کے روانہ کرتے تو اسے اس کی ذات اور مسلمانوں کے بارے میں اچھی وصیتیں فرماتے۔ مثلاً ضعیف' بوڑھے' چھوٹے بچے اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔ دشمن کو آگ میں نہ جلایا جائے' دشمن مقتولوں کا مثلہ (یعنی اعضاء وغیرہ کاٹ کر لاش خراب کرنا) نہ کیا جائے۔ (سنن ابی داؤد)۔

## کرے کوئی بھگتے کوئی

''مومن اپنے دین میں بڑھتا رہتا ہے' جب تک کہ کسی حرام خون کا ارتکاب نہ کرے'' (صحیح بخاری)

لیکن دین سے دوری اور آخرت سے لاپرواہی دراصل اسے ایسے بڑے گناہوں پر دلیر رکھتی ہے جس سے اس کا کیا ہوا بہت سے بے گناہوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ خاندان کا ایک فرد چلے جانے سے دوسرے تمام اہل خانہ قرابت' کفالت' تحفظ اور بے شمار دوسری محرومیوں کا ایک ساتھ شکار ہو جاتے ہیں اور بات ایک خاندان تک نہیں رہتی اگر مقتول کے رشتہ دار معاف نہ کریں تو قصاص (جان کا بدلہ جان) کے تحت پھر دوسرا خاندان بھی انہی محرومیوں اور مشکلات کا شکار ہو سکتا ہے اور یوں ایک انسان کے ظلم کی وجہ سے بہت سے انسانوں کو ابتلا و آزمائش جھیلنی پڑتی ہے اور انسانوں کے بعض گروہوں اور بستیوں میں تو یہ سلسلہ نسل در نسل چلتا رہتا ہے۔

## اللہ کی عدالت میں پہلا مقدمہ

معاشرتی معاملات اور حقوق العباد کے حوالے سے اس قبیح فعل کو بڑی نوعیت کا جرم ہونے کے سبب روز قیامت سب سے پہلے فیصلہ کے لیے لایا جائے گا' حدیث پاک ہے:

''قیامت کے دن سب سے پہلا فیصلہ جو لوگوں کے مابین معاملات کے بارے میں ہوگا وہ خون کے بارے میں ہوگا'' (متفق علیہ)۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''انسان سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور آپس کے معاملات (کے لحاظ سے) پہلے خون کا فیصلہ ہوگا'' (سنن نسائی)۔

معلوم ہوا کہ حقوق اللہ میں نماز کا اور حقوق العباد میں خون کا حساب پہلے ہوگا۔

## قتل کے لیے سزا اور خون بہا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ط اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ط ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ط فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ o وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o

(البقرة :179-178)

ترجمہ: ''مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص (یعنی خون کے بدلے خون) کا حکم دیا جاتا ہے' (اسی طرح پر کہ) آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت اور اگر قاتل کو اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے کچھ معاف کر دیا جائے تو (وارث مقتول کو) پسندیدہ طریق سے (قرارداد کی) پیروی (یعنی مطالبہ خون بہا) کرنا اور (قاتل کو) آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے' تمھارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا' عقلمندو! قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے اس باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے''۔

## قتل خطا کے لیے خون بہا اور کفارہ

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ (النساء : 92)

ترجمہ: ''کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو بھی جائے تو جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے' اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے' ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں اور اگر مقتول تمھاری دشمن قوم کا ہو اور ہو وہ مسلمان تو صرف ایک مومن غلام کی گردن آزاد کرنی لازمی ہے اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ تم میں سے ان میں عہد و پیمان ہے تو خون بہا لازم ہے' جو اس کے کنبے والوں کو پہنچایا جائے اور ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا (بھی ضروری ہے) پھر جو نہ پائے (استطاعت نہ رکھتا ہو) اس کے ذمہ دو مہینہ لگا تار روزے ہیں' اللہ تعالیٰ سے بخشوانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے''۔

# نسل کشی

## (عظیم خسارہ)

زمانہ قدیم سے اب تک ہر معاشرہ جن مشترکہ قسم کی اخلاقی گراوٹوں کا شکار رہا اُن کی فہرست میں قتل اولاد بھی شامل ہے۔ اسے رب کریم نے ایک ایسا نقصان قرار دیا ہے جو انسان خود اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے اٹھاتا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ○ (الانعام: 140)

ترجمہ: ''یقیناً خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو حماقت اور نادانی کی بنا پر قتل کیا''۔

اس آیت میں دنیاوی خسارے کے علاوہ آخرت کے نقصان کی طرف بھی اشارہ ہے اور آخرت کی خیر سے محرومی سب سے بڑی تباہی ہے (قرآن پاک میں ان بھٹکی ہوئی قوموں کے لیے بھی بالآخر خسارہ میں پڑ جانے کی سزا کا ذکر ملتا ہے' جو دنیا میں بظاہر بہت خوشحال اور خوش و خرم نظر آتی ہیں)۔

## جدید جہالت

یہ کون سی جہالت اور نادانی کی طرف اشارہ ہے؟ اسلام سے پہلے کے زمانے میں تو جہالت کی وجہ سے لوگ صرف بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے' لیکن آج کی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ قومیں بیٹا ہو یا بیٹی دونوں ہی سے جان چھڑانے کی تدبیریں سوچتے ہیں' یہ تو زمانہ جہالت سے بھی بدتر مثال ہوئی۔

نسل کشی اور قتل اولاد کی مختلف صورتیں اور تدبیریں دوسرے ہر میدان میں ترقی کے ساتھ برابر ترقی کے زینہ پر ہیں۔ مثلاً

(1) خوشحال طبقہ سے تعلق رکھنے والی خواتین کی یہ سوچ کہ زیادہ بچے کم توجہ اور کم بچے زیادہ توجہ سے پرورش پا سکتے ہیں' اس کے لیے احتیاطی تدابیر کرنا اور اگر کسی وجہ سے یہ تدابیر کارگر نہ ہوسکیں تو پھر ٹھہرنے والے حمل کو ضائع کروا دینا۔

(2) مفلسی' غربت یا تنگی رزق کی وجہ سے ''بچے دو ہی اچھے'' یا ''کم بچے خوشحال گھرانہ'' وغیرہ جیسے معروف نعروں کو بنیاد بنا کر بچے کو قبل از پیدائش ضائع کرا دینا۔

(3) زندگی کی غیر ضروری سرگرمیوں میں خود کو الجھائے رکھنے کی بنا پر زیادہ بچوں کو بوجھ اور رکاوٹ سمجھنا نیز زچگی کی بار بار کی تکالیف اور مشقت سے جان بچائے رکھنے کو ہمیشہ کے لیے بچوں کی پیدائش کا سلسلہ بند کروا دینا (باوجود اس ایمان کے کہ ان تکالیف اور مشقتوں پر اجر وانعام بھی بہت ہے)۔

(4) زنا جیسی بدفعلی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچوں کو زندہ درگور کردینا تاکہ اپنی عزت پر حرف نہ آئے اور گناہ کا اعلان کسی تک نہ پہنچے۔

(5) ترقی یافتہ دور کی ایک نئی ایجاد الٹرا ساؤنڈ کا منفی استعمال کرتے ہوئے قبل از ولادت پتہ لگا لینا اگر بیٹی نشوونما پا رہی ہے تو دنیا میں آمد سے پہلے ہی اس سے چھٹکارا پا لینا' جبکہ بیٹی کے والدین بننے اور ان کی پرورش کرنے والے کے لیے مختلف احادیث میں جنت کی بشارت ملتی ہے' اور زمانہ جاہلیت کی طرح انہیں قتل کرنے پر قرآن پاک میں روزِ قیامت جس انداز سے سرزنش کیے جانے کا ذکر ملتا ہے اس سے اس جرم کی نوعیت کا پتہ چل جاتا ہے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗ دَةُ سُئِلَتْ o بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ o (التکویر :9-8)

ترجمہ: ''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی؟''۔

## کبیرہ گناہ

مذکورہ بالا تمام کام ایک ہی قسم کے گناہ کی مختلف صورتیں ہیں البتہ ان میں درجہ کے اعتبار سے بڑا جرم یہ ہے کہ اولاد کو اس ڈر سے قتل کیا جائے کہ وہ آ کر رزق میں کمی کا باعث بن جائے گی' اسے خطاءِ کبیر بھی کہا گیا ہے۔

اللہ جو رب العالمین ہے تمام جہانوں کا پالنے والا یعنی اپنی پیدا کردہ تمام مخلوقات کے رزق وروزی کا ذمہ دار ہے وہ بھلا کیسے اپنی مخلوق کی ضروریات اور حاجات سے غافل ہوسکتا ہے' جبکہ وہ پتھر کے اندر بند ہو کر بسنے والے کیڑے کو بھی وہیں خوراک مہیا کر دیتا ہے۔ ارشاد رب کریم ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًاo (بنی اسرائیل:31)

ترجمہ: ''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشے سے قتل نہ کرو' ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمھیں بھی' درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے''۔

حدیث پاک میں بھی اسی عذر کی بنا پر اولاد کے قتل کو جرم عظیم بتایا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا جرم کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''(سب سے بڑا گناہ) یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے'' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں:

میں نے کہا: یہ تو یقیناً بہت بڑا جرم ہے' لیکن اس کے بعد کون سا جرم سب سے بڑا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ یہ ہے کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی'' (متفق علیہ)۔

## عورتوں کے لیے خصوصی حکم

يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الممتحنة :12)

ترجمہ: ''اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ ﷺ سے ان باتوں پر بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی' چوری نہ کریں گی' زنا کاری نہ کریں گی' اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی نیک کام میں تیری بے حکمی نہ کریں گی تو آپؐ ان سے بیعت کر لیا کریں' اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور معاف کرنے والا ہے''۔

اللہ کے رسول ﷺ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے گئے حکم کے مطابق جن باتوں پر بیعت لیا کرتے تھے ان میں اولاد کو قتل نہ کرنا بھی شامل تھا۔

## بعد یا قبل از پیدائش قتل

بچے کو دنیا میں آنے سے پہلے یعنی زندگی کے ابتدائی مراحل میں تلف کرا دینا یا دنیا میں آنکھیں کھولنے کے بعد مار ڈالنا دونوں ہی صورتیں گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتی ہیں۔

وضاحت: دورانِ حمل خواہ بچہ چند ہفتوں کا ہو یا چند دنوں کا اس کا اسقاط کروا کر یا پیدائش کے بعد اگر اسے اس نیت سے کسی ایسی جگہ ڈال دیا جائے کہ اس کی قسمت میں زندہ رہنا ہوا تو کوئی اٹھا کر پال لے گا اور ہم اس کے قتل کے جرم سے بری ہو جائیں گے اور کسی کو اس کے والدین کا پتہ بھی نہ چل سکے گا (جبکہ وہ بچہ کسی جانور کا شکار بھی ہو سکتا ہے) یہ سب قتل اولاد کی صورتیں ہیں' ماں باپ دونوں برابر قاتل ہوں گے۔

## تصویر کا دوسرا رخ

اولاد سے چھٹکارا پانے کے لیے خوفناک' ہتھکنڈے استعمال کرنے والے ذرا اولاد سے محروم (بانجھ) لوگوں سے اس نعمت کی قدر و قیمت معلوم کریں کہ ان کے رویہ کے برعکس وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے کیا علاج اور تدابیر آزماتے ہیں۔ بہر حال اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والے اور ان سے پیار کرنے والے یہ حدیث پڑھ کر سوچیں کہ بقاءِ نسل کے لیے ان کے اس منفی رویے سے کہیں اس حدیث کی مخالفت تو نہیں ہوتی؟

''ایک مرتبہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یوں کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایک حسب نسب' عزت و مرتبہ اور مالدار عورت سے محبت ہے' لیکن اس عورت میں ایک خامی ہے اور وہ یہ کہ وہ بانجھ ہے تو کیا میں اس سے شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے انہیں منع فرما دیا' وہ پھر دوبارہ آئے اور یہی بات دہرائی' آپ ﷺ نے پھر پہلے والا جواب دیا' وہ صاحب پھر تیسری مرتبہ آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت بچے جننے والی اور بہت محبت کرنے والی ہو' اس لیے کہ میں تمھاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا'' (سنن ابوداؤد)۔

# الدُّعَاء

**سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ**

اللہ کی پاکی اور تعریف بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر

**وَرِضٰی نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ**

اور اس کی ذات کی خوشنودی کے موافق اور اس کے وزن

**وَمِدَادَ کَلِمَاتِهٖ**

اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر

**اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ**

# الدُّعَاء

## ہمارا مانگنا اللہ کو پسند ہے

دعاؤں کی برکات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بغیر مانگے بھی نوازتا ہے اور اس کا مانگنا بھی پسند فرماتا ہے۔

" اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ " .... (المومن : 60)

ترجمہ: ''تم مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا''۔

ایک اور جگہ ارشادِ پاک ہے:

" اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ "o (البقرۃ :186)

ترجمہ: ''میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب وہ مجھے پکارتا ہے''۔

## صرف اور صرف اللہ سے مانگیں

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ o (الرعد:14)

ترجمہ: ''اسی کو پکارنا برحق ہے اور یہ لوگ اس کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، ان کو پکارنا تو ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا کر چاہے کہ پانی (دور ہی سے) اس کے منہ میں آ پہنچے، حالانکہ پانی اس تک کبھی نہیں پہنچ سکتا''۔

## اللہ سے ہر جائز حاجت مانگ سکتے ہیں

''اپنے رب سے ہر چیز مانگو حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگو'' (ترمذی)

## قبلہ رخ ہوکر

''وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ " ..... (الاعراف:29)

ترجمہ: ''اور اپنا رخ ہر عبادت میں اسی کی طرف رکھو اور اسی کے لیے خالص ہو کر اسے پکارو''۔

## پہلے تعریف پھر دعا

اللہ رب العزت سے مانگنے کے آداب میں یہ ضروری شامل ہے کہ اسے تعریفی کلمات اور اس کے اچھے اچھے ناموں کے ساتھ پکار کر دعا مانگی جائے۔

''وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ''..... (الاعراف:180)

ترجمہ: ''تمام اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو اس کو پکارو (دعا مانگو) ان اچھے ناموں کا واسطہ دے کر''۔

## درود شریف کے ساتھ

حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا' اس نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد کہا: ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ'' (اے اللہ! میری مغفرت فرما)۔

آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''تم نے مانگنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کرو' پھر درود شریف پڑھو' پھر دعا مانگو' آپ ﷺ یہ فرما ہی رہے تھے کہ دوسرا آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھ کر اللہ کی حمد بیان کی' درود شریف پڑھا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اب دعا مانگو' دعا قبول ہو گی'' (ترمذی)۔

## یقین اور توجہ کے ساتھ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرو' اللہ تعالیٰ غافل اور لاپرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا'' (ترمذی)۔

## عاجزی وانکساری کے ساتھ

'' اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا ''.... (الانعام: 63)

ترجمہ: ''اپنے رب کو عاجزی اور زاری کے ساتھ پکارو''۔

## پست آواز کے ساتھ

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (الاعراف: 55)

ترجمہ: ''پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے' بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''پست آواز سے (اللہ کو) پکارو تم کسی بہرے یا غائب ہستی کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم ایک سمیع اور بصیر ذات کو پکار رہے ہو'' (متفق علیہ)۔

## اصرار کر کے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے رب سے سوال کرتے یا دعا مانگتے تو تین تین بار دہرایا کرتے تھے (متفق علیہ)۔

## اللہ کی خاطر کیے ہوئے نیک اعمال کا واسطہ دے کر

'' اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ''.... (الفاطر: 10)

ترجمہ: ''اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک اعمال انہیں بلند مدارج طے کراتے ہیں''۔

## آمین پر ختم کریں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''واجب کر لیا اگر ختم کیا آمین پر'' (ابوداؤد)۔

## خالی ہاتھ لوٹاتے اللہ شرماتا ہے

''اللہ تعالیٰ حیادار اور سخی ہے' جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے''

(ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ)۔

## دعا ضائع نہیں ہوتی

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی مسلم دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہیں ہوتی اور نہ رشتہ داروں کے حقوق برباد کرنے کی بات ہوتی ہے تو اللہ ایسی دعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ یا تو اس دنیا ہی میں اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے اور یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ بناتا ہے اور یا اس پر کوئی مصیبت یا برائی آنے والی ہوتی ہے جسے وہ اس دعا کی بدولت دور فرما دیتا ہے'' (مسند احمد)۔

یہاں اس کتاب میں دیئے گئے موضوعات کے حوالے سے یہاں چند قرآنی اور مسنون دعائیں پیش کی گئی ہیں۔

صبح و شام پڑھی جانے والی مندرجہ ذیل دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ہر قسم کی حفاظت اور عافیت طلب کرنا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِى وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ . (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور وہی تمام تعریف کے لائق ہے' بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے' وہی زندہ کرتا اور وہی موت دیتا ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

بِسْمِ اللهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ . (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''شروع اللہ کے نام سے' اس کے نام کی برکت کے ساتھ زمین اور آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی' اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

اَللّٰهُمَّ عَافِنِىْ فِىْ بَدَنِىْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِىْ فِىْ سَمْعِىْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِىْ فِىْ بَصَرِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ . (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے بدن کو تندرست رکھ' اے اللہ! میرے کان عافیت سے رکھ' اے اللہ! عافیت سے رکھ میری آنکھ۔ کوئی معبود نہیں آپ کے سوا''۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ . (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ تمام مخلوق کی شرارتوں سے''۔

حَسْبِىَ اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: ''مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے''۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَاعَلٰی عَهْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. (مشکوۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے رب ہیں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ نے مجھے بنایا اور میں بندہ ہوں آپ کا' اور میں آپ سے کیے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اپنی طاقت کے مطابق' آپ کی پناہ چاہتا ہوں برے کاموں کے وبال سے جو میں نے کیے ہیں' مجھے اقرار ہے اس احسان کا جو مجھ پر آپ کا ہے' اور مجھے اعتراف ہے اپنے گناہوں کا' پس بخش دیں میرا گناہ کیونکہ کوئی نہیں بخشتا گناہ آپ کے سوا''۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ ، أَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَوَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ ، أَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَ اٰمِنْ رَّوْعَاتِیْ، أَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ ، وَعَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ. (مشکوۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگتا ہوں' اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں آپ سے گناہوں کی معافی اور تندرستی کا میرے دین' دنیا اور اہل و مال میں' الٰہی ڈھانپ لے میرے عیب اور مجھے خوف کی چیزوں سے بے فکر کر دے' اے اللہ! حفاظت کر میری' میرے سامنے سے اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں پناہ لیتا ہوں آپ کی عظمت کی اس سے کہ میں ہلاک کیا جاؤں نیچے سے''۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط وَکَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ ○ (الروم :19-17)

ترجمہ: ''پس اللہ ہی پاک اور لائق تعریف ہے جس وقت تمہاری شام اور تمہاری صبح ہو اور وہی تعریف کے لائق ہے آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور ظہر کے وقت بھی اسی کی تعریف ہے۔ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور تازگی بخشتا ہے زمین کو اس کے خشک ہو جانے پر اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے (قبروں سے)''۔

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (مشکوۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے آگ سے پناہ دے''۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا (مشکوۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں فائدہ مند علم اور قبول کیے جانے والے عمل کا اور پاکیزہ رزق کا''۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (فجر اور مغرب کی نماز کے بعد 100 سو بار)

ترجمہ: ''یا اللہ! حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما''۔

رَضِیْتُ بِاللہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا (مسلم)

ترجمہ: ''میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر''۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ (حاکم)

ترجمہ: ''اے زندہ و قائم رہنے والی ہستی! میں تیری رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔ میری ہر قسم کی حالت درست کر دے اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر''۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(الحشر :24-22) (مشکوۃ)

ترجمہ: ''میں اللہ بہت سننے والے اور بہت جاننے والے کی پناہ لیتا ہوں' شیطان مردود سے' وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ چھپی اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے' وہ بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ' پاک' بے عیب' امن دینے والا' نگہبان' غالب' دبدبے والا' بڑائی والا پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جن کو لوگ شریک مقرر کرتے ہیں۔ وہی اللہ ہے' بنانے والا' پیدا کرنے والا' صورت بنانے والا' اسی کے نام ہیں' بہت اچھے' تسبیح بیان کرتی ہے اس کی ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی غالب دانا ہے''۔

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ○ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○ (اخلاص)

ترجمہ: ''(اے نبی) کہہ دو کہ وہ (اللہ) یکتا ہے' اللہ بے نیاز ہے۔ اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور کوئی اس کے برابر نہیں''۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ (الفلق)

ترجمہ: کہو کہ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ آ جائے اور گرہوں پر دم کرنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے پر آ جائے''۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِکِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ○ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ○ مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ (الناس)

ترجمہ: ''کہو میں لوگوں کے رب، لوگوں کے بادشاہ، لوگوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، اس وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جنّات میں سے ہو یا آدمیوں میں سے''۔
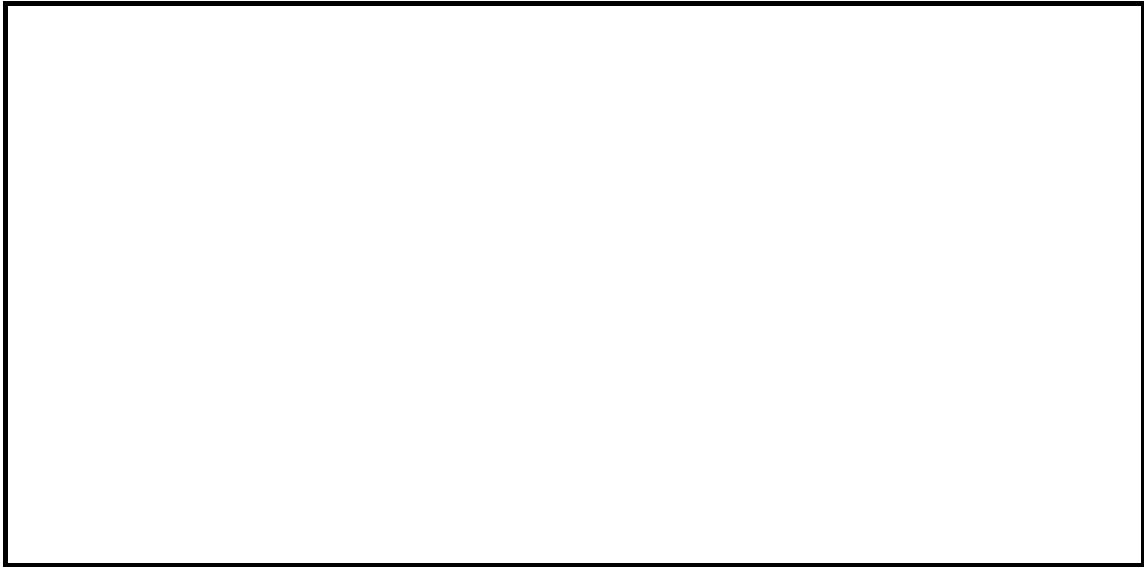
# صبح و شام کی مزید دُعائیں

## صبح کے لیے

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَہٗ وَنَصْرَہٗ وَ نُوْرَہٗ وَبَرَکَتَہٗ وَھُدَاہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا فِیْہِ وَشَرِّمَا بَعْدَہٗ (ابوداؤد)

ترجمہ: ''ہم پر اور اللہ رب العالمین کے تمام ملک پر صبح کا وقت داخل ہوا' اے اللہ! میں آپ سے اس دن کی بہتری یعنی فتح اور نصرت اور نور اور برکت اور ہدایت چاہتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں آپ کے ساتھ اس دن اور اس کے بعد کی شرارتوں سے''۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَ بِکَ اَمْسَیْنَا وَ بِکَ نَحْیَا وَ بِکَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْکَ النُّشُوْرُ (مشکوۃ)

ترجمہ: ''الٰہی! آپ کی عنایت سے ہم صبح میں داخل ہوئے اور آپ کی مدد سے ہم شام تک پہنچتے ہیں اور آپ کی مرضی سے زندہ رہتے اور موت پاتے ہیں اور آپ ہی کی طرف قبروں سے نکل کر حاضر ہونا ہے''۔

## شام کو انہیں دعاؤں کو یوں پڑھیں

اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ فَتْحَھَا وَنَصْرَھَا وَنُوْرَھَا وَبَرَکَتَھَا وَھُدَاھَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا فِیْھَا وَمِنْ شَرِّمَا بَعْدَھَا. (ابوداؤد)

ترجمہ: ''ہم پر اور اللہ رب العالمین کے تمام ملک پر شام کا وقت داخل ہوا۔ اے اللہ! آپ سے اس رات کی بہتری یعنی فتح اور نصرت اور نور اور برکت اور ہدایت چاہتا ہوں اور اس رات اور اس کے بعد کی شرارتوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں''۔

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَ بِکَ اَصْبَحْنَا وَ بِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ کی برکت سے ہم نے شام کی اور آپ کی مدد سے صبح کریں گے اور آپ کے حکم سے ہی ہم زندہ رہتے اور مرتے ہیں اور آپ کی طرف ہی واپس آنا ہے''۔

## سونے سے پہلے پڑھے جانے والے مسنون اذکار

آیۃ الکرسی (بخاری) سورۃ الاخلاص اور معوّذتین (بخاری) سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات نمبر 286-285 (بخاری)۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی (بخاری)

ترجمہ: ''الٰہی! تیرے نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوں گا''۔

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفُظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ (مسلم)

ترجمہ: ''تیرے ہی نام کے ساتھ اے میرے پروردگار! میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیرے ہی مدد کے ساتھ اسے اٹھاؤں گا' اگر تو نے روک لی میری جان تو اس پر رحم فرمانا اور اگر اسے واپس بھیج دے تو اس کی حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے''۔

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْٓ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْٓ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْٓ اِلَیْکَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْٓ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّ رَھْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَآءَ وَلَا مَنْجٰی مِنْکَ اِلَّآ اِلَیْکَ بِکِتَابِکَ الَّذِیْٓ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ (بخاری)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر لیا اور اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا اور اپنا کام تیرے سپرد کر دیا تیری ہی طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے۔ نہ تیرے (علاوہ) پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی جگہ ہے بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف۔ میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے اتاری اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا (یہ پڑھ کر سونے والا اگر وفات پا جائے گا تو اسے ایمان پر خاتمہ کی خوشخبری دی گئی ہے)۔

رسول اللہ ﷺ سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر تین بار فرماتے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (ابو دائود، ترمذی)

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا''۔

## رات پہلو بدلتے وقت کی دعا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ (حاکم نسائی)

ترجمہ: ''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو اکیلا زبردست ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان والی چیزوں کا رب جو بہت عزت والا بہت بخشنے والا ہے''۔

## بے خوابی کے علاج کے لیے دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَآ اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنَ وَمَآ اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَلَیَّ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ (ترمذی)

ترجمہ:''اے اللہ! پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور ان تمام چیزوں کے جن پر یہ آسمان سایہ فگن ہیں اور اے پروردگار زمینوں اور ان چیزوں کے جو ان کی آغوش میں ہیں اور اے پروردگار شیطانوں کے اور ان انسانوں کے جن کو یہ شیطان گمراہ کیے ہوئے ہیں تو اپنی تمام مخلوق کی برائی سے مجھے اپنی پناہ میں لے لے کہ کہیں ان میں سے کوئی مجھ پر دست درازی کرے یا سرکشی سے پیش آئے۔ تیری پناہ میں آنے والا سرفراز ہوا۔ تیری ستائش بلند پایہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ صرف تو ہی معبود برحق ہے''۔

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ ،لَا تَاْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَھْدِیْ لَیْلِیْ وَ اَنِمْ عَیْنِیْ (ابن السنی)

ترجمہ: اے اللہ! ڈوب گئے ستارے اور آرام پایا آنکھوں نے اور تو زندہ ہے قائم ہے' نہیں پکڑتی تجھ کو اونگھ اور نہ ہی نیند 'اے زندہ! اے قائم ذات! سکون دے مجھے رات میں اور سلا دے میری آنکھ''۔

## تہجد کے وقت کی دعائیں

رات کسی وقت نیند کھل جانے پر ان الفاظ کے ساتھ جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ . رَبِّ اغْفِرْلِیْ .

(بخاری ، ابن ماجہ)

ترجمہ:''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ (کسی چیز سے بچنے کی) طاقت ہے اور نہ کچھ کرنے کی قوت ہے۔ اے میرے رب! مجھے بخش دے''۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ جَسَدِیْ وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَاَذِنَ لِیْ بِذِکْرِہٖ . (ترمذی)

ترجمہ:''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے میرے جسم میں عافیت دی اور میری روح مجھے واپس کی اور مجھے اپنی یاد کی اجازت دی''۔